رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

سلطان محمد نواز

حیات و تعلیمات

بتحقیق

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

Marfat.com

Marfat.com

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (۵:۱۲۰)

سلسلۂ قادریہ کے بطلِ جلیل کی زندگی، عرفان، سلوک اور ادب پر تحقیق

شیخِ طریقِ حق، سیّد زھاد

سُلطان محمد نوازؒ

عارف و خزینہ دارِ توحید و اساسِ اھلِ یقین

(۱۸۸۶ء - ۱۹۳۸ء)

حیات و تعلیمات

پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی

باھو پبلیکیشنز

لاہور، حضرت سلطان باھو، کوئٹہ

0092-81-2440948,03337851474,03009386739,03004205177

ISBN:978-969-9039-07-2

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : سلطان محمد نوازؒ (حیات و تعلیمات)

تحقیق : پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی

ناشر : سلطان محمد مشتاق سالم

ٹائیٹل : محسن سلطان

اشاعت اوّل: ۲۰۰۹ء

تعداد : ۵۰۰

قیمت : ۲۰۰ روپے

۲۹۷۶۴۱۹
۱۵۸۸۴
۷۹۱۳۵
۱/۲

یہ کتاب یا اس کا کوئی حصہ بغیر اجازت طبع نہیں کیا جا سکتا

باھو پبلیکیشنز

۱۱۲۔بی نشیمن غوثیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور۔ 03004205177

حضرت سلطان باھوؒ ضلع جھنگ۔ 0333-7851474، 0300-9386739

حق باھو ہاؤس، پیپلز بینک، سرآب روڈ (87550) کوئٹہ۔ 0092-81-2440948

[illegible] باھو کمیونیکیشن، ریلوے روڈ بھکر۔ بھکر 03467872592

Marfat.com

فہرست مطالب

نمبر شمار	عنوانات	نمبر صفحہ
۱	انتساب	۴
۲	میخانۂ نواز	۵
۳	باب اوّل۔حیات	۱۵
۴	نام۔ولدیت	۱۶
۵	ولادت۔مولد	۱۶
۶	تاریخ وفات۔مزار	۱۶
۷	شیخ سلطان نور محمدؒ	۱۷
۸	شیخ سلطان محمد نوازؒ	۲۱
۹	عبادت وریاضت	۲۲
۱۰	دورۂ افغانستان	۲۴
۱۱	ایک مجذوب سے ملاقات	۲۶
۱۲	معمولات	۲۶
۱۳	علامہ اقبالؒ سے قلبی محبت	۲۸
۱۴	ازواج محترمین	۲۹
۱۵	پندونصائح وکرامات	۳۱
۱۶	خلیفہ یوسف بدوزئی کا صاحبِ حال ہونا	۳۴
۱۷	ایک مرغوب دُعا	۳۷
۱۸	آخری فرزند کی ولادت	۴۰
۱۹	وفات	۴۰
۲۰	خانوادہ میں اہم معاصر شخصیات	۴۱
۲۱	پسران	۴۵

Marfat.com

۲۲	علماء صوفیاء و دراویش معاصر	۴۹
۲۳	خلفاء و مخلصین	۵۹
۲۴	برادران	۷۲
۲۵	شخصیت و کلام کا تجزیہ	۷۴
۲۶	باب دوم۔ تعلیمات	۸۰
۲۷	مکتوبات	۸۱
۲۸	شعری کلام	۱۰۸
۲۹	رسالہ دُرّ المعارف	۱۰۸
۳۰	رسالہ عندلیب لاھوت	۱۴۷
۳۱	غزلیات سلطان محمد نوازؒ	۱۷۷
۳۲	غزلیات فارسی	۱۷۷
۳۳	غزلیات سرائیکی	۱۸۱
۳۴	ادھوری سی حرفیاں سرائیکی	۱۹۷
۳۵	شجرہ شریف منظوم	۲۰۲
۳۶	مختصر شجرہ مبارک قادریہ سلطانیہ	۲۰۳
۳۷	باب سوم۔ تعلیقات	۲۰۴
۳۸	نقشہ مزارات خانقاہ حضرت سلطان نور محمدؒ و سلطان محمد نوازؒ	۲۲۱
۳۹	مزارات گیلری، مستورات و بچگان	۲۲۲
۴۰	مزارات درویشان در گورستان عقبی غرب	۲۲۳
۴۱	شجرہ نسب حضرت سلطان محمد نوازؒ و اسماء اولاد	۲۲۴
۴۲	مآخذ و کتابیات	۲۲۵

Marfat.com

اختصاصات

ت	:	تولّد
ف	:	وفات
حضرت قدس سرہٗ	:	حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ العزیز
حضرت صاحبؒ	:	حضرت سلطان محمد نوازؒ
دربار، دربار شریف، دربار مقدس	:	دربار حضرت سلطان باھوؒ
*	:	تعلیقات

Marfat.com

انتساب

جدِّ بزرگ حضرت سلطان نور محمدؒ کے نام
جنکی شخصیت کی تابانی وروحِ طریقت سے
سُلطان محمد نواز عارف' فنافی الشیخ کے ارفع مقام پر فائز ہوئے

سلطان الطاف علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ و صلی اللہ علیٰ نبیّہ و مصطفاہ

میخانہءنوازؒ

حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ (۱۶۲۹ء۔۱۶۹۱ء) کے اخلاف وخلفاء میں بعض بڑے نامور مبلّغ، محقق، انشاء پرداز، شاعر، ادیب، عالم، سالک، عارف اور صاحب ارشاد گزرے ہیں۔ اگران پر جداگانہ تعارف واحوال لکھا جائے تو ضخیم کتب تیار ہو جائیں۔ اُن میں کچھ تو ایسے حضرات بھی اپنے زمانے اور معاشرت کو منور کر گئے جن سے بڑے دور رس اثرات قائم ہوئے۔ انہیں میں سلطان محمد نوازؒ عارف نوّر اللہ مرقدہ' ہیں جنکے فقر وغنا کی لہریں کسی نہ کسی طرح اب بھی ہمارے کاشانوں کو تھپتھپا رہی ہیں مگر خود اُن کا احوال وسیّر صفحاتِ اوراق سے گُم ہے جو رفتہ رفتہ جہانِ فانی کی حقیقت کے سامنے گمنامی کا لباس تانے جا رہی ہے۔ میں نے چاہا کہ ان کے اس گوشہ جدوجہد کو سب کی آگہی کے لئے روشن کر دوں جو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے اخلاف میں آٹھویں پشت سے تھے، اور سلاسل صوفیاء کے معارف پر گہری غور وفکر کر کے انہیں عملی زندگی میں ڈھال کر خود گوشہءگمنامی میں روپوش ہو گئے۔

سلطان محمد نوازؒ کے احوال وسیّر وتعلیمات کی بڑی اہمیت یہ تھی کہ انہوں نے انسانی جسم اور روح دونوں کے عروج پانے وقوی رکھنے پر زور دیا ہے اور عملی طور خود اس پر کار فرما رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی ایک نظم وضبط اور مسلسل جدوجہد کا نمونہ رہی۔ وہ مسلمانوں کو دین مسلک و عقیدہ میں مرکزیت قائم رکھنے کی عملاً تعلیم دیتے رہے۔ انہوں نے قرآن وحدیث وسیرت النبیؐ کو علم کی بنیاد رکھا، تمام مسالک صوفیاء کو اپنے اپنے شیوخ کے دائرہ کار سے سیّدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؓ کے سرچشمہ فیوضات تک رسائی رکھنے کی تلقین کی اور اپنے عقیدے کا اظہار حضرت سلطان باھوؒ کے عشق اور مکمل پیروی میں کر کے دکھایا ہے۔

سلطان محمد نوازؒ کا کلام وحدت الوجود کی عمدہ تعلیمات پر مبنی ہے۔ حضرت سلطان

Marfat.com

العارفین قدس سرہٗ نے اپنے کلام میں وحدت الوجود وشہود میں امتزاج پیدا کر کے مسلمانوں کو اس دغدغے سے نجات دلائی کہ آیا وجود درست ہے یا شہود میں سچائی ہے۔انہوں نے عملاً واضح کر کے دکھایا کہ دونوں اہل فقر واہل سلوک کے لئے مقامات و مدارج کے حامل ہیں۔جو فقیر فنافی اللہ کے مقام پر ہوتا ہے اُسے وحدت الوجود کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور وہی کچھ دیکھتا ہے اور جو فقیر احدیت کی بجائے وحدت یا واحدیت کے مدارج میں نظر رکھتا ہے وہ وحدت الشہود میں انعکاس حقیقت پاتا ہے۔سلطان محمد نواز عارفؒ نے فنافی الشیخ کے مقام میں ایسی مرکزیت پالی کہ پھر انہوں نے وہیں پر ہی اتمام فقر میں وحدت الوجود کے جلوے ہی جلوے ہر طرف پائے۔وہ ان تمام احوال و مقامات کو بڑے منطقی انداز میں سمجھاتے گئے ہیں اور اپنی تعلیم کو بغیر کسی حجاب کے سہل انداز میں پیش کرتے گئے ہیں۔تعلیم وتلقین میں تصور اسم اللہ کو اپنی زندگی میں عملی طور پر جاری فرما کر طریقت میں اس کی اہمیت کو واضح کیا۔

سلطان محمد نوازؒ کے علوم ظاہر میں اساتذہ کے اسماء حاصل نہیں ہوسکے تاہم ان کے کلام علم وتبحر سے ظاہر ہوتا ہے وہ قرآن حکیم، احایث نبویؐ اور سیرت النبی ﷺ کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے اور صوفیائے کبیر میں حکیم سنائی غزنویؒ، فرید الدین عطارؒ اور جلال الدین رومیؒ کے کلام سے متاثر تھے۔سرائیکی میں اپنے ہمعصر خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن شریف کے کلام کی طرز میں انہوں نے وحدت الوجود کے لئے عمدہ تغزل کو اختیار کیا۔سچل سرمست کا دیوان آشکار اور محی الدین ابن العربی کا فصوص الحکم ان کی وجودی سرگرمیوں میں ممد رہے۔بہر حال اُن کے اُستاد صاحب کشف نظر آتے ہیں اور ان کے طالب و مریدین بڑے غیور اور پیران طریقت بھی ہوئے ہیں۔آپ نے پیر زمان شاہ، حضرت جی بُرہان اور پیر سید حسن جلال آبادی کو اپنے پیر صحبت کہ کر پکارا ہے۔سلسلۂ نقشبندیہ میں موسیٰ زئی شریف کے پیر سراج الدین کے سامنے زانوئے ارادت تہ کیا۔سلسلۂ سہروردیہ اور سلسلۂ چشتیہ میں اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری اور دعوات پر نہ صرف خود عملاً کار پرداز رہے بلکہ اپنے فرزند سلطان غلام دستگیر القادریؒ کو دوران تعلیم ملتان میں وہاں کے

Marfat.com

اولیائے کرام سہروردیہ وقادریہ پر روزانہ حاضری دینے اور وظائف پڑھنے کی تلقین کی۔

خود بالآخر اپنے والد مکرم حضرت سلطان نور محمدؒ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہو کر حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کے فیوضات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

آپ نے تصور اسم اللہ ذات کے نور باطن کے حصول کے لئے لازم قرار دیا اور اسکی تعلیم اپنے جوانسال فرزندان اور اپنے عموزادہ سلطان محمد عزیزؒ کو دی اور بعض اہل خلفاء کو بھی اس طرف مائل کیا۔ جن امور پر آپ نے بیحد زور دیاوہ نماز کی تلقین، وظائف میں سورۃ مزمل شریف، قصیدہ غوثیہ، رسالہ روحی، ذکر پاس انفاس اور سورۃ قریش ہیں۔ دربار عالی کا تصور فکری تمرکز کے لئے مفید گردانتے اور ہر شب بعد عشاء ذکر جہر لا الہ الا اللہ کی تلقین فرماتے تھے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر دائرہ شریعت میں رہنے کے، لئے خود باعمل رہے اور فرزندان خلفاء و مریدین کو بھی تلقین کرتے رہے۔ روزہ ماہ صیام کے علاوہ بھی رکھنے کی عملاً سعی و ریاضت دکھائی۔ صحت جسمانی کے لئے بھی اور نفس کو درست رکھنے کے لئے ہر ماہ میں ایک بار یا دو ماہ میں ایک بار فصد خون کے لئے ہدایت دی۔ اسقدر سیر و سیاحت کرنے پر زور دیا کہ اس سے روزانہ آپ تھک جائیں۔ اپنے فرزند کو ایسی سیر و سیاحت کے علاوہ بندوق سے شکار کرنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ کھانے پینے میں اعتدال کو روا رکھا اور فرمایا اس قدر کھایا پیا جائے کہ ایک تہائی بھوک باقی رہ جایا کرے۔ لباس اور آرام کرنے میں بھی اعتدال روا رکھا۔ ماحول کو خوبصورت رکھنے اور اپنے کو صحت مندانہ ماحول میں رکھنے کے لئے درخت اور پودے لگانے، باغات اور سبزہ قائم رکھنے کی ترغیب دیتے رہے اور خود بھی اس طرف راغب رہے۔ گویا وہ ہر ایک کو ایسا انسان ہو کر دیکھنا چاہتے تھے جو عملاً نیک اور تنومند ہو۔ آپ فرماتے ہیں پہلے عرفان ذات سے انانیت کا خاتمہ ہوا۔ فنا فی الشیخ سے وصل حق تعالیٰ حاصل ہے ہوا و حرص محض تاریکی ہے۔ انسان کے اندر ہی پلیدی اور پاکیزگی موجود ہے۔ جسم انسانی اللہ کا راز ہے اسم باھو سے میری انا ختم ہوئی اور وہ مجھ میں سما گیا۔ انا کے جانے سے میری حیثیت مسافر کی سی رہ گئی تو پھر یہ دنیا بھی محض

Marfat.com

سیر گاہ ہوگئی۔ کامل کا ہاتھ پکڑنے اور عشق سے دامن چاک کرنے سے ہر طرف اُسی کی ذات حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا نفس تیری راہ میں حائل ہے اسے اسم اللہ کے تصور سے ختم کر تو پھر اُس ذات کو پائے گا۔ ہماری ڈوری اُس ذات پاک کے ہاتھ میں ہے اسکے بغیر کسی کو فریاد رس نہ بنا۔ مرشد و رہبر ہی تیری لاٹھی ہے اُسکے بغیر تو کیسے راہِ سلوک میں چلے گا۔ حضرت سلطان باھو کی کشش نے مجھ سے باقی تمام راستے ترک کرا دیئے۔ میرے زھد و تقویٰ کا گمان ختم ہوا اور یقین کی دولت حاصل ہوئی۔ خود بینی ہی اصل مرض ہے اس سے نکل۔ دل کی آنکھ سے ہی وہ جلوہ نما ہوتا ہے دل کو پاک و صاف رکھ۔ قلب سے کلب کو نکال یہ قلبِ حقیقی بیت اللہ ہے۔ اسی لئے تو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ نماز حضوری سے ادا کر جھوٹ اور مکر کو ترک کر دے تو عرفان پائے گا۔ تو اپنے ذرہ کو بحر وحدت میں ملا کر بحر ہو جا۔ ذرہ کو اُس آفتاب سے منور کر کے سراپا آفتاب ہو جا۔ تو مرغ لاہوت ہے جسم کی قید سے آزاد ہو۔ تو یہاں آکر دنیا کا مزدور نہ بن مخدوم ہو جا۔ رومیؒ کی طرح مرنے سے نہیں ڈرتے۔ فرماتے ہیں اس بدن کے جانے سے سینکڑوں اور بدن ملیں گے۔ رومیؒ بھی یہی بات کہہ گئے ہیں کہ میں جمادی حیثیت سے مرا اور نباتی بنا، نباتیت سے مرا اور حیوان بن گیا۔ حیوانیت سے مرا اور آدمی بن گیا تو میں کیا ڈروں میں مرنے سے کب گھٹا؟ دوسری مرتبہ میں بشریت سے فنا ہو جاؤں گا تاکہ فرشتوں میں ہو کر بال و پر نکالوں فرشتے سے بھی مجھے اُس نہر کو کودنا چاہیئے کیونکہ بجز اُس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ دوسری مرتبہ ملکیت سے میں قربان ہونگا (اور پھر) وہ جو عقل میں نہیں آسکتا وہ ہو جاؤنگا پھر فرمایا:

پس عدم گردم عدم چون ارغنون
گویدم کہ انا الیہ راجعون

"گویا پھر عدم بن جاؤنگا، عدم ارغنون (باجہ) کی طرح مجھ سے کہتا ہے کہ ہم سب اُس کی طرف کو لوٹنے والے ہیں" (مثنوی رومی ۳:۲:۷۴۳)

سلطان محمد نوازؒ فرماتے ہیں باھو قدس سرہٗ کا مزار پاک نور کی تجلّی گاہ ہے۔ باھو کی با کو دور کر لے اور ھُو سے تعلق رکھ۔ یہ دراصل ھُو کا قرآنی مفہوم ہے جب فرمان باری تعالیٰ ہوتا ہے:
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (القصص ۲۸:۸۸) نہیں ہے کوئی معبود بجز اُس کے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس ذات کے۔ آپ روحانیت میں عاجز پرندہ نہیں بلکہ ھُما و شہباز بن کر رہنے کے قائل ہیں۔ اُن کو یقین حاصل ہے کہ باھوؒ کے لئے معرفت نوش کرنے والا مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ بحر عشق کے تلاطم میں وہی ناکام ہوئے جنہوں نے شرع شریف کو چھوڑ دیا۔ فرمایا راہ سلوک و عرفان کے حصول کے لئے صاحبزادگی و پیرزادگی کے تمام زعم اور ہر قسم کے علمی و دنیوی تفاخر ترک کرنے ہونگے۔ دوسروں کو گنہگار نہ سمجھو اپنے نفوس پر نگاہ ڈالا کرو یتیم و بیکس لوگوں کے ساتھ احسان کرو۔ ظالم نہ بنو۔ غصہ اور شہوت سے پاک رہو۔ حضرت صاحبؒ اسلام کے بین المللی اشاعت کے لئے انگریزی و جدید تعلیم کو وقت کی ضرورت سمجھتے تھے۔ تبلیغی دوروں میں سندھ بلوچستان اور وزیرستان کے عوام میں اس طرح گھل مل کر رہے کہ گویا انہیں کے خانوادہ کے ہی فرد ہوں۔ ایک مکتوب میں فرمایا کہ مجھے وزیرستان اور سندھ کے دوروں میں جمیعت حاصل رہی ہے۔

حضرت صاحب سلطان محمد نوازؒ کی دنیوی زندگی تنگدستی و عسرت میں نظر آتی ہے اگرچہ روحانی و دینی اھداف کے لئے جدوجہد کے ساتھ دنیوی امور کے لئے بھی کوشاں رہے۔ دونوں پہلوؤں میں توکل کی بیمثال صفت ان میں کارفرما رہی ہے وہ جان و دنیا، ایمان، عزت اور وصل خداوندی کے لئے ان کی اصل اہمیت کی حد تک طلب کرتے رہے اور ان میں اولیٰ ترین ھدف وصل حق تعالیٰ کو ہی قرار دیتے ہیں۔ مقروض بھی رہے اور قرض سے تنگدلی محسوس کرتے رہے ہیں آخری سالوں میں حج و زیارات کی تمنا کرتے رہے مگر یہ فرماتے تھے کہ ہوجائے تو میری آرزو ہے اور نہ ہوا تو یہ بھی میرا حج ہے۔ سبحان اللہ!

حضرت صاحبؒ انسانی روح کو بلبل باغ لاہوت کہہ کر پکارتے ہیں اور اُس سے اِس

Marfat.com

دنیا کے زندان میں پہلا سوال اسکی غذا کا کرتے ہیں کہ تو کیسی غذا حاصل کر رہا ہے۔ یہاں تو نجس و مردار کھانے والے کوے ہیں۔ یہی خیال علامہ اقبال ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی — جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

جلال الدین رومی تو مثنوی کا آغاز ''بشنو از نی'' کہ کر مخلوق اور خالق کے درمیان مسئلہ ہجر و فراق کو چھیڑتے ہیں اور حضرت صاحبؒ ایک مستانہ ہے رُباب کی دھن میں راز وحدت پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے جسم سے کوئی اور آواز دیتا ہے۔ آپ کا کلام فارسی اور سرائیکی پر مشتمل ہے اردو پر پوری دسترس حاصل نہ تھی البتہ مکتوبات اردو میں بھی ہیں۔ آپکی سرائیکی شاعری میں مکمل وہی معاشرت و آداب نظر آتے ہیں جو سرائیکی شاعری کے صوفیاء کا ہی انداز رہا ہے۔ عجز و نیاز مندی، درد و سوز اور عورتوں کی طرح دکھوں کا اظہار بلکہ اپنے کو مرد نہیں بلکہ ایک دکھیا عورت کے روپ میں پیش کرتے ہیں۔ خواجہ غلام فرید (۱۸۴۵ء۔۱۹۰۱ء) آپ کے ہمعصر اور سرائیکی میں سازِ تصوف الاپنے والے عظیم شاعر تھے۔ ان کا آپ سے سینتیس (۳۷) سال قبل انتقال ہوا۔ لگتا یوں ہے کہ خواجہ فریدؒ کے رنگ وحدت سے لبریز ہو کر آپ نے اُن کے کلام کی خوب سماعت فرمائی اور اُسی جذب و فکر میں سرائیکی نظم کو ڈھالا۔ ملاحظہ ہو خواجہ فریدؒ فرماتے ہیں:

کِتھے شاد کِتھے دل تنگ ڈِسے — کِتھے صُلح ڈِسے کِتھے جنگ ڈِسے

کسی جگہ عشق کا جذبہ مسرت اور شادمانی پر مشتمل ہے اور کہیں غصہ اور تنگ دلی کا مظہر ہوتا ہے:

غیرت محض محال ڈِسے — چو طرفوں حُسن جَمال ڈِسے

ہر ویہلے وصل وِصال ڈِسے — ڈینہہ رات پَنّل گل لائیوم ڑی

ماسوی اللہ تو بالکل محال ہے۔ کوئی ایسی جگہ یا چیز نہیں جہاں قادر مطلق کی قدرت کا جلوہ نہ ہو، چاروں طرف اسی ذات موجود کا حُسن و جمال نظر آتا ہے۔ ہر وقت ساعت وصل و وصال معلوم ہوتے ہیں اور ایسا نظر آتا ہے کہ دن رات عاشق کو محبوب پنل گلے سے لگا رہا ہے۔

سلطان محمد نوازؒ سے سنیئے:

Marfat.com

ہر رنگ دیوچ بے رنگ ڈِسے وہ پارس ہر ہر سنگ ڈِسے
کتھے سفید تے کتھے زرد آیا سیاہ سبز اتے لاجورد آیا
کتھے درمان کتھے درد آیا کتھے صلح تے کتھے جنگ ڈِسے

وہ بے رنگ ونشان ہر رنگ میں نظر آتا ہے اور ہر پتھر میں وہ پارس نظر آرہا ہے
وہ کہیں سفید اور کہیں زرد میں جلوہ گر ہے کہیں سیاہ سبز اور لاجورد میں ہے
وہ کہیں علاج بن کر اور کہیں درد بن کر آتا ہے کہیں وہ حالت صُلح میں اور کہیں جنگ میں نظر آتا ہے

خواجہ فرید کہتے ہیں:

اساں سو بدمست قلندر ہوں کڈیں مسجد ہوں کڈیں مندر ہوں
کڈیں چور بنوں کڈیں جار بنڑوں کڈیں توبہ استغفار بنڑوں
کڈیں زُہد عبادت کار بنڑوں کڈیں فسق فجوریں اندر ہوں

ہم مست اور قلندرانہ مسلک میں اس قدر مدہوش ہیں کہ ہماری نظر سے اچھے اور بُرے کا فرق اُٹھ گیا ہے اور تمام اسباب دنیا ہمارے لئے یکساں حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ مسجد ہو یا مندر ہمیں ہر جگہ اس کی قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ہمارے عالم تحیر کی حالت یہ ہے کہ چور، بدکار، تائب استغفار پڑھنے والا، زاہد، عبادت گزار، فاسق اور فاجر ہماری ہی صفات ہیں۔ اچھی اور بُری صفتوں میں بھی ہماری ہستی اور شان استغنا اپنا رنگ دکھا رہی ہے۔ یہ ایسی منزل ہے جہاں اچھائی برائی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ سلطان محمد نوازؒ سے ملاحظہ ہو:

اساں شوہدے مست موالی ہوں کولوں مذہب دینوں خالی ہوں
کڈی جار تے کڈی وت چور بنوں کڈی ظالم تے شہزور بنوں
کڈی خشک ملاں وانگوں کوز بنوں اساں ہر ہر حال دے چالی ہوں

ہم اپنے محبوب کے عشق میں مست وبدمست ہیں، دین ومذہب سے خالی ہیں
ہم کبھی جار اور کبھی چور بنتے ہیں کبھی ظالم اور زور آور ہوتے ہیں

Marfat.com

ہم کبھی خشک مزاج ملا کی طرح اندھی فکر والے ہوتے ہیں۔ ہم ہی تو ہیں جو ہر قسم کی عادت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ خواجہ غلام فریدؒ:

نہ خواہش دنیا دولت دی
نہ شاہی شوکت صولت دی
ہے ہک دیدار دی بکھ وے میاں
نہ قاصد نہ پیغام آیا
نہ خشک جواب سلام آیا
گئی گزر عمر جکھ جکھ وے میاں

ہمیں دُنیا، دولت، بادشاہی شان وشوکت کی کوئی خواہش ہی نہیں، ہمیں تو صرف دیدار محبوب کی بھوک ہے۔ محبوب کی طرف سے نہ کوئی قاصد آیا، نہ پیغام پہنچا۔ یہاں تک کہ سلام کا خشک جواب بھی نہیں ملا۔ انتظار کے صدمات میں تمام عمر گھل گھل کر گزر گئی ہے۔

سلطان محمد نوازؒ:

نہ تو اور تے نہ میں اور میاں کر وحدت دے وچ غور میاں
جب ہستی سے ہم گزر گئے سب دنیا عقبیٰ دے حضر گئے
بن یار نہ اور تے نظر پئے نہ میں جار تے نہ میں چور میاں

اے بھائی نہ تو غیر ہے اور نہ میں غیر ہوں، وحدت میں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم جب اپنی (جھوٹی) انانیت سے باہر ہو گئے تو دنیا و عقبیٰ کے تمام دُکھ دور ہو گئے۔ محبوب کے بغیر کسی اور پر نظر نہیں پڑتی نہ میں جار ہوں اور نہ چور ہوں۔

غزل ۱۷ میں ہمارے ممدوح نے اپنے دور کی اور اپنی اردو دانی میں جو رواں اردو نہیں ہے ایسی غزل کہی ہے جس میں پنجابی اور سرائیکی کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ غزل ۲۱ میں اپنے برادر عزیز سلطان محمد حیاتؒ کے فراق میں شعر لکھے ہیں اسلئے یہ اشعار ۱۹۳۶ء کے ہو سکتے ہیں:

Marfat.com

گئے دن خوشی دے ٹل وے یار پئی سڈ سانوں اجکل وے یار
ہن تیر تاں ہجر بھراواندے ہن درد تاں امڑی جائیاندے
ایہی در تاں قبراں تائیں آندے چھڈ جگ فانی توں بھی چل وے یار
رل خوشیاں نال وت بہندے ہاسے کدی رُسدے کدی منیندے ہاسے
دُکھ درد ذرّہ نہ سہندے ہاسے آندے قبراں والے نہ ول وے یار

اے دوست خوشی کے دن بیت گئے، اور ہمیں بھی آج یا کل بلاوا آ رہا ہے
بھائیوں کے فراق کے تیر ہیں، اور اپنی ماں کے پیدا ہونے والوں کے (غم) کے تیر ہیں
یہ درد قبروں تک جاری رہتے ہیں اب تو اس فانی جہان کو چھوڑ کر چل دے
پہلے ہم خوش وخرم اکٹھے بیٹھتے تھے کبھی روٹھتے اور کبھی مناتے تھے
ہم ذرہ بھر بھی دکھ برداشت نہ کرتے تھے، قبروں والے جا کر پھر لوٹا نہیں کرتے۔

حضرت صاحبؒ نے سرائیکی میں کافیاں بھی لکھی ہیں جو ہمیں نامکمل صورت میں تین کافیاں دستیاب ہوئی ہیں ان میں آپ کا مخصوص انداز ہے۔ طریقت کا ذکر وفکر ہے۔ پہلی کافی جسے ہم جوگی نامہ بھی کہہ سکتے ہیں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے عقیدت وعشق کی واردات ہیں۔ دوسری کافی بھی اسی عقیدت سے وابستہ ہے اور ساتھ ہی ان میں وحدت کا عرفان مترشح ہے۔ آخری سی حرفی وحدت الوجود کے عرفان کے ساتھ حقیقت محمدی ﷺ کے تذکار میں حق نما ہے۔

ممدوح معظم نے اپنے کو جا بجا سگِ باھوؒ لکھ کر عجز وانکساری کا اظہار کیا ہے، اور نام کے ساتھ فقیر کو ضرور شامل کیا ہے۔ کہیں نام کے ساتھ لاشئے بھی لکھتے ہیں۔ کسی شخص کو حتیٰ کہ فرزندان و مریدین کو بھی تحکمانہ لہجہ اختیار نہیں کیا۔ اگر کسی دنیوی امور کے لئے کسی کو لکھا ہے تو پھر ساتھ ہی اس کی رضا اور صوابدید پر معاملہ رکھ دیا۔ مکتوبات میں فرزندان ومُریدین سب کو احترامات وعزت سے خطاب کرتے ہیں۔ کسی خواہش کو حرف آخر نہ بنایا جب کبھی خواہش کا اظہار کیا تو پھر اس پر اصرار نہیں کیا کرتے اور نہ اسے حتمی بناتے۔

Marfat.com

میں سمجھتا ہوں سلطان محمد نواز عارفؒ کا دور اُس وقت تک جاری رہا جب تک ان کی تربیت و تعلیم سے آراستہ سلطان محمد عزیزؒ، سلطان غلام باھوؒ، سلطان غلام دستگیرؒ، سلطان نور حُسینؒ، سلطان محمد مشتاقؒ بقید حیات رہے۔ موخرالذکر نے تو نہایت کم عمری میں کچھ ایام آپ کے ساتھ مسافرت میں بسر کئے مگر تاثیر سے معطر رہے۔ حضرت صاحبؒ نے سلوک وطریقت میں اور دنیوی معاملات میں جس صدق وصفا، جُرات و پامردی سے معاشرہ ومُلک کے ماحول کی خدمت کی اور تصوف اسلام کی اصل روح کو قائم رکھا ان کے دورۂ تعلیمات کے درخشاں انوار تھے۔ برادر محترم سلطان عمر درازؒ بھی اسی راہ سلوک و اخلاق کے راھرو ہیں۔ اس کمترین راقم الحروف کو اسی میخانۂ نوازؒ کا آخری جُرعہ وُرد دِیتہِ جام سمجھ لیں کہ ان کے ارشاد اور ان کی آرزو وتوجہ باطنی سے میں نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے احوال وآثار وکلام پر تحقیق وتدقیق کے ساتھ کام کر کے اپنے معاشرے کو بالعموم اور خانوادہ کو بالخصوص ان کی عظیم روشن زندگی اور تعلیمات سے آگاہ کیا اور آج حضرت صاحبؒ کے احوال وکلام پر روشنی ڈالنے میں پیشرفت کی ہے۔ میری آرزو ہے کہ حضرت صاحبؒ کی تاثیر صدق وصفا، مہر و وفا، علم وتلاشِ حق، اُن کا یقین وتوکل، عشق وغنا اور محبت و ربط باہمی اس خانوادہ میں پھر سے جاری ہو جائے جس پر جنوبی ایشیا، افغانستان وخراسان کے اہل سلوک کے دل دھڑکتے ہیں اور آج جدید روابط وترسیل ادب وعلوم کے باعث حضرت قدس سرہٗ کی تعلیمات سے ایران وسنٹرل ایشیاء کے دانشور بھی آگہی پا رہے ہیں۔

سلطان الطاف علی

پیر باھُوؒ ھست ثانی دستگیرؒ کس نداند غیراز اہل نظیر
نور باھُوؒ نورِ غوثِ پاک یک چونکہ من دیدم ز چشم رفت شک
سلطان محمد نوازؒ

باب اوّل

حیات

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام مع ولدیت	سلطان محمد نوازؒ بن سلطان نور محمدؒ
ولادت	سال ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ء
مولد	چاہ سمندری نزد پرانا دربار حضرت سلطان باھوؒ (پنجاب)
وفات	بمقام اطاق حاجی تکیہ خان کھوسہ، جیکب آباد (سندھ) بوقت پانچ بجے شام بروز دوشنبہ بتاریخ شانزدھم ماہ صفر المظفر ۱۳۵۷ھ بمطابق ہژدھم اپریل ۱۹۳۸ء
مزار	چاہ سمندری نزد پرانا دربار حضرت سلطان باھوؒ، محل مبارک سلطان نور محمدؒ (والد مکرم) کے مزار شریف سے ملحق جانب غرب سپرد خاک ہوئے۔

Marfat.com

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس سے پہلے کہ ہم حضرت ممدوح سلطان محمد نوازؒ کے احوال وسیرؒ پر تذکرہ لائیں نہایت مناسب نظر آتا ہے کہ ان کے والد گرامی حضرت سلطان نور محمدؒ کے بارے میں ضروری کوائف وحالات بیان میں لے آئیں۔ جن کی زندگی کا انعکاس ان کے لئے حقیقت بن کر روشن ہوا۔

شیخ سلطان نور محمدؒ : آپ سلطان غلام رسولؒ ابن سلطان غلام میرانؒ ابن سلطان ولی محمدؒ ابن سلطان نور محمدؒ ابن سلطان محمد حسینؒ ابن سلطان ولی محمدؒ ابن حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہ' سے سلسلہ نسبی کے حامل تھے۔ ولادت ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء کو اور وفات ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء کو ہوئی۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے دامانی علاقہ لونی میں ریاضت اور چلہ کشی کرتے رہے۔ اس کے بعد حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کی کشش انہیں اپنے دربار عالی پر کھینچ لائی۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج کے لئے کام شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سندھ اور بلوچستان میں کافی لگن سے کام کیا۔ آخر عمر میں زراعت، مالداری یعنی گائے بھینس بھیڑ بکری کی پرورش وکاروبار میں بھی مشغول ہوئے۔

سلطان احمد بخشؒ ولد حضرت باھو بخشؒ کے مطابق آپ ایک سادہ زندگی کے حامل تھے نہایت بااخلاق اور عوام سے باہمی ربط ویگانگت رکھنے والے شیخ تھے۔ ایک پاک دل و پاک باز انسان تھے۔ بہت جلد خوش ہونے والے اور بہت جلد رنجیدہ خاطر بھی ہو جاتے تھے۔ شیخ فتح محمدؒ *۱ ساکن گرہ جمعہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) کی ایک دختر ان کے نکاح میں آئیں۔ وہ حقیقتاً دنیا اور دنیا کے معاملات میں رہ کر دنیا کی آلودگیوں میں ہرگز ملوث نہ ہوئے۔ آپ کے فرزندان کے اسماء ترتیب کے مطابق یوں ہیں۔ اول سلطان محمد نوازؒ دوم محمد سلطانؒ (مستانہ پیر) سوم سلطان محمد حیاتؒ چہارم فیض سلطانؒ پنجم سلطان غلام سرورؒ۔ آپ کی وفات ۱۹۲۴ء کے بعد آپ کے فرزند کبیر سلطان محمد نوازؒ نے پرانا دربار حضرت سلطان باھوؒ کے قریب چاہ سمندری *۲ میں آپ کی تدفین کی اور آپ کے اسم مبارک پر خانقاہ کا قیام عمل میں لایا۔ ایک سال بعد ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء کو

اپنے بزرگوں (خانوادہ سلطان ولی محمدؒ ابن سلطان نور محمدؒ ابن شیخ محمد حُسینؒ ابن سلطان ولی محمدؒ ابن حضرت سلطان باھُوؒ) کے مزارات نئے دربار حضرت سلطان باھُوؒ کے قبرستان سے منتقل کر کے اس خانقاہ میں سپردِ خاک کیے۔ سندھ بلوچستان میں خاص طور پر دینی وروحانی ابلاغ کے دورے کئے اور کئی علماء ومشائخ کو بہرہ ور کیا۔ آپ نے شہدادکوٹ (سندھ) کے میاں غلام صدیق کے سجادہ نشین اول میاں نصیر الدین کو وظائف عطا کئے اور خصوصی توجہ سے نوازا۔ (انوارات صدیقیہ ص ۳۲) بھرگڑی، گنداخہ، اوستہ محمد کے علاقوں میں اب تک آپ کی یاد میں اذکار ومحافل ہوتے ہیں۔

منتقلی مزارات کے وجوہات: حضرت صاحبؒ نے حضرات چاہ سمندری کے مزارات جو خانقاہ سلطان نور محمدؒ میں منتقل کر دیئے اُس کے بارے میں ان کی نظر میں بعض مشکلات درپیش ہو چکی تھیں ان مشکلات کو دور کرنے کے لئے اور اپنے بزرگوں کے قبرستان کے تحفظ وتقدس قائم رکھنے کے لئے آپ کو یہ قدم اٹھانا پڑا۔ بہرحال اہم مسائل جو ان کے سامنے آئے یہ تھے۔

۱۔ سلطان نور محمدؒ (ابن سلطان محمد حُسینؒ ابن سلطان ولی محمدؒ ابن حضرت سلطان باھُوؒ) اور ان کی خانقاہ کے مزارات پہلے نئے دربار شریف حضرت سلطان باھُوؒ کے احاطہ میں تھے ایک خاتون آلان نامی جو لنگر کے پکوان میں خدمت کرتی تھی اس کا انتقال ہوا تو اسے سلطان نور محمدؒ مذکورہ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا جس سے قبرستان کا تقدس اور استحقاق مجروح ہوا اور اُسے ناروا تجاوز بھی سمجھا گیا۔

۲۔ حضرت باھو بخشؒ جو حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے خاندان میں ایک بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے اور انہیں بھی نئے دربار شریف کے احاطہ میں سپردِ خاک کیا گیا تھا مگر ان کے مزار مبارک کو بھی وہاں سے باہر کر کے عقبی قبرستان میں رکھ دیا گیا۔ حضرات چاہ سمندری نے اس قسم کے واقعات کو دیکھ کر اس خطرہ کا احتمال محسوس کر لیا کہ اب کہیں ان کے بزرگوں کے مزارات بھی وہاں سے تبدیل نہ کر دیئے جائیں جس سے پورے خاندان میں تنازعہ پیدا ہو سکتا تھا۔

Marfat.com

۳۔ سال ۱۳۴۳ھ اور ۱۳۴۴ھ (۱۹۲۴ء۔ ۱۹۲۵ء) میں دریائے چناب کی تغیانی سے حضرات چاہ سمندری کے مزارات جو نئے دربار شریف کے احاطہ میں تھے خراب ہو گئے اور ان کے تحفظ کے لئے کوئی چارہ جوئی نہ کی گئی۔

ان اسباب علل کے بنا پر حضرت صاحبؒ نے سلطان نور محمدؒ ابن سلطان غلام رسولؒ کی خانقاہ کا قیام چاہ سمندری میں ہی کر کے اس خانقاہ کی بنیاد رکھ دی۔ یہ واقعہ محمد امیر سلطانؒ سجادہ نشین ہفتم کے دور میں پیش آیا۔

سلطان الفقر کا روحانی تاج: حضرت صاحبؒ کے مجموعہ کلام (کلام سلطان محمد نوازؒ) کے مطابق سلطان نور محمدؒ ابن سلطان غلام رسولؒ کی روح کو مقامِ ششم کے سلطان الفقر ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ سلطان الفقر کے ارواح کے بارے میں حضرت سلطان العارفینؒ نے اپنی تصنیف رسالہ روحی میں ذکر فرمایا ہے کہ جب تک سلطان الفقر کی سات روحیں اس دنیا میں نہ آ جائیں گی قیامت برپا نہ ہو گی یا دنیا کو ثبات اس وقت تک حاصل رہے گا جب تک آخری سلطان الفقر کا ورود نہ ہو گا۔ سلطان الفقر کی اول روح حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا، دوم روح حضرت خواجہ حسن بصریؒ، سوم روح حضرت سید عبد القادر جیلانیؓ، چہارم روح حضرت سیدنا عبد الرزاقؒ فرزند غوث الاعظمؓ اور پنجم روح خود حضرت سلطان باھو (قدس سرہٗ) کی ہے۔ اس رسالہ میں روح ششم اور روح ہفتم کے وارد ہونے کی پیش گوئی بھی کی گئی ہے حضرت صاحبؒ اپنے والد مکرم سلطان نور محمد کو روح ششم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لاریب ششم روح نور محمد است   پر ز وحدت ھُو نور محمد است
نورِ باھو نور محمد ھست یک   از نظر باھو برفتم وھم و شک

نور محمد کی روح بلاشبہ ششم (روح) ہے، نور محمد ھُو کی وحدت سے پُر ہیں
باھُو کا نور اور نُور محمد ایک ہی ہے، مجھے (حضرت) باھو کی طرف سے وھم و شک دور ہو گیا۔

Marfat.com

گر نداری اعتقاد اھلِ یقین رو تو بر دربار سلطان عارفین

از شہ سلطان بہ پُرس این حال را ۔ تا کُنی باور تو بر این قال را

این ششم ارواح نور محمد است ہر شہانرا شاہ نور محمد است

از سیزدہ ھجری چُو ھشتاد گذشت نور محمد پیدا از باھو گشت

چہاردہ صدی چون چہل و سہ برفت واصل حق گزشت و از کوران برفت

اگر تجھے اس پر اھل یقین اعتقاد نہ ہو تو دربار سلطان العارفینؒ پر چلے جاؤ

شہ سلطان (قدس سرہٗ) سے یہ حال پوچھ لو تا کہ تم اس بات پر بھروسہ کر سکو

یہ چھٹی روح نور محمدؒ کی ہے نور محمدؒ تمام شاہوں میں ایک شاہ ہے

بارہ سو اسی (۱۲۸۰) ہجری جب ہو گئی تو باھو (کے خانوادہ) سے نور محمدؒ کی ولادت ہوئی

تیرہ سو تینتالیس (۱۳۴۳) ہجری جب ہو گئی تو وہ واصل حق ہو کر (اس دنیا کے) نابینوں سے چلے گئے ۔ پھر فرمایا:

گفت باھو درمیان سال چہل کہ بیایم بعد ازین درین محل

میمانم درینجا سال چہل بعد ازان آیم در جای اول

باھو نے فرمایا (ہجری کے) چالیسویں سال (یعنی ۱۳۴۰ھ) کے لگ بھگ اس محل میں اس کے بعد آ جاؤں گا میں اس جگہ چالیس سال رہ کر پہلے والی جگہ کو لوٹ جاؤں گا۔

ارواح سلطان الفقر * ۳ کے بارے میں روح پنجم تک تو چونکہ خود حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ ارشاد فرما چکے ہیں جو حقیقتاً عالم اسلام میں بلند و بالا مقامات کے حامل ہیں اور اُن میں کوئی شک و اندیشہ کا مقام نہیں رہتا۔ البتہ روحِ ششم اور پھر روحِ ہفتم کے ورود کے بارے میں پوری تحقیق کے ساتھ ایک کتاب لکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ صرف حضرت صاحبؒ نے ہی اپنے والد مکرم کے روحِ ششم ہونے کے لئے نہیں فرمایا ہے بلکہ کم و بیش آٹھ افراد پر مشتمل مدعیان ہمارے سامنے آ چکے ہیں جس پر ایک سیر حاصل بحث کی ضرورت ہوگی۔

Marfat.com

تاہم آپ کے والد مکرم کی خانقاہ آج مرجع خلائق ہے،اور درویشوں کے لئے باعثِ تسکین و فیوضاتِ روحانی ہے۔

حضرت شیخ سلطان محمد نواز ؒ عارفِ ربانی ومحوِ حقیقتِ حق باھوؒ کی ولادت باسعادت حضرت سلطان نور محمدؒ کے ہاں ۱۳۰۴ھ بمطابق ۱۸۸۶ء کو ہوئی۔سال ولادت کا تعین ایک حتمی قیاس سے کیا ہے حضرت صاحبؒ نے رسالہ عندلیب لاہوت کی ایک حکایت میں لکھا ہے کہ ان کی عمر پچاس سال ہو چکی ہے ساتھ ہی آپ کا عندلیب لاہوت میں اپنے بھائی سلطان محمد حیات کی وفات پر اظہارِ غم بھی ملتا ہے جن کا انتقال ۱۹۳۶ء کو ہوا ہے۔اس بناء پر عندلیب لاہوت کی تصنیف ۱۹۳۶ء ہی نظر آتی ہے اس طرح ۱۹۳۶ء سے پچاس حذف کر دیں تو حضرت صاحبؒ کی ولادت ۱۸۸۶ء کو ٹھہرتی ہے جو ۱۳۰۴ھ کے مطابق ہے۔فقیر حضرت جی برہان (ضلع کامل پور) سے اور پھر اپنے والد محترم سے دینی علوم وتصوف کی تعلیم حاصل کی۔جوانسالگی میں ہی طریقت کے راہ فقر کا شوق دل وجان میں جاگزیں ہوا۔صوفیاء کے سلاسل کو رجوع کیا اور فقر الی اللہ کے حصول کے لئے موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کے سجادہ نشین حضرت سراج الدین نقشبندی سے بیعت ہوئے اور ان سے خلافت بھی حاصل کی۔بارہ سال تک طریقہ نقشبندی کے مطابق اذکار و ریاضت میں مشغول رہے۔مگر جب حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا اور خود حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے توجہ خصوصی فرمائی تو سلوک وسلسلہ قادریہ کو رجوع فرمایا اور اپنے والد بزرگوار حضرت سلطان نور محمدؒ سے بیعت ہو کر حصول مقاصد واہدافِ فیضان سے بہرہ ور ہوئے۔اسی ضمن میں روایت ہے کہ جب آپ سلسلہ نقشبندی میں ریاضت و چلہ کشی میں محو تھے تو آپ کے والد بزرگوار سلطان نور محمدؒ نے آپ کے استاد گرامی حضرت جیؒ (بُرھان شریف والے) کو توجہ دلائی کہ محمد نواز کو اپنے دادا حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے فیض سے اب بارآور ہونا چاہئے تو استاد محترم حضرت جیؒ قادری نے آپ کو بلوایا ان کے طلب پر بُرھان شریف پہنچے ان کی تلقین ونظر سے آپ اپنے طریقہ قادریہ کو متوجہ ہو گئے اور دربار شریف آ

Marfat.com

کر اپنے والد گرامی حضرت سلطان نور محمدؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا، اور راہِ فقر و عرفان میں بڑے صاحب کرامت ہوئے۔ سندھ، پنجاب، بلوچستان اور صوبہ سرحد کے وزیرستان کے قبائل میں آپ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ کو فروغ بخشا بلکہ آپ نے اپنے سلسلۂ کو افغانستان تک بنفسِ نفیس پہنچ کر پھیلایا اور تبلیغ کی اور وہاں کئی سو سالکانِ طریقت آپ سے بیعت ہوئے۔ حضرت احمد بخشؒ ولد حضرت باھو بخشؒ کے مطابق سلطان محمد نوازؒ ایک صاف گو اور جرات رندانہ کے مالک پیرِ طریقت تھے۔

عبادت وریاضت:

چھٹل آباد سندھ کی ایک مسجد میں معتکف ہونا: حضرت صاحبؒ نے جوانسالگی میں کثرت عبادت وریاضت میں کئی سال بسر کر دیئے تھے۔ ایک ایسا دور بھی رہا کہ بولتے نہ تھے چُپ کا روزہ رکھ لیا۔ صرف نماز کی امامت میں تلاوت وتکبیر میں ان کی آواز سُنی جاتی یا بچوں کو جب درسِ قرآن دیتے تو معلوم ہوتا کہ بول رہے ہیں۔ حضرت صاحبؒ دربار سے ایک بار سندھ تشریف لے گئے اور میراں پور برڑا تعلقہ گڑھی خیرہ جو آجکل چھٹل آباد سے بھی مشہور ہے اسے اوستہ بھیلنا بھی کہتے ہیں وہاں جا کر ایک چھوٹی سی مسجد اور قلعہ تعمیر کرایا وہاں طیب، طاہر اور قاسم نامی بُرڑے جو خدمت کرتے تھے ان کو اور دیگر لڑکوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے اور ذکر اذکار ہوا کرتا۔ اُن دنوں حضرت صاحبؒ نے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا تھا ڈیرہ شاہ نواز خان بُرڑا کے گھر سے پُر تکلف کھانا آیا کرتا تھا جو تمام طلباء کو کھلا دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک بڑھئی کے گھر سے سوکھی جوار کی روٹی آیا کرتی جس سے خود روزہ تناول فرمایا کرتے۔ حضرت صاحبؒ نے اُن دنوں نہ صرف خاموشی کے روزے میں تھے بلکہ فرضی روزہ بھی رکھے ہوئے ہوتے تھے۔ وہاں اسی عالم میں چھ سات سال بسر کر دیئے سوائے قرآن خوانی و ذکر وفکر کے اور کوئی شغل نہ تھا۔ حضرت صاحبؒ پر جذب زیادہ چھا جایا کرتا تھا اور طلباء کو اکثر درس کے دوران سزا دیتے مگر وہ بھی کہیں نہ جاتے۔ دربار شریف اور بستی قاضی * ۴ کے اعزاء میں مشہور ہو گیا کہ حضرت صاحبؒ گونگے ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

ادھر بستی قاضی صاحب میں حضرت صاحبؒ کی بچپن سے ہی منگنی ہو چکی تھی اور قاضی ولی محمد کا مطالبہ تھا کہ لڑکی جوان ہو چکی ہے اس لئے شادی کر دی جائے چنانچہ آپکے والد سلطان نور محمدؒ نے اس وقت کے سجادہ نشین سلطان نور احمد کو ساتھ لیا اور سندھ آ گئے ملاقات کی اور ان سے گفتگو شروع ہوئی تو حضرت صاحبؒ ہر بات کا تحریراً جواب دیتے شام کی نماز کے وقت سجادہ نشین صاحب اور سلطان نور محمد صاحبؒ نے ان کو امامت کے لئے کھڑا کیا تا کہ ان کی گویائی کا پتہ چلے۔ انہوں نے نہایت فصیح انداز میں امامت کرتے ہوئے قرآت ادا کی۔ اس پر انہیں اطمینان ہوا کہ آپ گونگے نہیں ہیں۔ حضرت صاحبؒ کا مطالبہ تھا کہ جب تک انہیں وہ فقر و معرفت نہ ملے جس کا ذکر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے وہ اپنی عبادات و ریاضت کا چلہ نہ توڑیں گے اس موقع پر سلطان نور احمد صاحبؒ نے ذمہ داری اٹھائی کہ بادشاہ صاحبؒ (حضرت سلطان باھُوؒ) کے فیض اور مہربانی کا وہ ذمہ لیتے ہیں اس طرح وہ چلہ تڑوا کر واپس ہو گئے۔ ان دنوں میں سلطان نور محمد صاحبؒ بھی گرہ جمعہ شریف* ۵ میں مقیم تھے چنانچہ حضرت صاحب بھی وہاں چلے آئے۔

حضرت صاحبؒ کے شاگردان طیب اور قاسم جنہیں سندھی کے علاوہ کوئی زبان نہ آتی تھی اور نہ اُن دنوں سفر کے لئے راستے ہوا کرتے تھے وہ کم سن بھی تھے حضرت صاحبؒ کی جدائی کی تاب نہ لا کر دیوانہ وار پیچھے دوڑ پڑے۔ ان بچوں کے والد اور رشتہ دار تلاش میں نکل پڑے یہ بچے لاعلمی کی حالت میں دوڑتے رہے اور انہیں اس طرح نظر آتا تھا کہ حضرت صاحبؒ ان کے آگے آگے ہیں۔ چنانچہ براستہ کشمور، روجھان مزاری، ڈیرہ غازی خان، تونسہ، رمک وغیرہ سے سیدھا گرہ جمعہ شریف پہنچ گئے۔ اُن کے لواحقین بھی ان کے پیچھے روانہ ہو گئے لوگ بتاتے تھے کہ بچے آگے آگے گزر گئے ہیں اس طرح وہ بھی سیدھا پہنچ گئے۔ جہاں حضرت صاحبؒ کی شادی ہوئی اور اس زوجہ سے ہی خدیجہ بی بی و سلطان غلام باھُوؒ کی ولادت ہوئی۔ مگر سلطان غلام باھُوؒ کے بچپن میں ہی ان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

دورہ افغانستان: وزیرستان سے افغانستان آپ کا آنا جانا کئی بار ہوا۔ ۱۹۳۵ء میں حضرت صاحبؒ وزیرستان کا دورہ فرما کر براستہ بیرمل افغانستان گھوڑوں پر تشریف لے گئے۔ ان کے ہمراہ ان کے فرزندان سلطان غلام دستگیر (عمر ۱۶ سال) سلطان نور حُسین (عمر ۱۴ سال) چچا زاد بھائی سلطان محمد عزیز (ابن حضرت فتح محمد) اور شیر محمد چنن (المعروف شیر شاہ جھنگ والا) تھے۔ حضرت صاحبؒ دوران سفران سے تصور اسم اللہ ذات کی مشق بھی کراتے تھے۔ اسکے ساتھ فارسی کی کتب بھی پڑھاتے تھے۔ چنانچہ وزیرستان کے دورہ میں آپ نے ان کو سکندر نامہ ختم کرا دیا۔ دوران سفر کوئی اور درسی کتاب نہ تھی جو پڑھی جاتی۔ سلطان محمد عزیز، شیر شاہ اور سلطان غلام دستگیر کا ایک ہی سبق تھا اس لئے حضرت صاحبؒ نے انہیں دیوان آشکار پڑھانا شروع کر دیا۔ وانا اور بیرمل سے ہو کر سلطانی پہنچے جو افغانستان کا اخلی علاقہ ہے اور وہاں خروٹی قوم آباد تھی۔ وہاں شہر کے باہر ایک کھلی مسجد تھی جہاں انہوں نے وہاں کے لوگوں کی عادت کے مطابق ڈیرہ لگایا۔ کھانے کے لئے البتہ وہ لوگ حسب دستور گھروں میں لے جاتے۔ گرمی کا موسم تھا مسجد کے صحن میں حضرت صاحبؒ علیحدہ مریدین کے ساتھ مصروف گفتگو ہو جاتے اور پڑھنے والے ایک طرف اپنا سبق پڑھ رہے ہوتے۔ ایک روز ان کا سبق تھا:

عطار نبود آن کہ خدا بود خدا بود　　او پاک وجود آن کہ خدا بود خدا بود

در کوی نیشاپور کہ آن شہر عطار ست　　کردیم سجود آنکہ خدا بود خدا بود

یہ طلباء بڑے ذوق وشوق اور ترنم سے پڑھ رہے تھے۔ اُس روز اچانک حکومت افغانستان کا مقرر کردہ محتسب بھی وہاں تشریف فرما ہوا جو شکل وشباحت میں متشرع اور عالم فاضل نظر آتے تھے۔ چنانچہ اُن کے اشعار سُن کر محتسب صاحب چلائے اور شور مچایا۔ اے لڑکو کیا پڑھ رہے ہو۔ مگر ان لڑکوں نے کوئی توجہ نہ دی اور محو رہے۔ محتسب صاحب ان کے قریب آگئے اور کمال تلخی کے ساتھ فرمایا تم کیا پڑھ رہے ہو۔ انہیں تو کسی کی کوئی پرواہ نہ تھی اور صرف اپنے سبق کا خیال تھا البتہ اسکے تنگ کرنے پر بتا دیا کہ وہ اپنا سبق پڑھ رہے ہیں وہ فوراً بڑبڑانے لگے، کفر کفر، کتاب بھی کفر اور

پڑھنے والا بھی کافر۔ طلباء نے بڑی بے نیازی سے حضرت صاحبؒ کی طرف اشارہ کر دیا کہ اُن سے پوچھو وہ گیا اور حضرت صاحبؒ سے بحث شروع کر دی۔ حضرت صاحبؒ نے نہایت حلیم الطبع کے ساتھ ان کو سمجھایا کہ بھائی میرے پاس درسی کتاب نہ تھی اس وقت ان کو لُغت سمجھانے کے لئے یہ کتاب شروع کرا دی ہے۔ محتسب صاحب مزید جوش میں آ گئے اور کہا کہ یہ کتاب تو کفر ہے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا خدا کوئی ذاتی اسم نہیں۔ یہ صفاتی اسماء سے ہے جو مختلف معانی رکھتا ہے اور خدا لفظ مخلوق کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عارف کا کلام بھی کئی معانی رکھتا ہے اور اسکی کئی تشریحات ہیں۔ یہ کوئی کلمہ کفر نہیں ہے۔ حضور پاک ﷺ کی کئی احادیث بیان کی گئیں ایک میں فرمایا "انا عرب" بلاعین" وغیرہ مختلف احادیث و مشائخ کے حوالے اور مثالیں دیں مگر محتسب صاحب کی تسلی نہ ہوئی۔ پھر مولانا رومؒ کے اشعار کے بارے میں محتسب صاحب سے پوچھا تو اس نے کہا میں مولانا روم کی بات مانتا ہوں وہ صحیح متشرع ہے چنانچہ حضرت صاحبؒ نے رومیؒ کے کئی اشعار پڑھے اور پھر پڑھا:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گر چہ از حلقوم عبداللہ بود
گر نبودی ذات حق اندر وجود آب و گِل را کئی ملک کردی سجود
اولیاء اللہ واللہ اولیاء ہیچ فرقی درمیان نبود روا
گر تو سنگ خارہ ای مر مر شوی چو بصاحبدل رسی گوھر شوی

اُس کا فرمان اللہ کا فرمان ہے اگر چہ وہ بات بندے کی زبان سے ہو
حق تعالیٰ کی ذات اگر وجود میں نہ ہوتی تو فرشتے بھلا کیونکر آب و خاک کو سجدہ کرتے
اولیاء اللہ سے ہیں اور اللہ خود ولی ہے ان میں فرق روا رکھنا جائز نہیں
تو اگر عام پتھر ہے تو سنگ مرمر ہو جائے گا تو جب کسی صاحبدل کے ہاں پہنچے گا تو اصل موتی ہو جائے گا۔

بصد مشکل محتسب صاحب مطمئن ہو گئے مگر اسکے بعد حضرت صاحبؒ نے اس کتاب کی تدریس

Marfat.com

ترک فرما دی اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی کتاب عین الفقر کے اسباق شروع کرا دیئے۔

ایک مجذوب سے ملاقات: ایک بار حضرت صاحبؒ جب ۱۹۳۶ء میں افغانستان کے دورہ سے واپس ہوئے تو گر جمعہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) آئے۔ اُن کے ہمراہ حضرت محمد عزیزؒ، سلطان غلام دستگیرؒ اور سلطان نور حُسینؒ تھے۔ ایک روز وہاں حضرت صاحبؒ روضہ حضرت سلطان فتح محمدؒ کے سامنے دالان میں تشریف فرما تھے اور چھجڑی کا ایک حافظ مجذوب آپ کی خدمت میں آیا جو جید عالم حافظ اور ظاہر میں متشرع بھی تھا اور حضرت صاحبؒ کا گہرا دوست تھا جو بعد میں مجذوب ہو گیا تھا۔ حالت یہ تھی ک جو کچھ ملتا لسی دہی سالن دال روٹی دلیا سب کچھ ایک مٹکے میں ڈال لیتا اور جب یہ متعفن ہو جاتا تو کھا لیا کرتا۔ حافظ موصوف سے بعض کرامات بھی مشہور ہیں، اُس نے گدھے رکھے ہوئے تھے۔ ایک رات بھیڑیا آیا اور گدھے کو اپنے دانتوں سے پکڑا اور پھاڑنا چاہا مگر گدھے نے بھیڑیئے کو دانتوں سے دبوچ لیا۔ ساری رات اس کشمکش میں گزاری اور صبح گدھا اور بھیڑیا دونوں پڑے ہوئے پائے گئے۔ حافظ مجذوب بہت خوش تھا اور بتا رہا تھا کہ دیکھو میرے گدھے نے بھیڑیئے کو مار ڈالا۔ ویسے بڑ مارتا رہتا تھا کوئی مر جائے تو کہتا میری بددُعا لگی اور کوئی بچہ پیدا ہوتا تو کہتا میری دُعا ہوئی ہے۔ بارش نہ ہوتی تو کہتا میں نے بند کی ہے اور اگر رود بہنے لگتے تو کہتا میں پہاڑوں سے لایا ہوں۔ چنانچہ حافظ مجذوب حضرت صاحبؒ کے پاس آئے تو دونوں تپاک سے ملے اور خوب محفل لگی۔ حضرت صاحبؒ نے پوچھا نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو تو فوراً کہا حضرت صاحبؒ کیا خدا تعالیٰ کا حکم نہیں ہے لا تقربو الصلوۃ۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا اس سے آگے اور پیچھے بھی تو کچھ ہے مجذوب نے کہا فی الحال میں اسی پر رُکا ہوا ہوں۔ دراصل حضرت صاحبؒ ملنگ قسم کے لوگوں کو پسند بھی کرتے تھے کیونکہ وہ صاف دل اور صاف باطن ہوتے ہیں اگرچہ ظاہری عقل و ہوش سے عاری ہوتے ہیں ان کے ہاں نمود و نمائش نہیں ہوا کرتی۔

معمولات و تربیت: حضرت صاحبؒ کے ہر کام میں کوئی ضابطہ اور ترتیب کا مقصد کارفرما ہوتا

Marfat.com

تھا۔مہمانوں کی خدمت اکثر خود فرماتے یا اپنے بچوں سے یہ خدمت کراتے۔عُرس اور زائرین کے رش واجتماعات کے موقع پر ہر قوم کو الگ الگ کھانا کھلاتے،اور فرماتے کہ اس طریقہ کار سے کوئی کسی کا کھانے سے رہ جانے کا احتمال نہیں ہوتا۔دوسری قوم والا مل جائے تو اسے اٹھا دیتے تا کہ نظام درست رہے۔رات کو مہمانوں اور زائرین میں بستر خود تقسیم کرتے۔ایک سال حضرت صاحبؒ نے عاشورہ محرم میں دو بستر الگ محفوظ رکھ لئے کہ مولوی بخت جمال بٹکئی محسود اور مولوی فتح محمد عرف فتح ملا صاحب برمی خیل کے آنے کی توقع ہے ان کے لئے الگ رہیں۔عاشورہ گزر گیا وہ نہ آئے تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا غلام دستگیر میں نے تمہیں سمجھانے کے لئے کیا ہے کہ احتیاطاً ہمیشہ جن کے آنے کی توقع ہو ان کا سامان پہلے مہیا رکھیں۔لنگر کے کھانے پینے میں عام وخاص میں کم تمیز فرماتے جو چیز تیار ہوتی سب میں برابر تقسیم ہوتی۔اگر کسی کے لئے خاص اہتمام کی ضرورت ہوتی تو سب کے لئے تیار کرالی جاتی۔حضرت صاحبؒ کی محفل میں ہر شخص محسوس کرتا کہ آپ اسکی طرف ہی متوجہ ہیں اور اسکے ہی دل کی بات کر رہے ہیں۔۱۹۳۰ء میں جب سلطان غلام دستگیر" تعطیلات ہونے پر اپنے راولپنڈی کے سکول سے عاشورہ محرم میں دربار شریف آئے تو وزیرستان کے کافی لوگ آئے ہوئے تھے،اُن میں علماء بھی تھے۔مولوی فتح محمد برمی خیل اور مولوی بخت جمال خلیفہ بٹکئی بھی آئے ہوئے تھے۔انہوں نے سلطان غلام دستگیر کا طالب علموں والا لباس دیکھ کر پوچھا کہ کون ہیں؟ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ میرا لڑکا ہے۔پھر پوچھا کیا پڑھ رہے ہیں؟ حضرت صاحبؒ نے فرمایا سکول میں انگریزی پڑھ رہا ہے۔مولویوں نے کہا افسوس ہے آپ کی اولاد سکول میں پڑھے تو رشد و ہدایت کون کرے گا۔بہتر ہوتا اگر ان کو کسی اچھے درس میں پڑھاتے تا کہ دین سے بہرہ ور ہوتے۔آپ کی اولاد اگر انگریزی اور اردو پڑھے تو افسوس ہے۔ان دنوں قبائل کو انگریز اور انگریزی سے خصوصی نفرت بھی تھی۔حضرت صاحبؒ نے فرمایا مسلمانوں کے اندر مختلف طبقات کے لوگ ہیں۔ایک عام لوگ ہیں جنہیں بغیر سوال جواب کے بلا کر کلمہ توحید پڑھایا جاتا ہے اور تلقین کر کے سلسلہ میں داخل کر لیا جاتا ہے۔لیکن ہمارا ایک بڑا

Marfat.com

طبقہ جس میں وکلاء اور مجسٹریٹ ہوتے ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے ہیں ان کو بھی تلقین کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ ملاّ کی شکل و شباہت سے بھی نفرت کرتے ہیں اور ملاّ کے ڈر سے دین سے بھی دور دور رہتے ہیں۔ ان کو بھی اسلام سکھانے کی تلقین کرنے کی ضرورت ہے۔ جسکے واسطے میرا مشن ہے۔ میں اس لڑکے کو اردو اور انگریزی پڑھا کر ان کا ہمرنگ بنا کر اس قابل بناؤں کہ یہ ان کی زبان میں ان کو تلقین کریں۔ قرآن، حدیث، فقہ و تصوف و سلطان العارفین قدس سرہٗ کی کتابوں کا ترجمہ انگریزی زبان میں ان کو موقعہ ملے تو کر کے پیش کریں تا کہ ان کے عقاید اور خیالات صحیح اسلامی ہو جائیں۔ وہ ڈر جو ملاّئیت کی وجہ سے خواندہ لوگوں کو اسلام سے ہے دور ہو جائے۔ اس تعلیم کا مقصد زبان دانی اور تبلیغ ہے۔ اسکے بعد مولوی فتح محمد صاحب وغیرہ مطمئن ہو گئے۔

اسی تربیتی مقصد، معاشرہ کی اصلاح کے لئے اور بالخصوص حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی تعلیمات کو عوام و خواص تک عام کرنے کے لئے اور باقی دنیا کے علمی و ادبی حلقوں تک اس کلام کو پہنچانے کے لئے حضرت سلطان محمد نواز عارفؒ نے جب ان کا آخری فرزند (بندہ عاجز راقم الحروف) مارچ ۱۹۳۸ء کو تولد ہوا تو آپ نے سلطان غلام دستگیر القادریؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا میرے اس فرزند کو اعلیٰ سطح کی تعلیم دی جائے انگریزی اور فارسی کا اسے عالم بنایا جائے تا کہ وہ حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ کے کلام پر تحقیق و تدوین کر کے اسے عام کرے۔ سبحان اللہ اس پر ہی کما حقہٗ عمل شروع ہو گیا:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گر چہ از حلقوم عبداللہ بود

اور چالیس روز کے بعد حضرت صاحبؒ کا انتقال ہو جاتا ہے اور اس گھر کے سربراہ اعلیٰ سلطان غلام دستگیر القادریؒ ہی ہو جاتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ سے قلبی محبت: حضرت صاحبؒ کو علامہ اقبال سے قلبی محبت تھی۔ حکیم سنائی غزنویؒ، فرید الدین عطارؒ، جلال الدین رومیؒ اور حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کا کلام تو بطور درس اپنے

بڑے فرزندان سلطان غلام باھوؒ، سلطان غلام دستگیرؒ اور سلطان نور حسینؒ کے علاوہ اپنے چچا زاد بھائی سلطان محمد عزیز کو پڑھایا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ حضرت صاحبؒ علامہ اقبال کا کلام بھی اکثر و بیشتر اپنی زبان مبارک پر لا کر پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب علامہ صاحبؒ کا ہی دور ہے۔ ایک دن ماہ محرم ۱۳۵۷ھ کے آخر میں بیٹھے ہوئے اپنے رانوں پر تین بار ہاتھ سے ضرب ماری اور فرمایا افسوس افسوس اسلام کا بخت اب جا رہا ہے عرض کیا گیا یا حضرت صاحب آپ کا اس سے کیا مقصد ہے تو فرمایا علامہ اقبال اسلام کا بخت ہے اور وہ عنقریب اس جہان فانی سے مُلک جاودانی کو سدھارنے والا ہے۔ دراصل اس کے ساتھ ہی حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحبؒ کا اپنا بھی اس جہان سے وداع کرنا امر ہو گیا تھا۔ چنانچہ علامہ اقبال بروز جمعرات ۱۹ صفر المظفر ۱۳۵۷ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء انتقال فرما گئے اور خود حضرت صاحبؒ علامہ صاحبؒ سے تین روز قبل بروز پیر ۱۶ صفر المظفر ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۸ اپریل ۱۹۳۸ء کو وصال پا گئے۔ سبحان اللہ! جیسے دونوں صاحب وصال عارف یک روح دو قالب ہوں۔

ازواج متحرمین: حضرت صاحبؒ کی زندگی میں چار خواتین سے نکاح کے واقعات حاصل ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ قاضی ولی محمد ابن قاضی اللہ یار (ابن حافظ غلام یٰسین ابن شیخ نور محمد ابن حضرت قدس سرہٗ) کی دختر مائی سلطان بی بی سے ۲۴ سال کی عمر میں ۱۹۱۰ء کو نکاح ھوا۔ یہ مائی صاحبہ حضرت صاحبؒ سے بیعت بھی ہوئیں قاضی احمد بخش کی ہمشیرہ تھیں۔ ان کے بطن سے خدیجہ بی بی اور سلطان غلام باھو کا تولد ہوا۔ جن کو حضرت صاحبؒ نے گرہ جمعہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) میں سلطان فتح محمد کی خانقاہ پر قیام پذیر کر لیا۔

۲۔ زوج اول کی وفات کے بعد ملتان کے ایک مغل خاندان کے حافظ حکیم عبدالغفور خان *۶ کی بیٹی مائی صاحبہ خدیجہ بی بی سے آپکا نکاح ۱۹۱۷ء کو ہوا۔ بڑی باعظمت خاتون تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور پرہیز گار تھیں۔ ان کے برادران غلام مصطفیٰ خان اور حافظ محمد حیات اکل حلال کے حصول

کے لئے ہمیشہ اپنے کسب سے کام لیتے تھے۔ غلام مصطفیٰ خان صرافی سے منسلک رہے اور حافظ محمد حیات رنگ روغن کے کسب میں مشغول رہے۔ دونوں سے کوئی نرینہ اولاد نہ ہوئی۔ مائی صاحبہ مذکورہ کے بطن سے سلطان غلام دستگیر (فخرِ کشمیر)، حاجی سلطان نور حُسین، حکیم سلطان عمر دراز اور راقم الحروف (سلطان الطاف علی) متولد ہوئے۔ محمد عارف، غلام محی الدین، سلطان حامد اور کلثوم کم عمری میں فوت ہوئے۔

۳۔ تیسرا نکاح ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے گنڈاپور خاندان کی مائی صاحبہ غلاب بی بی سے ہوا۔ جن سے سلطان محمد اشرف کی ولادت ہوئی اور شہر کلاچی میں ان کی بود و باش ہوگئی۔ حضرت صاحبؒ کی وفات کے بعد مائی صاحبہ کے بھائی شیر محمد خان گنڈاپور نے اپنی ہمشیرہ کا اپنے قبیلہ کے ایک فرد سے نکاح کرادیا مگر مائی صاحبہ پر فالج کا حملہ ہوا اور اسی تکلیف میں مبتلا ہو کر فوت ہوگئیں۔

۴۔ چوتھا نکاح منکیرا کے ایک ملک خاندان میں ہوا مگر یہ مائی صاحبہ بہت جلد ہی وفات پا گئیں اور ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ یہ نہایت نیک اور گھر گرہستن خاتون تھیں کسی گھریلو معاملہ پر حضرت صاحبؒ کی ہمشیرہ مائی صاحبہ امان بی بی (ف ۱۹۶۶ء) ان سے ناراض ہوئیں تو وقتی طور پر مسئلہ کے حل کے لئے حضرت صاحبؒ نے انہیں اپنے والدین کے ہاں منکیرہ بھیج دیا۔ وہاں ان کا انتقال ہوا۔

زوج دوم مائی صاحبہ خدیجہ بی بی ہی آپ کی تمام زندگی میں رفیقہ حیات رہیں اور حضرت صاحبؒ کی وفات سے پندرہ سال بعد تک بقید حیات رہیں۔ علالت میں ان کا علاج حضرت صاحبؒ کے ہم زُلف سید فیض الٰہی شاہ ہمدانی کے فرزند ڈاکٹر سید غلام مرتضیٰ شاہ ہمدانی جیکب آباد (سندھ) میں کرتے رہے۔ اُن کا انتقال ۲۷ ستمبر ۱۹۵۰ء کو ملتان میں ہوا۔ تدفین سلطان نور محمد و سلطان محمد نواز کی خانقاہ چاہ سمندری کی جامع مسجد کے عقب میں ہوئی۔ مائی صاحبہ خدیجہ بی بی صوم وصلوۃ کی پابند اور نہایت عبادتگزار خاتون تھیں۔ وہ پاکیزہ سرشت اور مدبرانہ طور طریق کی مالک تھیں۔ لنگر کے نظام پر کڑی نظر رکھتیں اور اولاد کے ساتھ شفقت اور دعاؤں سے تعلق رکھتیں۔ رمضان

المبارک میں اپنے ہاتھوں سے سب کو شربت تقسیم فرمایا کرتی تھیں۔

پند و نصائح اور کرامات: حضرت صاحب علم و عرفان کے پیکر تھے۔ علماء و فقراء و مجاذیب و اعلیٰ افکار کے درویشوں کی صحبت سے آشنارہ چکے تھے۔ سلسلۂ نقشبندیہ و سلسلۂ قادریہ میں عبادت و ریاضت کے منازل و مراحل پر سالہا سال گامزن رہ کر علم و معرفت، مراقبہ و مکاشفہ میں انوار و تجلیات سے اپنے سینہ میں وہ کمال وسعت حاصل کر چکے تھے کہ اب ان کی ہر گفت پر اور ہر آرزو پر امر رب تعالیٰ کا ورود و نزول ہو جاتا تھا۔ ان کے اس زمرہ میں احوال و مراتب پر چند یادگار واقعات بیان کرنا دلچسپی کے لئے از بس ضروری ہیں۔

حضرت صاحبؒ نے ۱۹۳۶ء میں اپنے فرزند سلطان غلام دستگیر کو حکم دیا کہ کوٹ نواز (گومل) جاؤ وہاں اپنی اراضی سے شیشم کے درخت کٹواؤ۔ اُس کے بعد وزیرستان میں شعیر، سپلی توئی، سپینکئی کا دورہ کر کے کلاچی آجانا۔ پھر وہاں سے کھوئی بہارا اور اُستر انے کے علاقے جا کر موسیٰ خیل کا سفر کرنا۔ اس مسافرت کے حکم پر بعض بڑی اہم پند و نصائح بھی فرما دیں جس میں نشست و برخاست کے آداب، چھوٹوں اور بڑوں سے حسبِ مراتب سلوک و آداب، صبر و تحمل کا شعار پیدا کرنا، عبادات و ذکر فکر پر پابندی سے عمل کرنا اور خلقِ خدا کو تبلیغ حق سے آشنا کرنا۔ نیز فرمایا کہ ایک نصیحت یاد رکھنا کہ دل خواہ جس چیز کا بھی ارادہ کرے اسے درست سمجھے کہ دل اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہے اس لئے دل جو کچھ بھی کہے وہ خدا تعالیٰ کا امر ہے، خواہ اس کی ظاہر جو بھی صورت ہو، اس پر عمل کرو۔ البتہ یاد رکھو، دل کی پہچان کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم نفس اور خواہشات و شیطانی آواز کو کہیں دل کی آواز نہ سمجھو۔ جس کام میں کوئی نفسانی خواہش نہ ہو اور دل چاہے وہ خدا تعالیٰ کی آواز ہے۔ اگر ذرا بھی خلاف شرع یا نفسانی خواہشات مثلاً غصہ، کینہ، حرص، شہوت وغیرہ کا شائبہ ہو تو وہ ہرگز دل کی آواز نہیں ہوتی۔ چنانچہ ان احکام و نصائح کو حاصل کرنے کے بعد سلطان غلام دستگیر پہلے کوٹ نواز پہنچے وہاں سے گھوڑے سواری کے لئے اور حضرت صاحبؒ کی ہدایت کے مطابق دورہ جاری رکھا۔ سدو فقیر کوٹ نواز والے کا اسی سال انتقال ہو گیا تھا ان کا فاتحہ کہا۔ پھر نزدیک

کے علاقہ سے کافی ملنگ دوست وخلفاء وغیرہ ساتھ ہو گئے مگر جب استرانہ کے علاقہ (دامان) کا ارادہ کیا تو ان کے ساتھ ایک ملنگ عبدالرحمٰن کوٹ نواز والا اور ایک ساتھی گلدین میانی عرف ددین دیوانہ ساتھ رہ گئے۔ تاہم انہوں نے حضرت صاحبؒ کے حکم پر اپنا مشن جاری رکھا اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک کسی واقف کو ساتھ لے کر آگے چلتے۔ جب کھوہی بہارا پہنچے تو وہاں کے علاقہ سے بالکل ناواقفیت تھی۔ موسیٰ خیل بازار جانے کے لئے دو چار پڑاؤ کی منزل تھی اسلئے ایک علاقہ کے واقف کار کو دو روپے روزانہ اُجرت دے کر ساتھ تیار کیا۔ پیور کھوہی بہارا سے چل کر دن کو ڈیڑھ بجے چتراٹا پہنچے۔ چتراٹا ایک قلعہ ہے اور بارڈر کی پوسٹ ہے وہاں ایک درہ ہے جو ناصر قوم کی گزرگاہ ہے اور وھوا کی طرف جاتا ہے۔ اس قدر سفر تک تو سلطان غلام دستگیر کی طبیعت ہشاش بشاش رہی اور حضرت صاحبؒ کے بتائے ہوئے پروگرام پر ان کی طبیعت لگی رہی مگر یہاں پہنچ کر ایسے محسوس کیا جیسے طبیعت بند ہوگئی اور جی نہیں چاہتا تھا کہ آگے جائیں۔ گویا دل ساتھ نہ دے رہا تھا۔ ددین تو مخبوط الحواس تھا البتہ عبدالرحمٰن سے انہوںؒ نے مشورہ لیا کہ کیا کیا جائے تو اس نے کہا کہ میرا بھی دل بند ہے۔ چنانچہ بجائے آگے سفر جاری رکھنے کے انہوں نے رہبر کو پیسے دے کر رخصت کر دیا اور چترٹا سے وھوا کے درّہ کا سفر اختیار کر کے پندرہ سولہ میل سفر مسلسل کر کے شام کے وقت وھوا پہنچے۔ وہ جمعہ کا دن تھا ڈیڑھ بجے کا وقت تھا جو انہوں نے وہاں نوٹ کر لیا تھا۔ پھر وھوا سے پروا کے راستہ سے سیدھا جمعہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان سے ۱۲ کلومیٹر جانب جنوب مغرب کو ہے) پہنچے۔ گھوڑے وہاں چھوڑے اور براستہ ڈیرہ اسماعیل خان دربار شریف چلے آئے۔ ان دنوں سڑکیں نہ تھیں۔ دربار شریف (حضرت سلطان باھو) جانے کے لئے براستہ دریا خان، ملتان، خانیوال اور شورکوٹ روڈ جا کر پھر وہاں سے پیدل دربار شریف آیا کرتے تھے۔ جب دربار شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ گذشتہ جمعہ سید فیض الٰہی شاہ ہمدانی اور ان کے بال بچے بھی دربار شریف آئے ہوئے تھے۔ حضرت صاحبؒ نے مسجد کے اندر نماز جمعہ سے پہلے فرمایا کہ غلام دستگیر کو کافی دن ہو گئے ہیں خدا جانے کہاں ہے اور دعا فرمائی کہ جلد آ جائے اور وہ دعا کا وقت

Marfat.com

ٹھیک ڈیڑھ بجے جمعہ کے روز کا تھا۔ سبحان اللہ!

دیگر۔۔حضرت صاحبؒ دربار شریف پر اپنے مکانات بنوا رہے تھے یہ ۸۔۱۹۰۷ کے ایام تھے مستری جان محمد اور اس کا لڑکا غلام سلطان کلاچی والے کام پر آئے ہوئے تھے۔ کام شروع تھا مگر مزدور کم تھے۔ مستریوں نے مزدور بڑھانے کا مطالبہ کیا۔ حضرت صاحبؒ نے غلام سلطان (ولد مستری جان محمد) سے فرمایا باہر نکل جاؤ اور تین بار پکارو۔۔ ''او پہلوان فقیر جلدی آؤ کام شروع ہے''۔ چنانچہ تیسرے دن پہلوان فقیر سیال اور نبی شاہ (نبی بخش سیال) وغیرہ سندھ بلوچستان سے پہنچ آئے، اور پہلوان نے بتایا کہ وہ صبح کے وقت چاولوں کی رونبی (بوائی) کر رہا تھا کہ میرے کانوں میں ایک بچے کی آواز آئی جو کہ رہا تھا کہ۔۔ ''حضرت صاحبؒ نے بلایا ہے'' نیز اس نے آواز بھی پہچان لی تھی کہ جوانسال غلام سلطان کی آواز ہے۔

دیگر۔۔حضرت صاحبؒ جب ابتدا میں وزیرستان کا دورہ فرمانے لگے تو اُن دنوں وہاں رہزنی عا تھی۔ ایک علاقہ میں آپ پر فائرنگ کی گئی تو گولیاں بے اثر ہونے لگیں۔ فائر کرنے والے بھاگ کر آئے معافی مانگی اور اپنے ایک بیمار ملک روزی خان کی شفایابی کے لئے دُعا طلب کی جو فالج کے مرض میں مبتلا ہو کر چلنے پھرنے سے معذور تھا۔ آپ نے بیمار کے پاس جا کر فرمایا کھڑے ہو جاؤ اور وہ کھڑا ہو گیا اور فوراً تندرست بھی ہو گیا۔

دیگر۔۔راولپنڈی کے قریب ڈھیری چکری تشریف لائے تو اس شرط پر وہاں قیام فرمایا کہ ان کے کمرہ میں کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔ وہاں کا ایک زمیندار قتل کرنے پر پھانسی کی سزا کا مستوجب ہو چکا تھا آپ سے دعا کے لئے عرض کی گئی تو آپ ناراض ہو گئے اور فرمایا میں ظلم کرنے والے کے لئے دعا نہیں کرتا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیئے مگر واپس لوٹ آئے اور فرمایا اس کا ارتکاب جرم معاف کیا جاتا ہے اور وہ دوسرے دن جبکہ ٹھنڈی ہوا چلنے لگے گی رہا ہو کر آ جائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔

دیگر۔۔سندھ میں جنگ عظیم کے سلسلہ میں عام جبری بھرتی سے ایک خاتون کا بیٹا بھی بھرتی ہو کر بیرون ملک جنگ میں گیا ہوا تھا۔ خاتون نے آ کر عرض کی کہ اُس کا بیٹا واپس آ جائے آ... نے دعا

Marfat.com

فرمائی اور اس کی واپسی کے لئے وقت تعین فرما دیا۔ چنانچہ مقررہ روز معینہ وقت پر وہ آ گیا۔

دیگر۔۔ منکیرہ میں گاماں کے نام سے ایک نائی (حجام و باورچی) نواب سر بلند خان کا درباری خدمتگار تھا۔ گاماں نائی کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عطا کئے۔ بڑے بیٹے کا نام احمد یار اور چھوٹے کا محمد یار تھا۔ اُسکے بڑے بیٹے احمد یار کی بیوی کا نام مائی چنن تھا جسکے بطن سے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا کئے ان میں عبداللہ المعروف عبدل بڑا تھا جس نے منکیرہ شہر کے ایک ہندو دکاندار کو اپنے دوستوں ملک کوڑا اور ایک قصائی کے ساتھ مل کر قتل کر دیا اور اسکی تمام پونجی لُوٹ کر بھاگ گئے۔ چھ ماہ بعد پکڑے گئے اور عدالت سے سزا ہوئی۔ مائی چنن نے جو عبدل کی والدہ تھی اپنے مرشد سلطان محمد نواز کے پاس سمندری (موضع حضرت سلطان باہو) نزد شور کوٹ چلی گئی اور زار و زار رونے لگی اور کہا حضرت میرے بیٹے کو تختہ دار سے بچایا جائے تو حضرت صاحب ؒ نے فرمایا وہ دنیا میں تو چھوٹ جائے گا مگر قیامت میں اس ناحق خون کا بدلہ دے گا۔ چنانچہ سلطان محمد نوازؒ کی دعا سے عبدل سیشن کورٹ سے بری ہو گیا اور باقی ساتھی بھی رہا ہو گئے۔ یہ واقعہ ملک دوست محمد مورخ تاریخ منکیرا کے مطابق ۱۹۰۷ء میں پیش آیا۔

خلیفہ محمد یوسف بدوزئی کا صاحبِ حال ہونا: وہ خود بیان کرتے ہیں کہ وہ ابھی خاندان عالیہ قادریہ سے شرف بیعت حاصل نہ کر چکا تھا مگر سلطان العارفین قدس سرہ‘ کے خاندان کا شوق دل میں موجزن تھا۔ ایک موسم سرما میں علاقہ بھاگ ناڑی میں اُسے معلوم ہوا کہ قصبہ لُنڈ میں سلطان العارفین قدس سرہ‘ کی اولاد سے تشریف فرما ہیں لہٰذا میں بھی وہاں پہنچا تو حضرت (سلطان محمد نوازؒ) مسمی قیصر مستوئی کے گھر میں جلوہ افروز تھے۔ آپ کو کچھ بخار کا عارضہ تھا اور پسینہ آور چیز استعمال فرما کر لحاف میں آرام فرما رہے تھے۔ اُس کمرے میں صرف ایک خلیفہ محمد بخش المعروف پیر شہوانی بیٹھا ہوا تھا۔ میں چپکے سے اندر داخل ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد آپ نے لحاف کے اندر سے شہوانی پیر کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے شہوانی کیا کوئی نو وارد آیا ہے۔ شہوانی پیر نے کہا جی ہاں حضور۔ پھر فرمایا کہ برا ہوئی ہے؟ شہوانی پیر نے عرض کی جی ہاں۔ پھر فرمایا کہ باہر جا کر مسجد

Marfat.com

کے سائے کا ملاحظہ کرو، خدا تعالیٰ کی درگاہ میں جنوں والی بے وقت نماز قبول نہیں ہے۔ چنانچہ خلیفہ شہوانی باہر گئے اور آپ لحاف سے مثل ماہتاب بدر ظاہر ہوئے اور مجھے بلا کر فرمایا کہ اے یار تو ہمیں ملا کہ ہم تجھے ملیں اور اس زرہ ناچیز کو مصافحہ فرمایا۔ اس وقت آپ کا جسم مبارک پسینہ سے شرابور تھا لحاف کا رنگ چونکہ کچا تھا اس لئے آپ کی پوشاک مبارک رنگین ہوگئی۔ آپ نے بندہ کو اس طرح سینہ میں لے لیا کہ دایاں ہاتھ کی انگلیاں میری پیٹھ پر عین قلب کے اوپر تھا اور ایک ضرب ''حق باھو'' کی فرمائی اور بندہ کی زبان سے بے ساختہ ''ھو باھو'' جاری ہوگیا اور اسی ذکر کی حالت میں بیخودی کا عالم چھا گیا۔ یہ غوغا سن کر بہت لوگ جمع ہو گئے اور شہوانی پیر بھی آ گیا کچھ عرصہ بعد مجھے بھی ہوش آیا۔ آپکے لباس کے رنگ کی وجہ سے میرا جسم اور کپڑے بھی رنگین ہو چکے تھے۔ یہ سماں دیکھ کر آپ نے سب کے سامنے ایک جولاہے کا واقعہ پیش کیا اور فرمایا کہ ایک جولاہا ہر جمعہ کی رات صاف لباس پہن کر اپنی بیوی کو کہتا تھا کہ مجھے بھی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف معراج ہوتا ہے۔ کسی ظریف کو پتہ چل گیا اور اس نے ایک جمعہ کی رات ایک گدھے پر پالان رکھا اور خوب بنا سنوار کر جولاہے کے گھر کے باہر ٹھہر کر اسے آواز دی اور کہا کہ میں جبرائیلؑ ہوں اور تجھے معراج کرانے آیا ہوں۔ چنانچہ جولاہا بڑی مسرت کے ساتھ باہر نکلا۔ جبرائیل نے کہا کہ آنکھیں بند کرو ورنہ نور جلالیت کی تاب نہ لاسکو گے اور تمہاری آنکھیں چندھیا جائینگی۔ جولاہے نے آنکھیں بند کرلیں اور خود ساختہ جبرائیل نے اسے گدھے پر سوار کر کے کہا کہ براق نبوی ہے اور پھر روانہ ہوئے۔ نشیب وفراز میں جبرائیل کہتا یہ پہلا آسمان ہے، یہ دوسرا ہے، یہ تیسرا ہے یہ مقام جبروت ہے یہ ملکوت ہے یہ لاھوت ہے یہ کرسی ہے علیٰ ھذا القیاس اور پھر واپس آئے جب گھر کے دروازے پر پہنچے تو ظریف نے وہ شیشہ تیل جس میں سیاہی وغیرہ ڈالی ہوتی ہے جولاہے پر اس طرح ڈال دی کہ وہ سر سے پاؤں تک اس میں چرب ہوگیا اور کہا کہ یہ نور انوار تجلیات ربانی ہے یہ کہ کر جبرائیل رخصت ہوا اور جولاہے صاحب نے گھر آ کر بیوی کو حکم دیا کہ دیا روشن کرو اور نور تجلیات کا ملاحظہ کرو۔ جب بیوی نے روشنی میں دیکھا تو کہنے لگی کہ اگر نور کا اصل رنگ سیاہ ہے تو

Marfat.com

تیرا ایک ذرا بھی خالی نہیں اور اگر کوئی اور رنگ ہے تو خدا کو معلوم۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر عشق کا رنگ سرخ ہے تو ہم دونوں مستغرق ہو چکے ہیں اور اگر کوئی اور رنگ ہے تو خدا جانے۔ خلیفہ محمد یوسف بدوزئی نے کہا کہ میں رخصت ہوا۔ اور مجھ پر ایک مدت تک ایسی حالت طاری رہی۔ آپ کے تصور کے سوا کچھ یاد نہ رہتا اور کسی چیز کی محبت دل میں نہ رہی۔ رخصت حاصل ہونے کے فعل پر بہت پشیمان تھا۔ شہر بہ شہر اور دربدر پھرتا اور آپ کا ہی پوچھتا۔ ایک روز شہر ٹاکری میں دھنڑی بخش لوہار سے پتہ چلا کہ آپ بی تشریف لے گئے ہیں اور ایک اونٹ ان کے پاس چھوڑ گئے ہیں۔ چونکہ وہاں گھاس کی کمی تھی اس لئے اونٹ کو لے کر اگلے شہر میں آیا۔ یہاں سانول لاشاری ملے ایک بند اونٹ کے چارہ کے لئے دیا چنانچہ اکتالیس روز میں نے وہاں قیام کیا اور ہر رات عالم خواب میں آپ کے دیدار سے مشرف ہوتا۔ اکتالیسویں روز میری غیر موجودگی میں دھنڑی بخش اونٹ لے گیا اور سانول کو کہ گیا کہ آپ بی سے تشریف لا کر بطرف سندھ روانہ ہو گئے ہیں میری دیوانگی لحظہ بلحظہ بڑھتی گئی۔ چند روز بعد مجھے کسی نے کہا کہ آپ کے والد سلطان نور محمد صاحبؒ ٹاکری میں تشریف لائے ہیں وہاں ان کی خدمت میں حاضر ہوا آنکھیں چار ہوتے ہی حالتِ بیخودی طاری ہوگئی اور ذکر ھُو ھُو شروع ہو گیا۔ آپ نے میری پیٹھ پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور میری طبیعت بحال ہو گئی۔ رات کو مجھے باہر گھوڑوں کے پاس سونے کا حکم دیا۔ یہاں آپ نے مجھے شرفِ بیعت فرما کر اپنے ہمراہ کر لیا۔ چند روز بعد براستہ کٹبار وپُھلے جی آگے بڑھے۔ یہاں آپ نے مجھ سے میرے قبیلے اور بال بچوں کے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کی کہ میری والدہ بھی زندہ ہے اور بیوی بچے بھی ہیں تو آپ نے فرمایا تو نے والدہ سے اجازت نہیں لی۔ تیاری کے وقت مجھے رخصت فرمایا اور ایک تعویز بھی عطا کیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ لوگوں کو رخصت کر کے گھوڑی پر سوار ہو گئے ہیں۔ اتنے میں میری نظر سے گھوڑی پر سے غائب ہو گئے اور گھوڑی کی پیٹھ اور زین صاف نظر آنے لگی کہ یکایک میرا جسم دو ٹکڑے ہو گیا۔ آدھا ایک طرف اور آدھا دوسری طرف جا پڑا اور آپ بصورت مجسم میرے جسم میں داخل ہو گئے اور میرا جسم مل کر ایک ہو گیا۔ پھر میں بے

Marfat.com

ہوش ہو گیا۔ بہت وقت کے بعد میں ہوش میں آیا۔ آپ تشریف لے گئے تھے شہر کے لوگ میرے اردگرد جمع تھے اور میرے ہاتھ پاؤں کی تلیاں مَل رہے تھے۔ پھر سیدھا گھر کا راستہ لیا۔ دوسرے روز میاں شہر میں اپنے قبیلے میں پہنچا اور خراسان جانے کی تیاری کی۔ منزل بہ منزل جب ڈھاڈر پہنچے تو یہاں پانی کے کنارے بیٹھ کر میں نے گیارہ پتھریوں پر سورہ اخلاص یکے بعد دیگرے پڑھ پڑھ کر پانی میں ڈالا اور یہ دعا مانگی کہ یارب العالمین میری دیوانگی سے میرے رہبر کو خبر کر دے۔ چند روز بعد اسپلنجی پہنچے۔ یہاں میرا یہ حال تھا کہ اگر کسی سوار کو دور سے دیکھتا تو مجھے یہ خیال ہوتا کہ میرا ہادی آرہا ہے چنانچہ دوڑ کر جاتا اور اس سوار تک پہنچ کر اسے اچھی طرح دیکھتا اور پھر ناامید ہو کر واپس آتا یونہی ایک ہفتہ گزرا۔ اسکے بعد خلیفہ محمد یوسف بدوزئی کی اسپلنجی میں سلطان محی الدین (پسر حضرت سلطان نور محمدؒ) سے ملاقات ہوئی اور ان سے دستار خلافت پائی سلطان محی الدین*۷ کے احوال کے ضمن میں خلیفہ صاحب موصوف کے بارے میں مزید احوال بھی خود ان کے اپنی زبانی بیان ہوگا۔

ایک مرغوب دُعا: برادرم محترم سلطان غلام باھوؒ نے ایک روز بتایا کہ حضرت صاحب سلطان محمد نواز کو ایک دعا بہت مرغوب تھی اور وہ اسے پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے چند مصرعے بھی سنائے۔ میں نے ان دعائیہ عربی مصروں کی تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ایک قصیدہ ہے جو دعائیہ بھی ہے اور درود شریف بھی ہے۔ جس کے مولف الشیخ عبداللہ بن علوی الحضرمیؒ تھے۔ سلطنت عثمانیہ کی بحری فوج کے ایک افسر اور بلند پایہ ادیب ایوب صبری پاشا نے اس قصیدہ کو اپنی ایک تاریخی کتاب مرآۃ الحرمین میں مرتب کرلیا۔ یہ کتاب قدیم ترکی زبان میں ہے۔ سلطان عبدالحمید خان اور سلطان احمد خان عثمانی نے ۱۹۱۱ء کو اس کتاب سے یہ قصیدہ اخذ کر کے حجرہ نبویہ شریفہ حضرت محمد ﷺ پر نقش کرا دیا جو اب تک باقی قصائد الحجرۃ النبویۃ الشریفہ میں موجود ہے۔ سبحان اللہ یہ قصیدہ شریفہ حضرت صاحب کو حاصل ہوا تو انہوں نے اسے حفظ کر کے حرز جان کرلیا۔ اس قصیدہ مبارکہ میں سولہ اشعار ہیں جن سے مصنف کی آنحضور ﷺ سے کمال محبت و عشق و عجز کے الفاظ ملتے ہیں۔ قصیدہ مبارکہ

Marfat.com

ملاحظہ ہو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خُذْ بِيَدِىْ — مَالِىْ سِوَاكَ وَ لَا اَلْوِىْ عَلٰى اَحَدِ

اے میرے آقا اے اللہ کے رسول میرا ہاتھ تھام لیجئے — آپ کے سوا میرا کوئی نہیں اور نہ ہی میں آپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف مائل ہوتا ہوں

فَاَنْتَ نُوْرُ الْهُدٰى فِىْ كُلِّ كَائِنَةٍ — وَ اَنْتَ سِرُّ النِّدٰى يَا خَيْرَ مُعْتَمَدِىْ

آپ ہی ساری کائنات میں نورِ ھدایت ہیں — اور آپ ہی ساری التجاؤں کا راز ہیں اور آپ ہی کی ذات بہتر اعتماد کے لائق ہے

وَ اَنْتَ حَقًّا غِيَاثُ الْخَلْقِ اَجْمَعِهِمْ — وَ اَنْتَ هَادِى الْوَرٰى لِلّٰهِ ذِى السَّدَدِ

اور آپ بیشک ساری مخلوق کی فریاد کو پہنچنے والے ہیں — اور اے سب سے بہتر رہنمائی فرمانے والے آپ ہی اللہ کی طرف ساری مخلوق کے ہادی ہیں

يَا مَنْ يَقُوْمُ مَقَامَ الْحَمْدِ مُنْفَرِدًا — لِلْوَاحِدِ الْفَرْدِ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَلِدْ

اے وہ ذات جو منفرد شان سے مقام محمود پر جلوہ افروز ہوگی — اس منفرد یکتا ذات کے سامنے کہ نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اسکی کوئی اولاد

يَا مَنْ تَفَجَّرَتِ الْاَنْهَارُ نَابِعَةً — مِنْ اِصْبَعَيْهِ فَرَوَّى الْجَيْشَ بِالْمَدَدِ

اے وہ ذات کہ جن کی انگلیوں مبارک سے — نہروں کے چشمے پھوٹ پڑے اور پورے لشکر کی مدد کرتے ہوئے اسے خوب سیر فرمایا۔۔۔

اِنِّىْ اِذَا سَامَنِىْ ضَيْمٌ "يُرَوِّعُنِىْ — اَقُوْلُ: يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ يَا سَنَدِىْ

جب بھی میرا سامنا ظلم سے ہوا اور اس نے مجھے خوف زدہ کر دیا — میں پکارتا ہوں یا سید السادات یا سندی

كُنْ لِىْ شَفِيْعًا اِلَى الرَّحْمٰنِ مِنْ زُلَلِىْ — وَامْنُنْ عَلَىَّ بِمَا لَا كَانَ فِىْ خُلْدِىْ

Marfat.com

آپ مہربان رب کی بارگاہ میں میری خطاؤں پر میرے شفیع بن جائیں
اور مجھ پر وہ احسان فرمائیں جو میرا دل کبھی سوچ بھی نہ سکے

وَ انْظُرْ بِعَيْنِ الرِّضَالِیْ دَائِماً اَبَداً
وَاسْتُرْ بِغَفْلِكَ تَقْصِيْرِیْ مَدَی الْاَءَ مَدِ

اور آپ ہمیشہ مجھ پر نگاہ لطف و رضا فرمائیں
اور اپنے فضل وکرم سے ہمیشہ میری کوتاہیوں پر پردہ پوشی فرمائیں

وَ اعْطُفْ عَلَیَّ بِعَفْوِمِنْكَ يَشْمِلُنِیْ
فَاَنَّنِیْ عَنْكَ يَا مَولَایَ لَمْ اَحِدِ

اور آپ مجھ پر اپنی بارگاہ سے ایسی نگاہِ شفقت فرمائیں جو میری کوتاہیوں کمزوریوں کوڈھانپ دے
بے شک اے میرے آقا آپ کے سوا میں کسی اور کی طرف توجہ نہیں کروں گا

اِنِّیْ تَوَسَّلْتُ بِالْمختَارِ اَشْرَفُ مَنْ
رَقَی السَّمٰوٰتِ سِرِّ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ

بے شک میں نے ایسی مختار ہستی کا وسیلہ پکڑا جو
ساتوں آسمانوں پر بسنے والی مخلوق سے بھی زیادہ شرف رکھتے ہیں اور اللہ واحد کا راز ہیں

رَبُّ الْجَمَالِ تَعَالَی اللهُ خالِقُهٗ
فَمِثْلُهٗ فِی جَمِيْعِ الْخَلْقِ لَمْ اَجِدِ

تمام حُسن کا رب اللہ تعالیٰ انکا خالق ہے
پوری مخلوق میں ان کی مثل میں نے نہیں پایا

خَيْرُ الْخَلَائِقِ اَعْلَی الْمُرْسَلِيْنَ ذُرَیً
ذُخْرُ الْاَنَامِ وَهَادِيْهِمْ اِلَی الرَّشَدِ

آپ ساری مخلوق سے بہتر اور تمام رسولوں سے مرتبہ میں اعلیٰ ہیں
مخلوق کے لئے ذخیرہ اور سیدھے راستے کی طرف ان کے ہادی ہیں

بِهِ الْتَجَاتُ لَعَلَّ اللهَ يَغْفِرُلِی
هٰذَا الَّذِیْ هُوَ فِی ظَنِّیْ وَ مُعْتَقَدِیْ

انہی کے وسیلہ سے میں نے فریاد کی ہے۔ اُمید کہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا
یہی میرا اعتقاد اور گمان ہے

فَمَدْحُهٗ لَمْ يَزَلْ دَابِیْ مَدَی عُمْرِی
وَحُبُّهٗ عِنْدَ رَبِّ الْعَرْشِ مُسْتَنَدِیْ

جب تک میری عمر ہے ہمیشہ ان کی تعریف ہی میرا طریق رہے
اور ان کی محبت ہی عرش کے مالک کے ہاں میرا قابل اعتماد سرمایہ ہے

عَلَیْہِ اَزْکیٰ صَلَاۃٌ لَمْ تَزَلْ اَبَداً
مَعَ السَّلَامِ بِلَا حَصْرٍ وَّ لَا عَدَدِ

ان پر ہمیشہ ہمیشہ اعلیٰ درود ہو
ساتھ سلام کے بے حد بے حساب

والآلُ وَ الصَّحْبُ اَھْلُ الْمَجْدِ قَاطِبَۃً
بَحْرُ السَّمَاحِ وَ اَھْلُ الْجُودِ وَ الْمَدَدِ

اور تمام آل اور اصحاب پر جو بڑی فضیلت والے ہیں
سخاوت و عفو کا اور ایثار و مدد کا منبع ہیں

آخری فرزند کی ولادت: سال میلادعیسوی ۱۹۳۸ء کو محرم الحرام کا چاند نظر آنے پر بندہ راقم الحروف (سلطان الطاف علی) کی ولادت ہوئی تو حضرت صاحبؒ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت محمد عزیز صاحبؒ سے نام تجویز کرنے کے لئے مشورہ کیا۔ جن ناموں پر غور ہوا ان میں حُب علی، تراب علی، صفدر علی اور الطاف علی تحریر کئے گئے۔ حضرت صاحب کو صفدر علی پسند آیا۔ محمد عزیز صاحب نے لُطف علی اور الطاف علی پسند کیا۔ قرعہ اندازی کی گئی تو الطاف علی پر قرعہ فال برآمد ہوا۔ چنانچہ یہی نام رکھنے کا فیصلہ ہوگیا۔ اُس وقت حضرت محمد عزیزؒ نے شادی نہ کی تھی۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا مجھے صفدر علی پسند ہے، خدا تعالیٰ تجھے لڑکا دے گا تو پہلے لڑکے کا نام صفدر علی رکھنا۔ حضرت صاحبؒ کی وفات کے بعد حضرت محمد عزیزؒ صاحب نے شادی کی اور ان کا لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سلطان صفدر علی رکھا گیا۔

وفات: مجموعہ کلام حضرت سلطان محمد نوازؒ کے مطابق آپ کا وصال دوشنبہ کو بوقت پانچ بجے شام بتاریخ سولہ ماہ صفر المظفر ۱۳۵۷ھ بمطابق اٹھارہ اپریل ۱۹۳۸ء (ششم بیساکھ سن 1995 بکرمی) بمقام جیکب آباد سندھ حاجی تکیہ خان کھوسہ کے اُطاق میں ہوا اور وہاں سے جسد مبارک کو دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ لاکر چاہ سمندری میں محل مبارک حضرت سلطان نور محمدؒ میں ان کے مزار شریف کے جانب غرب آسودہ خاک کئے گئے۔

Marfat.com

حضرت صاحبؒ کی جب جیکب آباد میں وفات ہوئی تو وصال سے ایک ہفتہ پہلے سلطان محمد عزیز صاحبؒ کو اطلاع دے کر اپنے پاس بلوالیا۔ وڈیرہ عبدالمجید خان کھوسہ کی خواہش تھی کہ حضرت صاحبؒ کی تدفین اپنے ہاں کرلے اور سخت مصر تھا مگر سلطان محمد عزیزؒ کے کہنے پر حضرت صاحبؒ نے خود ہی دربار شریف تدفین کے لئے رضامندی فرمادی۔

خانوادہ میں اہم معاصر شخصیات:

o سلطان نور احمد سجادہ نشین ہفتم (۱۸۷۸ء۔۱۹۰۸ء) ایک متحرک، مدبر اور باصفا شخصیت جنہوں نے اپنے خاندان کے ہر فرد کے ساتھ باہمی تعلق رکھا، اور ہر ایک کی خوشی اور غمی میں برابر شریک ہوئے۔ حج و زیارت حرمین شریفین کی سعادت پائی۔ سلسلۂ طریقت قادریہ حضرت سلطان باھوؒ کو سندھ اور بلوچستان میں فروغ دینے میں کوشش کی۔ اُن کے دور میں ہی ملک فضل الدین ککے زئی لاھوری حضرت قدس سرہٗ کے بے بہا قلمی نسخے اشاعت کے لئے لے گئے، تراجم تو کرادیئے مگر اصل متن طبع نہ کرایا اور نہ ہی اصل قلمی نسخے واپس کئے۔ آپ صاحبِ جود وسخا تھے۔ ان کے دور میں اچھی نسل کے گھوڑوں کا پورا طویلہ دربار عالی کے اصطبل میں موجود تھا۔ ایک سیّد زادہ نے گھوڑے کی طلب کی تو فرمایا جو بھی گھوڑا مطلوب ہے لے لیں۔ (مہر منیر ص ۴۰۵)

حضرت صاحبؒ جب چپ سادھ لینے کے طویل کئی ماہ کے روزہ میں چھٹل آباد (سندھ) کی ایک مسجد میں معتکف ہوئے تھے تو آپ کے والد مکرم حضرت سلطان نور محمدؒ کے ہمراہ خود سجادہ نشین ہفتم گئے اور بڑی حکمت سے ان کو اپنے گھر واپس لوٹ آنے پر آپ نے آمادہ کرلیا۔ آپ نے فارسی میں بھی کچھ اشعار نظم کئے ہیں۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو جو حضرت قدس سرہٗ کی منقبت میں ہیں۔ (یہ اشعار خط کشیدہ الفاظ میں درست طور پر مدون کر کے پیش کئے ہیں جو ناشرین کی غفلت سے شعری سقم رکھتے تھے)۔

هست لایق ہر صفت سلطان باھو بادشاہ   قبلہ شد بر ہر دو عالم عاشقانرا سجدہ گاہ

''ناقصاں را پیر کامل کاملان را رہنما   گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خُدا''

Marfat.com

نقش پردہ دور کن خالص شوی باھوی ھو — ای یار صادق حق بدان کاین محو در ذات خدا
سجدہ گاہ عارفان ہم قبلہ عالم بیکسان — این خاص جلوہ ذات حق ظاہر شدہ نورِ خدا

سترہ اشعار کے بعد مقطع اس طرح آتا ہے:

نور احمد را بدانی از سگانِ کوی خویش — دست خود بر پشت داری تا شود بخت مرا

بلاشبہ سلطان نور احمد مدارج فقر میں ایک مقام کے حامل تھے۔انہوں نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے کئی رسائل کتابت کر کے مخطوطات محفوظ کئے۔دیوان باھو کو کتابت کر کے اُس پر اپنا نام ''احموں فقیر'' لکھا۔

○ محمد امیر سلطان سجادہ نشین ھشتم (دورہ سجادگی ۱۹۰۸ء۔۱۹۳۱ء): آپ سلطان نور احمد کے چھوٹے فرزند تھے حلیم الطبع اور باعظمت پیر طریقت تھے۔دربار عالی حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی عمارت محل اور جامع مسجد کو انہوں نے اپنے ہی دور میں عظیم الشان تعمیری کام کے بعد مکمل کرایا جبکہ مزار مبارک حضرت قدس سرہٗ کی منتقلی باردوم مین سال ۱۹۱۷ء کو ہوئی۔آپ کا وصال بروز پنج شنبہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۳۱ء کو ھوا۔آپ کی بیعت پیر سیّد ابراھیم افندی بغدادی سے ہوئی اور انہوں نے فارسی اور سرائیکی میں نعت شریف،منقبت پیر دستگیر،مدح حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ اور مدح مرشد خود نظم کیں (دیوان امیر ص ۶ تا ۲۲)۔آپ ہی کے دورہ سجادگی میں حضرت صاحبؒ نے چاہ سمندری (نزد پرانا دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ) اپنے والد مکرم سلطان نور محمدؒ کی خانقاہ قائم کر کے دوسرے سال اپنے تمام بزرگان سمندری کے مزارات دربار عالی سے لا کر وہاں منتقل کر دیئے۔*۱۱

○ سلطان دوست محمد (ف جنوری ۱۹۴۹ء) آپ حضرت نور سلطان کے بڑے فرزند تھے اپنے والد کی طرح سجادہ نشینی سے محروم ہوئے مگر عدالتی چارہ جوئی سے آپ کو نائب سجادہ نشین تسلیم کر لیا گیا۔سجادہ نشین کے لئے لازم قرار دیا گیا تھا کہ وہ آپ کو بحیثیت نائب سجادہ نشین سالانہ بارہ سو روپے ادا کرتے رہیں اور یہ طریق اب تک جاری ہے۔پھر ان کے فرزند سلطان خضر حیات بھی

نائب سجادہ نشین رہے۔آپ موضع حضرت سلطان باھوؒ کے نمبردار بھی مقرر تھے۔جو ذمہ داری ان کی اولاد کو منتقل ہوئی۔ان کا مزار اپنے پرانے بنگلہ (جس کا اب نشان نہیں ہے) کے مقام پر زیارت گاہ ہے۔آپ کی ایک تصنیف ''تحفہ دوست'' ہے جو اب مفقود ہے۔

حضرت صاحبؒ سلطان دوست محمد کو بحر وحدت کا شناور سمجھتے تھے۔اس ضمن میں آپ نے مولوی نظام الدین ملتانی کی خوب سرزنش کی ہے۔مولوی صاحب نے تحفہ دوست میں نظریہ ھمہ اوست کے وجودی فلسفہ کا بُرا منایا تھا اور شہودی فلسفہ کی حمایت کرتے ہوئے سلطان دوست محمد کے حق میں غیر شائستہ الفاظ استعمال کیے اس پر حضرت صاحبؒ نے مولوی صاحب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: (از کلام متفرق۔مجموعہ کلام،سلطان محمد نوازؒ ص ۱۱۵)

یا جناب مولوی حضرت نظام دوست محمد را مدان ز اھل عوام
از طفیل شاہ سلطان عارفین دوست محمد را مشو تو نکتہ چین
تارک و فارغ قلندر مست جان در بحر وحدت غوطئہ خوردآن جوان
اثر حضرت دوست را دیدی نہ تو از باغہا سلطانؒ گل چیدی نہ تو
نقشبندیان حضرت اہل چشت کلام حضرت دوست را گفتند نہ زشت
تو چرا انکار کردی دوست را مغز را دیدی نہ دیدی پوست را

اے حضرت مولوی نظام (الدین) دوست محمد کو عام آدمی نہ سمجھو،حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے نام کا تم پر واسطہ دیتا ہوں دوست محمد پر نکتہ چینی نہ کرو۔(وہ تو ایک) تارک (دنیا) (ملوثات) سے فارغ اور مست حال ہے۔بحرِ وحدت میں وہ جوان غوطہ زن ہے،تو نے حضرت دوست (محمد) کا کلام نہیں دیکھا تو نے سلطان العارفین قدس سرہٗ کے باغ سے پھول نہیں چنا۔ نقشبندی ہوں یا اہل چشت ہوں کسی نے بھی حضرت دوست (محمد) کے کلام کو بُرا نہیں کہا۔تو نے کس طرح دوست (محمد) سے انکار کرلیا ہے تو نے تو نہ ظاہر کو سمجھا ہے اور نہ باطن کو دیکھا ہے۔

○ حاجی سلطان اللہ بخشؒ (ف ۲۰ نومبر ۱۹۵۳ء): حضرت صاحبؒ کے معاصرین میں آپ

Marfat.com

ایک عالم و فاضل پرہیز گار شخصیت حضرت حافظ محمد بخش ابن شیخ برخوردارؒ سے تھے۔ شرع شریف کے نہایت پابند اور طبیب حاذق تھے۔ سادہ لباس میں ایک جبہ زیبِ تن کئے ہوئے رہتے اور اکثر و بیشتر فرش نشین رہتے۔ اگر چار پائی پر بیٹھتے تو وہ بھی بہت پست سی ہوتی تھی۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے عقبی گورستان میں ۲۱ نومبر ۱۹۵۳ء کو آپ کی تدفین ہوئی۔

○ حبیب سلطان سجادہ نشین نہم (دورہ سجادگی ۱۹۳۱ء۔۱۹۷۰ء): کے دورۂ سجادگی کے ابتدائی سات سالوں میں حضرت صاحبؒ بقید حیات تھے۔ حبیب سلطان ایک منتظم، مدبر اور اعلیٰ سیاستمدار ہونے کے علاوہ مشہور پیرِ طریقت گزرے ہیں۔ لاولد فوت ہوئے ہیں۔

○ سلطان محمد عزیز (۱۹۰۹ء۔۱۹۸۱ء): آپ سلطان فتح محمد ابن حضرت سلطان غلام رسول کے بڑے فرزند تھے جو بعد میں سلطان محمد عبدالعزیز کے اسم گرامی سے یاد کئے گئے ہیں۔ موضع حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ میں چاہ سمندری سے متعلق نئے ''مکانات'' سے موسوم مقام پر عمدہ پتھروں سے تعمیر شدہ آپ کی خانقاہ اور مسجد اس وقت مرجع خلایق ہے۔ آپ ایک متشرع، صوفی و صافی، پُر استقامت اور صاحب ورع بزرگ تھے۔ اکثر و بیشتر عالم بیداری میں فکر و ذکر و مراقبہ و مشاہدہ میں رہا کرتے تھے۔ لوگوں سے بہت کم ہی ھمکلام ہوتے تھے۔ علوم ظاہر و باطن کو آپ نے دورۂ تعلیم و تربیت میں حضرت صاحبؒ سے جو آپ کے عموزاد بھائی تھے حاصل کیا۔ گویا وہ آپ کے پیرِ صحبت رہے۔ اس کے بعد آپ کی بیعت پیر بہادر شاہ مشہدی سے سلسلہ قادریہ میں ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت صاحبؒ نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر دعا کی کہ سلطان محمد عزیز کے لئے مرشد کا انتخاب کیا جائے تو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے خواب میں سلطان محمد عزیزؒ کو اشارہ فرما دیا کہ وہ پیر بہادر شاہ مشہدی سے بیعت ہو جائیں (مراۃ العارفین۔ پیر بہادر شاہ نمبر)۔ آپ نے سلسلہ عالیہ کو سرگودھا، میانوالی، جھنگ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں وسعت دی۔ اوائل عمر میں سیر و شکار فرماتے تھے اور آخر عمر تک آپ کے ہاں اعلیٰ اور عربی نسل کے چالیس گھوڑے آپ کے ذاتی اصطبل کی زینت رہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے

مرشد کے مزار پر عالیشان خانقاہ و مسجد کی عمارت تعمیر کرائی جو فنِ تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے۔آپ کے برادر خُرد سلطان محمد شریفؒ کی نرینہ اولاد زندہ نہ رہی اور وہ آپ سے دس سال پہلے ہی وفات پا گئے۔اس لئے دونوں گھروں کی دستار آپ کے فرزند سلطان محمد صفدر علی پر آئی مگر وہ ۱۹۸۶ء میں فوت ہوئے تو آپ کے منجھلے فرزند سلطان محمد اصغر علی مسند نشین ہوئے۔اب ان کے فرزند صاحب سجادہ ہیں۔حضرت صاحبؒ اور آپ کے درمیان قلبی محبت و موانست حد درجہ رہی۔حضرت صاحبؒ نے اپنے فارسی کے مجموعہ کلام میں بارہا نظموں اور حکایات میں آپ کو خطاب فرماتے ہوئے اپنا بیان پیش کیا جس سے آپ کے ساتھ شربِ دوام کا ذوق عرفان واضح طور پر ملتا ہے۔حضرت صاحبؒ نے بکمال دلنوازی اپنے کو محمود اور سلطان محمد عزیز کو ایاز سے تشبیہ دے کر باہمی محبت و صدق وصفا کا اظہار فرمایا ہے۔حضرت صاحبؒ کا ایک کوٹ ان کے توشہ خانہ میں بطور تبرک محفوظ ہے۔جو روحانی اتصال کی دلیل ہے۔

○ سلطان احمد بخشؒ (۱۸۸۰ء۔۱۹۹۴ء): آپ حضرت حافظ باھو بخش ابن شیخ برخوردارؒ کے منجھلے فرزند تھے۔ایک سو تیرہ سال زندگی پائی اور توانا و متحرک رہے ایک متوکل، بیباک و خوش وضع شخصیت تھے بیشتر وقت زراعت میں بسر کیا۔علم دوست تھے اور اپنی اولاد کو تعلیم دلائی سلطان احمد المعروف رفعت سلطان مُلک کے نامور شاعر آپ ہی کے فرزند تھے اقبال اور فلسفہ اقبال کے ہمیشہ معترف رہے۔جدت پسند تھے اور اولاد کو بھی جدّت و تحقیق کو توجہ دی۔طبعاً غمگسار اور بااصول پیر طریقت تھے۔حضرت صاحبؒ کے بارے میں ہمیشہ بڑے احترام و محبت سے گفتگو فرماتے اور ان کے اوصاف پر روشنی ڈالتے تھے۔

پسران حضرت صاحبؒ:

○ سلطان غلام باھوؒ: ولادت ۱۹۱۲ء کو ہوئی۔بستی قاضی صاحب ضلع لیہ کے قاضی ولی محمد بن قاضی اللہ یار کی دختر کے بطن سے ہوئے۔اپنے والد مکرم کی زندگی میں ہی گرہ جمعہ شریف علاقہ دامان ڈیرہ اسماعیل خان میں بود و باش اختیار کر لی۔زراعت کا شغل رکھا اور گوشہ نشینی میں مسرور رہے۔ایک مردِ کامل ہوئے قانع، بیباک، خداترس اور متوکل تھے۔بیعت و تلقین اپنے والد مکرم

Marfat.com

سے پائی۔ نماز پنجگانہ ہمیشہ باجماعت ادا کی۔ عابد وشب بیدار تھے۔ وظائف ونوافل میں مشغول رہتے، ہر شخص جو رابطہ کرتا اسے تلقین و ہدایت فرماتے۔ نہایت سادہ زندگی گزاری۔ اپنے فرزندان کو علم دین سے آراستہ کیا۔ دو فرزند حافظ قرآن ہوئے۔ دو فرزندوں کو طب کا کورس کرایا۔

بڑے فرزند صاحبزادہ نور سلطان نے مدرسہ انوار العلوم ملتان سے درس نظامی اور پھر جامعہ بہاولپور سے تخصص حاصل کیا۔ آپ پر تمام اثرات اپنے والد مکرم سے مرتب تھے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے والہ وشیدا تھے۔ دیوان باھو فارسی یاد کر لیا تھا۔ مثنوی رومی وحافظ اور اقبال کا کلام ازبر تھا۔ حضرت سلطان فتح محمدؒ ابن سلطان یار محمدؒ کے سجادہ نشین رہے۔ آپ کے فرزند اکبر علامہ نور سلطان فوت ہو چکے ہیں اور دیگر پسران موجود ہیں۔ وفات سال ۷ جنوری ۲۰۰۱ء کو ہوئی۔ مزار مرجع خلایق ہے۔

○ سلطان غلام دستگیر القادریؒ: ولادت دربار حضرت سلطان باھوؒ چاہ سمندری ۱۹۱۹ء کو مائی صاحبہ خدیجہ بی بی مُغل کے بطن سے ہوئی۔ گورنمنٹ ہائی سکول ملتان میں اینگلو مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ پھر بُرہان شریف (ضلع اٹک) میں فقیر محمد مشتاق فرزند حضرت جیؒ سے تصوف و دین اسلام کی تعلیم وتربیت پائی۔ اپنے والد مکرم ہی سے بیعت ہوئے اور ان سے علم وتلقین پائی۔ صوفی منش، زندہ دل، پاکباز، عبادتگذار وشب زندہ دار تھے۔ سلسلہ قادریہ میں پیر باکمال ہوئے ہیں۔ جنگ کشمیر ۱۹۴۷ء۔۱۹۴۹ء میں آزاد کشمیر کے ایک لشکر کو کمانڈ کیا جس میں سید یوسف فیض اللہ الگیلانی امیر المجاہدین تھے۔ فخرِ کشمیر کا لقب آپ کو حکومت آزاد کشمیر نے عطا کیا۔ قرآنِ حکیم، تفسیر وحدیث، اسلامی مفکرین ابن العربی، عطار، سنائی، رومی، غزالی، رازی، اور بالخصوص حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ اور علامہ اقبالؒ و حافظ شیرازیؒ کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ خواجہ عبداللہ انصاری، حافظ شیرازی، سچل سرمست، شاہ لطیف بھٹائی، رحمن بابا اور علامہ اقبال کا بیشتر کلام اپنی گفتگو میں تکرار فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اردو وفارسی کے شاعر تھے اور ان کا مجموعہ کلام فارسی "پیر مُغان" چھپ چکا ہے جبکہ اردو دیوان قلمی موجود ہے۔ اپنے والد حضرت صاحبؒ اور دادا حضرت

Marfat.com

سلطان نور محمدؒ کی خانقاہ کو از سرِ نو وزیرستان سے پتھر منگوا کر تعمیر کرایا اور ساتھ ہی عالیشان مسجد تعمیر کرا دی۔اس خانقاہ کے حضرت صاحبؒ کے بعد آپ دوسرے سجادہ نشین بھی ہوئے۔کوئٹہ میں آپ کی قیام گاہ میں آپ کی وفات ۱۹۸۶ء کو ہوئی اور پھر دربار حضرت سلطان باھوؒ میں خانقاہ حضرت صاحبؒ و حضرت سلطان نور محمدؒ میں سپرد خاک ہوئے۔آپ کے بڑے فرزند سلطان حامد نواز کا انتقال ۲۶ جنوری ۲۰۰۸ کو ہوا،ایک فرزند سلطان ارشد القادری اور پوتے سلطان محمد بازید سجادہ نشین اور زبیر سلطان موجود ہیں۔پاکستان کے چاروں صوبوں میں بالخصوص جنوبی وزیرستان، جنوبی بلوچستان اور سندھ میں آپ کے مُریدین کی کثرت ہے۔پنجاب کے بیشتر اضلاع میں آپکے مُریدین ہیں۔

O سلطان نور حُسین قادری: ولادت دربار حضرت سلطان باھوؒ چاہ سمندری میں ۱۹۲۱ء کو ہوئی۔بڑے صاف گو وخوش طبع تھے۔بیعت وتصوف میں تعلیم حضرت صاحبؒ سے ہی حاصل کی حاجی صاحب کے نام سے معروف ہوئے۔نومبر ۱۹۷۸ء کو آپ کا انتقال ہوا اور اپنے والد مکرم کی خانقاہ میں سپرد خاک ہوئے۔آپ نے سلسلہ طریقت کو لکی مروت، گومل (سرحد) اور سپرزنڈ بلوچستان میں وسعت دی۔آپ کے فرزندان ڈاکٹر سلطان محمد حُسین اور محسن سلطان موجود ہیں۔

O سلطان عمر دراز القادری: ولادت دربار حضرت سلطان باھو چاہ سمندری ۱۹۳۲ء کو ہوئی،طبیہ کالج لاھور سے حکیم حاذق اور زبدۃ الحکماء ہوئے۔ملک کے معروف طبیب اور طبیہ کالج لاھور کے پرنسپل حکیم جلیل احمد (مرحوم) آپ کے استاد رہ چکے ہیں۔آپ پیر طریقت بھی ہیں۔بڑے فرزند سلطان محی الدین اظہر ہیں۔

O سلطان محمد اشرف: آپ کی ولادت دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہ‘ میں ۱۹۳۵ء کو ہوئی۔آپ کی والدہ ماجدہ گنڈاپور خاندان سے تھیں اور ابتدا میں کچھ عرصہ ٹانک میں اور پھر کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان میں والد مکرم کی زندگی میں قیام پذیر رہے۔سلسلہ طریقت کو دامان میں فروغ دیا۔طب سے استفادہ کرتے رہے۔سال ۱۹۸۴ کو انتقال ہوا،تدفین کلاچی میں ہے مزار مرجع

Marfat.com

خلایق ہے۔ آپ کا پوتا مصور سلطان خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

○ سلطان الطاف علی: بندۂ مولف کتاب ھٰذا بھی اپنے تینوں بھائیوں ۲ تا ۴ کی طرح مائی صاحبہ خدیجہ بی بی کے بطن سے ہے جنکی شفقت بچپن میں اسکے لئے تربیت کی مشعل بنی رہی۔ پدر مکرم حضرت صاحبؒ جب فوت ہوئے تو بندہ صرف چالیس روز کا تھا۔ اس لئے جملہ تعلیم و پرورش و عملی تربیت کا فیضان اپنے برادر بزرگوار سلطان غلام دستگیر القادریؒ سے ہی پائی۔ ولادت بروز جمعرات ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۵۶ھ غرہ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۳۸ء کو دربار حضرت سلطان باھوؒ میں ہوئی۔ ایم اے سیاسیات، ایم اے فارسی اور حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ پر فارسی میں پی ایچ ڈی کی۔ بلوچستان کے کالج کیڈر میں بطور پروفیسر اور مختلف کالجوں کا سربراہ اور بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کا چیرمین رہا۔ ابیات باھو معہ ترجمہ وشرح اور مرآتِ سلطانی (باھو نامہ کامل) کے علاوہ بیس کتابوں کا مولف و مترجم ہے۔ بیسیوں اساتذہ میں سے ایسے نامور اور عالیم تبت و فاضل استاد جنکی تعلیم و تربیت نے فکری اساس پر گہرے نقوش چھوڑے ان میں سے کچھ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ سید طالب حُسین شاہ (کچھی موضع سلطان باھوؒ)، فقیر صاحب (نام نامعلوم)، استاد اللہ ڈتہ (دربار سلطان باھوؒ)، مولوی غلام علی، مولوی محمد بخش (گڑھ مہاراجہ)، استاد تاج محمد (گورنمنٹ سکول ملتان)، استاد محمد باقر، سید غلام مجتبیٰ شاہ ہمدانی (ہائی سکول گجرات مظفر گڑھ)، پروفیسر ایم ایس بھٹی، پروفیسر ٹی ایس دتا، پروفیسر رابنز، پروفیسر بشیر احمد قریشی، پروفیسر زیدی، پروفیسر فیضی (ایف سی کالج لاھور)، پروفیسر عبدالعزیز بٹ، پروفیسر تاج محمد تاج (ایمرسن کالج ملتان)، اعجاز بٹالوی، پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال، پروفیسر سردار محمد اقبال موکل، جناب ایس ایم ظفر (لاء کالج لاھور) ڈاکٹر محمد باقر، پروفیسر وزیر الحسن عابدی (اورینٹل کالج یونیورسٹی لاھور)، برادرم مرحوم و مغفور پیر غلام دستگیر القادری۔ ڈاکٹر پروفیسر دادبہ، پروفیسر علیقلی محمودی بختیاری، پروفیسر علی غروی، آقای محمد قنبری، آقای محمد حسن آموزگار، ڈاکٹر آقای نادر وزین پور، ڈاکٹر حسن منوچہر، ڈاکٹر باھنر، ڈاکٹر محمد تقی جعفری، ڈاکٹر آقای الہی، ڈاکٹر آقای مفتح (تہران، ایران)، ڈاکٹر محمد بشیر حُسین، ڈاکٹر آفتاب اصغر، ڈاکٹر عبدالشکور احسن

Marfat.com

(پنجاب یونیورسٹی لاہور)۔۲۰۰۰ء کو حکومت بلوچستان کی تعلیمی سروس سے ریٹائر ہونے کے بعد کوئٹہ میں اور دربار حضرت سلطان باھوؒ پر بھی علمی وادبی امور میں مشغول رہنے سے زندگی کے ایام بامقصد طے ہو رہے ہیں۔ پیر صاحب شیخ المشائخ سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانیؒ بن شیخ المشائخ سیّدنا محمود حسام الدین قادریؒ سے بیعت وتلقین پا کر سلسلہ قادریہ کے میدان طریقت میں قدم رکھا۔ تصوف وعرفان تحقیق کا میدان بنا رہا اور بالخصوص حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کی تصانیف پر تحقیق وتدوین جاری ہے۔ فرزندان بھی ہیں۔

علماء صوفیاء ودراویش معاصر: آپ نے صوفیاء کے تمام سلاسل کو فقرالی اللہ کے لئے توجہ دی اس لئے سب سے پہلے سلسلۂ نقشبندیہ اور پھر سلسلۂ عالیہ قادریہ سے فیضیاب ہوئے۔ اسی طرح بعض دراویش و مجاذیب آپ کے ہم صحبت ہوئے اور آپ کے استاد بھی ہوئے۔ ان میں درج ذیل کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔

۱۔ پیر سراج الدین نقشبندی (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء۔۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء): خواجہ محمد عثمان کے فرزند تھے۔ موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی معروف خانقاہ نقشبندیہ کے سجادہ نشین تھے۔ حضرت صاحبؒ نہ صرف ان سے بیعت ہوئے بلکہ خلافت بھی حاصل کی اور عرصہ بارہ سال تک اس سلسلہ کے ورد وظائف اور ریاضت میں محو رہے۔ اسی دور میں آپ نے خاموش رہنے یعنی چُپ کا روزہ کئی ماہ تک رکھا اور کسی سے بات چیت نہ کرتے تھے صرف عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ اس چپ رہنے کے روزہ کے احوال آئندہ صفحات میں دیئے جائیں گے۔

۲۔ فقیر محمد دین برہانیؒ (ف ۱۹۰۴ء): ضلع کامل پور کے شہر برہان میں برگزیدہ درویش تھے۔ حضرت سلطان العارفینؒ کے دربار عالی سے بے بہا فیض حاصل کیا۔ حضرت صاحبؒ ان کی شان میں لکھتے ہیں: (مجموعہ کلام۔ درالمعارف)

شاہ برہان محمد الدین شاہ سالہا آن گشت خوشہ چین شاہ(۱)
شاہ برہان کرد حاصل از تو گنج طالبان را میدھد گنج بی رنج
طالبان را با نظر می کرد مست شاہ برہان این چنینی مرد ھست

(۱) شاہ سے مراد حضرت سلطان العارفین قدس سرہ'

Marfat.com

۳۔سیّد حسن گیلانی: جلال آبادی المعروف نقیب زادہ کے بارے میں حضرت صاحبؒ اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ وہ میرے پیر صحبت تھے۔یہی سید حسن گیلانی وزیرستان کے معروف مجاہد اعظم فقیر اپیؒ کے مرشد تھے۔فقیر اپیؒ نے ۱۹۳۶ء کو پیر صاحب سے بیعت کر کے سلسلہ قادریہ میں قدم رکھا۔۱۹۳۷ء میں انہوں نے پیر صاحب سے وزیرستان میں مدد کی درخواست کی تو ان کی ترغیب پر ۵۰۰ افغان قبائل خیسورہ جنوبی وزیرستان پہنچے۔فقیر اپیؒ کے کئی احباب اور عساکر پیر صاحب سے بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ سے منسلک ہوئے (فرنگی راج اور غیر تمند مسلمان)۔۲۶ ستمبر ۱۹۵۱ء کو بقید حیات تھے اُس روز ڈیرہ اسماعیل خان میں سلطان غلام دستگیر القادریؒ کی ان سے ملاقات ہوئی۔

۴۔فقیر اپیؒ (۱۸۹۷ء۔۱۹۶۰ء): ان کا نام مرزا علی خان (ولد ارسلا خان) تھا۔اتمن زئی طوری خیل مدی خیل قبیلہ کے نامور مجاھد اور پیر طریقت تھے۔۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۷ء گیارہ سال تک وزیرستان میں انگریز کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انگریز کو فارورڈ پالیسی میں شکست دی۔(فرنگی راج اور غیر تمند مسلمان)۔پیر صاحب سید حسن گیلانی جلال آبادی سے ہر دو فقیر اپیؒ اور حضرت صاحبؒ کا روحانی تعلق تھا اس لئے ۱۹۳۶ء کے لگ بھگ حضرت صاحبؒ کا فقیر اپیؒ سے تعارف ہوا۔ایک روایت کے مطابق گورویک وزیرستان میں حضرت صاحبؒ نے فقیر اپیؒ سے ملاقات کر کے ان کو انگریزی استعمار کے خلاف جہاد کے لئے دعا کی۔

۵۔حضرت جی قادریؒ برہان (ضلع کامل پور والے) (ف ۱۹۳۳ء): یہ حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ کے بعد وصال فیضیافتہ ولی اللہ تھے۔برہان سے دربار شریف تک جب بھی زیارت کرنے آتے پیدل آتے اور پیدل جاتے۔حضرت سلطان محمد نوازؒ کو ان کے والد محترم حضرت سلطان نور محمدؒ نے دینی علوم و بالخصوص تصوف کی تعلیم کے لئے ان کے سپرد کیا۔جب سلسلہ نقشبندیہ میں ان کی ریاضت بڑھ گئی تو حضرت جیؒ نے آپ کے والد مکرمؒ کے اشارہ پر اپنے پاس بلوایا اور ایسی توجہ دی کہ حضرت صاحبؒ اپنے ہی سلسلہ عالیہ قادریہ کو راغب ہو کر اپنے والد مکرمؒ سے بیعت ہوئے اور حسب تمنا مدارج سے مستفیض ہوئے۔حضرت صاحب کو اوائل عمر میں ہی تلاش حق کا شوق ہوا اور مختلف درویشوں کے ہاں گئے۔حضرت سراج الدین نقشبندی موسیٰ زئی

شریف والے کے ہاں بھی گئے، وہاں اذکار نقشبندیہ کی مشق فرمائی۔ زمین پر سونا، مٹی کے برتن میں لنگر کی روٹی کھانا اور مکمل درویشانہ زندگی وہاں گزاری۔ حضرت صاحبؒ نے خود فرمایا کہ ان کے اذکار کے ساتھ جب سلطان الاذکار کی مشق کی تو کائنات کے ذرہ ذرہ میں مجھے اللہ ھو سنائی دیتا اور مشاہدہ بھی ہوتا۔ حضرت صاحبؒ کے والد مکرم حضرت سلطان نور محمدؒ اور دیگر احباب ان کے سلسلہ عالیہ قادریہ کی بجائے سلسلہ نقشبندیہ معظمہ اختیار کر لینے پر مطمئن نہ تھے۔ انہوں نے اس بارے میں کوشش کی اور بہت سمجھایا مگر حضرت صاحبؒ پر کوئی اثر نہ ہوا اور اپنے شوق اور پیش رفت میں محو رہے۔ حضرت سلطان نور محمدؒ ایک بار برہان تشریف لے گئے اور وہاں فقیر دین محمدؒ اور فقیر حضرت جیؒ سے حضرت صاحبؒ کے اشغال کے بارے میں ذکر کیا۔ موسیٰ زئی شریف میں حضرت صاحبؒ کے قیام کے دوران مستری جان محمد کلاچی والے ان پیروں کے مکان تعمیر کرنے گئے جو سلطان العارفین قدس سرہ کے سلسلہ کے ہی مرید تھے۔ مستری جان محمد نے حضرت صاحبؒ سے عرض کی کہ ہم سب آپ کے سلسلہ قادریہ عالیہ کی بجائے سلسلہ نقشبندیہ معظمہ میں سلوک کے منازل اختیار کرنے پر مضطرب ہیں۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا یہ سلوک تو حاصل کرنا مقصود ہے۔ جان محمد نے پھر عرض کی کہ اپنے سلسلہ سے سلوک کے مراحل طے فرمادیں۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ سیدنا امام الانبیاء کی شان زیادہ ہے یا حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی۔ اگر سیدنا غوث الاعظمؒ یا سادات کی اولاد اگر سلطان العارفینؒ کے سلسلہ میں بیعت ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی اولاد دوسرے سلسلہ میں بیعت ہوں تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔ نیز فرمایا یہ لازم نہیں ہوتا کہ مرید ہی پیر سے فیض حاصل کر رہا ہو بلکہ بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ پیر مرید سے فیض یاب ہو رہا ہوتا ہے۔ جس طرح سیدنا غوث الاعظمؒ کا قدم مبارک تمام اولیائے کرام پر آتا ہے جس میں ان کا مرشد سیدنا ابوسعید مخزومیؒ آجاتے ہیں۔ فرمایا کیا پتہ کہ میں ان سے فیض حاصل کر رہا ہوں یا یہ نقشبندی طریقہ والے اس نسبت سے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ بہر حال جب حضرت سلطان نور محمدؒ برہان

Marfat.com

تشریف لے گئے اور فقیر دین محمدؒ کے سامنے ذکر کیا کہ اس طرح ہمارا فرزند نقشبندی بزرگان کے ہاں منسلک ہے۔ فقیر صاحب نے فرمایا وہ ایک بار میرے پاس آ جائیں۔ حضرت سراج الدین موسیٰ زئی شریف والے موسم گرما میں ایبٹ آباد جایا کرتے تھے چنانچہ حضرت سلطان نور محمدؒ نے حضرت صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ جب اپنے پیر کی خدمت میں ایبٹ آباد جائیں تو راستہ میں برہان شریف کے فقیر صاحب سے ملتے جائیں۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ جب وہ برہان کے قریب سے گزرے تو انہیں اس قدر خوف طاری ہوا کہ وہاں نہ جا سکے اور اس طرح کئی سال گزر گئے۔ ایک سال جب برہان شریف گئے تو وہاں فقیر حضرت جی صاحبؒ ملے اور انہوں نے آپ کی بہت خدمت کی۔ شب و روز دست بستہ کھڑے رہتے۔ جب تک آپ نے گفتگو نہ کی وہ بھی خاموش رہے۔ حضرت صاحبؒ کے فرمان پر ہی فقیر صاحب بیٹھتے اور ادب کے ساتھ دوزانو ہو کر رہتے۔ جب گفتگو ہوئی تو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی ہی ہوئی۔ حضرت صاحبؒ کا حضرت جیؒ سے قلبی ربط ہو گیا۔ جب رخصت ہونے لگے تو فقیر حضرت جیؒ نے گزارش کی کہ دعا کیجئے۔ فرمایا آپ دعا کریں میں آمین کہوں گا۔ فقیر حضرت جیؒ نے اپنے دونوں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر جھک کر رخ بجانب دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کر کے عرض کی کہ اے سلطان العارفین (قدس سرہٗ) ان کو اپنا بنا لیجئے اور دوسروں سے لے لیں۔ انہوں نے یہ کلمات تین دفعہ کہے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ میری طبیعت میں خفگی آئی کہ یہ کیسی دعا ہوئی۔ وہاں سے سیدھا موسیٰ زئی شریف آئے تو وہاں حضرت سراج الدین کے فرزند کے ساتھ باتوں باتوں میں تلخی پیدا ہو گئی جس نے تیز کلمات منہ سے نکالے تھے۔ حضرت صاحبؒ نے برہمی میں اسے تھپڑ رسید کیا۔ کچھ دیر بعد ذہن میں آیا فقیر صاحب برہان والے معمر شخص تھے مجھ سے بیعت بھی نہ تھے مگر میرے قیام کے دوران وہ کس قدر ادب کے ساتھ پیش آتے رہے یہ سب حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے باعث ہی تھا مگر میں نے یہاں اتنا عرصہ رہ کر یہ حاصل کیا ہے کہ پیر سید سراج الدینؒ کے فرزند کو تھپڑ دے مارا ہے۔ چنانچہ خاموشی کے ساتھ دربار شریف چلے آئے بہت وقت غم واندہ میں

گزارا۔ سلسلہ نقشبندیہ سے بیزاری ہوگئی۔ سلطان نور احمد سجادہ نشین کے پاس چلے گئے اور بیعت کے لئے عرض کیا۔ اس وقت حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا مدفن پرانا دربار شریف ہی تھا۔ سلطان نور احمدؒ سجادہ نشین دربار شریف کے اندر لے گئے اور آپ کو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے غلاف مبارک میں چھپا دیا۔ حضرت صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دامن کے نیچے جاتے ہی نقشبندیہ کی بارہ سال میں کی ہوئی محنت کے تمام آثار، ذکر واذکار، نورانیت ولذت وغیرہ سب مٹ گئے گویا ان کا تمام فیض غیر موثر ہو کر رہ گیا۔ دامن سے باہر نکال کر دوبارہ پھر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے دامن میں لایا گیا تو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے سلسلہ قادریہ کے انوار اجاگر ہو گئے جو گذشتہ فیوضات سے ہزارہا درجہ بلند و بہتر حاصل ہوئے۔ اس کے بعد ہی حضرت صاحبؒ سلوک قادریہ کے شیخ ہو گئے۔

حضرت جیؒ کی منقبت میں حضرت صاحبؒ فرماتے ہیں۔ (از مجموعہ کلام۔ درالمعارف)

شاہ محمد دین کہ صاحب برکت است　　فرزند آن جناب شاہ حضرتؒ است(۱)

مثل آن حضرت ندیدم درجہان　　آفتابی بود در ابری نہان

پیر صحبت کردہ بودم سالہا　　مست وحدت بود صاحب حالہا

مست وحدت بود ہر دم بادہ نوش　　زعرش بالا رفت آن با یک خروش (۲)

ہای ہای ہر دمی آن ورد بود　　زانکہ آنحضرت کہ صاحب درد بود

مزید فرمایا (از مجموعہ کلام۔ درالمعارف)

مئی زمیخانہ باھو خوردہَ　　واللہ باللہ زندہَ گر مردہَ

توی مئی خانہ باھو دستِ تو　　من ندیدم در جہان چون مست تو

برہان میں آپ کی خانقاہ اور مسجد نہایت اعلیٰ پتھر سے تعمیر ہے۔ اس وقت ان کا فرزند خرد سائیں محمد اشفاق صاحب سجادہ ہیں۔

---

(۱) شاہ صاحب سے مراد حضرت جیؒ　(۲) یک خروش سے مراد یک خروش آہ

Marfat.com

فقیر حضرت جیؒ عالم استغراق میں رہنے والے بیدار دل بزرگ تھے ان کا ایک اردو میں قطعہ ملاحظہ ہو:

ہم جہاں میں آئے شاید سوز و سودا کے لئے تاہی ہیں حیران ہم ہر روز سودا کے لئے
بام پر جلوہ دکھا کر یار نے ہنس کر کہا تڑپتا ہے مرغِ نَو آموز سودا کے لئے

۶۔فقیر محمد دین گجراتی (۱۸۵۶ء۔۱۹۱۵ء): آپ مَولوی جیلانی بخش ابن مولوی سید محمد قریشی ہاشمی ساکن گجرات (پنجاب) کے فرزند تھے۔سلسلہ نسب حضرت جعفر طیار ابن ابو طالب عم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔حاجی الحرمین شریفین بھی ہوئے۔مولوی محمد یاسین صاحب کتاب سوانح حاجی محمد دین میں ان کے بارے میں یوں گویا ہوتے ہیں:

کشش سلطان باھو بُرد اورا بشاہ دو جہان بسپرد اورا سوانح حاجی محمد دین ص ۲۵

مزید قمطراز ہوئے جس میں شورکوٹ روڈ ریلوے اسٹیشن پر مسجد کی تعمیر کو اشارہ ہے:

صلای زد بیا ای پیر اینجا که تا مسجد شود تعمیر اینجا
امیر عارفان سلطان باھو مگر اینجا بیاید خواند یاھُو
ز یاھو خواندنش شد اثر پیدا نباشد مسجدی چون مسجد اقصیٰ
بنای مسجد عالی پُر از نور طفیل پیر باھو گشت معمور

(سوانح حاجی محمد دین ص ۲۷۔۲۸)

آپ کی ملاقات مولوی کینچی والا فیض یافتہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ہوئی اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تعلیمات سے متاثر ہوئے۔دس جماعت تک تعلیم سکول میں پائی اور ایک عرصہ بطور اورسیئر ملازمت کی۔ابتدا میں خلیفہ باولی شریف نقشبندی،خلیفہ تیراہ شریف سے ۱۸۶۷ء کو، پھر مولوی مست علی نقشبندی ساکن میتر انوالی سے ۱۸۶۹ء کو اور پھر صادق علی شاہ پسر امام علی شاہ ساکن ناحیہ اتر چھتر نقشبندی سے بھی یکے بعد دیگرے بیعت ہوئے مگر اطمینان نصیب نہ ہوا اور آخر میاں رحمت کمہار" فیض یافتہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ملاقات

ہوئی تو انہوں نے ''حق باھوؒ'' کا نعرہ بلند کیا تو آپ نے عرصہ ایک ماہ تک ان کے ہاں مجذوبانہ حالت میں بسر کیا۔ ابیات باھو سرائیکی کو حفظ کرلیا، اس طرح حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کا عشق ان میں جاگزین ہوگیا۔ وہ ظاہراً تارک و فارغ ہوگئے۔ اس عرصہ میں چار بار دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہ' کی زیارت پر آئے۔ وہ ۱۸۸۲ء کو درگاہ سیدنا غوث الاعظمؒ کی زیارت کو بغداد (عراق) گئے تو راستہ میں حاکم بصرہ کو تصنیف حضرت قدس سرہ' موسوم بہ ''عین الفقر'' کا ایک نسخہ عطا کیا (سوانح حاجی محمد دین، ص ۶۳۔۱۴۹)۔ آپ کی ملاقات صاحبزادہ نور محمدؒ (ابن صالح محمد سجادہ نشین) اور حافظ باھو بخش (ابن شیخ برخوردار) سے اور میاں محمد روشن امام جامع مسجد دربار عالی وفقیر حاجی اخلاص سے اس کی نوعمری میں ۱۸۷۳ء۔۱۸۷۴ء کو ہوئی۔

۷۔ پیر بہادر شاہ ابن فتح شاہ مشہدی بخاری (۱۸۲۳ء۔۱۹۳۴ء): یہ صوفی باصفا محمد امیر سلطان سجادہ نشین کے دور میں تھے۔ پیر عبدالغفور شاہ مڈ والا سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ حضرت صاحب سے بخوبی آشنا اور تعلق رکھنے والے تھے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' سے فیض یاب ہوئے اور حضرت قدس سرہ' کی تصانیف کا مطالعہ کر کے ان کے کئی خطی نسخے بھی اپنے دست مبارک سے رقم کئے۔ آپ نے رسالہ گنج الاسرار اور رسالہ کشف الاسرار تصانیف حضرت قدس سرہ' کو ترتیب دے کر اصل فارسی متن میں طبع کرایا۔ ان کے ہاتھ سے رقم کئے گئے کچھ مخطوطہ نسخے اب بھی ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ ان کا مزار محمود پور کاٹھیہ شور کوٹ روڈ پر مرجع خلایق ہے۔ سلطان محمد عزیز ابن حضرت سلطان فتح محمد نے حضرت صاحبؒ سے سیر و سلوک طے کرنے کے بعد نہ صرف ان سے بیعت کی بلکہ ان کے مزار پر عالیشان مسجد و عمارت کی تعمیر بھی کرا دی ہے۔ سرائیکی میں ان کا عارفانہ کلام ملتا ہے۔ (مقالہ مابعد حضرت سلطان العارفین قدس سرہ'۔ نسخہ خطی)

۸ پیر سید محمد صدرالدین جیلانیؒ (ف ۱۰ محرم ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء): آپ ملتان میں درگاہ حضرت مخدوم سید محمد جمال الدین موسیٰ پاک شہید قدس سرہ' کے صاحب سجادہ اور مخدوم سید محمد ولایت شاہ جیلانیؒ کے صاحبزادے تھے۔ عابد، شب زندہ دار اور ہمیشہ باجماعت نماز ادا کی۔ ملتان میں ہندو

Marfat.com

مسلم فساد کو آپ نے کبھی نہ ہونے دیا۔ ۱۹۱۹ء میں جب انگریزوں نے سلطان عبدالحمید خان فرمانروائے ترکی پر کفر کے فتویٰ پر علماء و مشائخ سے دستخط کرانے شروع کئے تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔ سفرِ حج میں والی اردن شاہ عبداللہ آپ کے میزبان بنے اور اپنے والد شریف حسین والی حجاز کے بارے میں رائے لی تو آپ نے بلا تامل فرما دیا کہ برصغیر کے لوگ اسے غدار قرار دیتے ہیں، یہ سنتے ہی شاہ عبداللہ کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑا (تاریخ ملتان، ۲: ۲۹۲-۲۹۳)۔ ایسے اعلائے کلمۃ الحق کہنے والے عظیم روحانی رہنما سے حضرت صاحبؒ کی درگاہ حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ پر ملاقات ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۶ء کے درمیان ہوتی رہی ہے۔ جو یقیناً بڑی اہمیت کی حامل تھی۔

۹۔ پیر زمان شاہؒ (ف ۱۹۱۷ء): ان کا مزار دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے باہر جانب شمال ہے اور اس پر گنبد ہے۔ ان کو حضرت صاحبؒ کے استاد ہونے کا شرف حاصل ہے اور زیادہ وقت بھی ان کی صحبت میں رہے۔ پیر زمان شاہ مجذوب قلندر مزاج تھے۔ پابند شریعت اور پہلوانی کرتے تھے۔ بھاری پتھر روزانہ اٹھاتے تھے۔ حضرت صاحبؒ پانچ سال ان کی صحبت میں رہے۔ چندن کی تختی بنوا کر اس پر مشک و زعفران کی سیاہی سے لکھوایا کرتے تھے اللہ، للہ، لہ، ھُو، محمد، اور پھر اس تختی کے حروف زبان سے چٹوا لیا کرتے، اور یہ طریقہ بار بار صبح تا شام جاری رکھا جاتا۔ اکثر اسم اللہ ذات کا تصور کرتے تھے۔ پرانا دربار شریف حضرت قدس سرہٗ پر لنگر خانہ میں ایک روز ایک دیگ کے اندر جس میں حلیم پک رہی تھی گر گئے اور اس میں جل کر فوت ہو گئے۔ آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔

۱۰۔ سید جمعہ شاہؒ (ف ۱۹۲۳ء): یہ درویش بھی براہ راست دربار حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے فیض یاب ہوئے۔ وہ اکثر ایک ڈنڈا ہاتھ میں لئے دربار شریف کے اندر وارد ہو جایا کرتے تھے اور زائرین کو خانقاہ سے نکال دیا کرتے تھے اور زائرین سے فرمایا کرتے تھے تم لوگ سب مشرک ہو قبروں کی پوجا کرتے ہو اور خود خانقاہ میں سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔ ان سے جب حضرت صاحبؒ نے اس طریق پر استفسار کیا تو جواب دیا کہ اکثر عوام الناس تو محض قبر یا مٹی کو

Marfat.com

دیکھتے ہیں اور میں تو اس ذات پاک کا نور مشاہدہ کرتا ہوں۔آپ کا مزار مبارک موجودہ دربار شریف کے عقبی گورستان میں مرجع خلایق ہے۔

۱۱۔مولوی نظام الدین ملتانی (ف ۱۹۳۲ء): سلسلہ عالیہ حضرت قدس سرہٗ کے خلفاء میں بڑے عالم و فاضل ہوئے ہیں۔اصل میں وزیر آباد دروازہ موجدین ضلع گجرانوالہ کے تھے اور زندگی کا ایک حصہ ملتان میں بسر کیا۔پیر بہادر شاہ مشہدی اور مولوی غلام حیدر سے رفاقت رہی۔حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی کتب کلید التوحید، گنج الاسرار، عین الفقر اور رسالہ روحی کا متن فارسی میں ۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۲ء کے سالوں میں طبع کرایا اور ساتھ ہی اردو میں ترجمہ بھی شامل کیا ہے۔مجلّہ جماعت امرتسر فروری اپریل ۱۹۲۵ء کے مطابق قہر کبریائی، گلولہ بامب اور حقیقتِ مذہبِ شیعہ ان کی تصانیف ہیں علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادریؒ نے اپنے تذکرہ اکابر اہل سنت میں انہیں رئیس المناظرین کے لقب سے منسوب کیا ہے اور انہیں محمد امیر سلطان سجادہ نشین کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو جانے کا لکھا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ آپ مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور آپ کی تصانیف پر عموماً یہ اعلان درج ہوتا تھا: ''اہل اسلام کو واضح ہو کہ اگر آپ کو کوئی وہابی، شیعہ، مرزائی، چکڑالوی ستائے اور چیلنج دے تو فوراً مولانا محمد نظام الدین ملتانی رئیس المناظرین کو بانتظام جلسہ طلب کریں لیکن دس دن پہلے اطلاع کریں۔ممدوح صاحب ان کے ساتھ ہر وقت مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔'' علامہ صاحب نے آپ کی ستائیس تصانیف کے نام گنوائے ہیں۔نیز خود ان کی مطبوعات سے بھی اخذ ہوئے۔جن میں سلطان الفقہ (فتاویٰ نظامیہ)، سلطان التفاسیر (دس پارے)، اباطیل وہابیہ، زمانے کا تغیر، شرح قصیدہ غوثیہ، عقائد علمائے دیوبند، جرعہ غسلین در حلق غیر مقلدین، بلاغ المبین، تفسیر نور، اصلاح الطالبین، تحقیق مسلۂ ہمہ اوست، انگار عشق اور دُرِ ثمین المعروف فیوضات سلطانی مع رسالہ اثبات ذکر جہر، بم کا گولہ، حقیقتِ مذہبِ شیعہ حصہ اول و دوم، قہر کبریائی بر قلعہ ثنائی، قہر یزدانی بر قلعہ قادیانی، کشف المغیبات للنبی علیہ صلوۃ والتسلیمات، تفسیر سورۃ المزمل نور مکمل، ظل الغمام فی عدم جواز فاتحہ خلف الامام، سیف النعمان علی اہل

Marfat.com

الطغیان، النصح والمآرب فی الاحکام اللحٰی والشوراب،دیوان شریف مکمل فارسی (دیوان باھو)،عقاید علماء دیوبندیہ۔مولانا نظام الدین ملتانی کا مولد ومنشاء ملتان شریف ہے بعد ازاں وزیر آباد دروازہ موجدین میں منتقل ہو گئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔حضرت مولانا محمد شفیع خطیب اعظم کاموںکے آپ کے شاگردوں میں سے ہیں (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۴۹۔۵۵۰) (تذکرہ علمائے پنجاب،اختر راہی ۷۷۸۔۷۸۰)۔وہ چاہتے تھے کہ ہر مسلک وفرقہ کے مدعی حقیقت شناسی اختیار کریں اور باہمی ربط ومحبت اختیار کریں۔حضرت صاحبؒ نے اپنے کلام میں سلطان دوست محمد کے حق میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر سرزنش کی ہے جس کا بیان شخصیات معاصر خانوادہ کے حصہ میں آچکا ہے۔

۱۲۔لعل شاہ مجذوبؒ (ف ۱۹۶۸ء): مری میں کشمیر پوائنٹ پر معتکف صاحب حال درویش لعل شاہ مجذوب جن دنوں ابتدائی سلوک کے مراحل طے کر رہے تھے تو ان کے ساتھ موہڑہ شریف کے پیر قاسم خان بھی سیر وسلوک میں وہاں پر ہی جاگزین تھے اور وہاں پر ہی حضرت صاحبؒ سلطان محمد نواز بھی اپنے ذکر وفکر کے لئے تخلیہ ڈھونڈ کے ان کی رفاقت میں آ گئے۔حضرت صاحبؒ نے لعل شاہ مجذوبؒ اور پیر قاسم خان موہڑوی کی رفاقت میں چار ماہ گزار کر رخصت ہونے کے لئے لعل شاہ کو بتایا تو لعل شاہ فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب آپ کیوں جا رہے ہیں۔آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہاں رہ کر اپنا مقصد پالیا ہے۔وہ کہنے لگے کہ ہمیں تو ابھی تک کچھ نہیں ملا تو آپ نے بتایا کہ وہ اپنے جدِ امجد حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تلقین کے مطابق تصور اسم اللہ ذات کرتے رہے ہیں اور اس سے باطن کے نور سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔لعل شاہ نے آپ سے تصور اسم اللہ ذات کا فن شریف حاصل کر لیا اور پھر وہ بھی یکتائے روزگار ہو کر خلقِ خدا کو فیضان پہنچانے لگے۔اس واقعہ کی تفصیل برادر محترم صاحبزادہ سلطان فیض احمد * ۹ نے مجھے بتائی۔ حضرت صاحبؒ کا غالباً مری میں معتکف ہو جانے کا وہ دور ہے جب آپ نے اپنے والد بزرگوار سلطان نور محمدؒ سے بیعت ہو کر منازل سلوک طے کرنا شروع کر دی تھی۔

۱۳۔السیّد یوسف محمود فیض اللہ الگیلانی بغدادی رزاقی" (المعروف پیر آف وانا) (۱۷مارچ ۱۹۰۵ء۔۱۸اپریل۱۹۷۶ء): پیر صاحبؒ کی ولادت بغداد (عراق) میں ہوئی۔۱۹۲۸ء کو بمبئی میں وارد ہوئے۔ برصغیر میں بالخصوص موجودہ پاکستان کا پورا دورہ فرما کر واپس تشریف لے گئے۔ ۱۹۳۱ء کو پھر تشریف لائے اور وانا (جنوبی وزیرستان)، ڈیرہ اسماعیل خان اور ژوب میں قیام فرماتے رہے۔آخر عمر میں پھلروان (ضلع سرگودھا) میں قیام فرما لیا۔ ہزارہا اشخاص کو شرف بیعت وخلافت بخشا۔ جہاد کشمیر (۴۹۔۱۹۴۷) میں امیر المجاہدین ہوئے۔صوبہ سرحد اور بلوچستان کے قبائل نے رضا کارانہ جہاد آزادی کشمیر میں حصہ لیا۔ جموں وکشمیر کا ایک بڑا حصہ (آزاد کشمیر) آزاد ہوا۔ پیر غلام دستگیر القادری ابن حضرت سلطان محمد نوازؒ پیر آف وانا لشکر کے کمانڈر رہے۔

سال ۱۹۲۶ء کو پیر صاحبؒ نے جب ملتان کا دورہ فرما کر شورکوٹ دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ تشریف لائے یہاں سلطان نور الحسن، محمد امیر سلطان اور سلطان محمد نوازؒ کو آپ سے زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اسی موقع ہی سات سال کی عمر میں سلطان غلام دستگیر القادری (ابن حضرت صاحبؒ) نے پیر صاحب کی دست بوسی کی و نیاز حاصل کئے جو آگے چل کر اپنے والد مکرم حضرت صاحبؒ کے فرمان کے مطابق پیر صاحبؒ کے سفر وحضر، رزم و بزم، جلوت وخلوت کے یکتا اور بیمثال مقرب و راز دان بن کر رہے۔ (پیر آف وانا ص۵)

حضرت صاحبؒ ابتدائی ملاقات کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان اور وانا میں پیر صاحبؒ سے ملاقات کرتے رہے اور پھر آخر زندگی میں اپنے فرزند سلطان غلام دستگیر القادریؒ کو ان سے ہمیشہ تعلق جاری رکھنے کی تلقین فرمادی تھی۔

خلفاء ومخلصین: حضرت سلطان محمد نوازؒ کے خلفاء پاکستان کے ہر صوبہ میں اور افغانستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اکثر و بیشتر خلفاء کو صاحبِ حال پایا گیا، متشرع اور صاحبِ درد ہوئے۔ان میں جن خلفاء کے ذکر اور احوال تک رسائی ہو سکی درج ذیل ہیں۔ فقیر محمد دین گجراتی (ف۱۹۱۵ء) فقیر نور محمد کلاچوی (ف۱۹۶۰ء) اور سلطان بخش حکیم (ف۱۹۷۶ء) بھی آپکے ہمعصر اور معروف

Marfat.com

صاحب علم درویش تھے۔ ہمعصر اور ہم ذوق تھے ان میں ملاقات یقیناً ہوئی ہے البتہ تفصیلات نہیں ملیں اس لئے ان کے الگ عنوان قائم نہیں کئے۔

ا۔ قاضی محمود فقیر چاوڑا (ف ۱۹۰۰ء): گنداخہ ضلع جعفر آباد بلوچستان کے عالم دین تھے آپ سے بیعت ہوئے اور خلیفہ ہوئے۔ ان کے تین نامور فرزند حاجی عبدالکریم، نذر محمد اور خوشی محمد بھی حضرت صاحبؒ سے بیعت ہوئے۔ نذر محمد کے فرزندان مولانا خوشی محمد بمعہ برادران حیات ہیں اور گنداخہ میں ہیں۔ قاضی محمود فقیر کے مراسم سندھ، بلوچستان کے اصحاب طریقت وتصوف سے گہرا رہا ہے۔

۲۔ احمندی فقیر (ف ۱۹۱۹ء): علاقہ رغزہ جنوبی وزیرستان کا صاحب حال درویش گزرا ہے جو حضرت صاحبؒ سے اکتساب فیض کر کے فوت ہوا۔

۳۔ حاجی لعل خان (ف ۱۹۲۱ء): یہ بھی حضرت صاحبؒ سے ہم صحبت رہے گرہ محمود بلوچ کلاچی (ڈیرہ اسماعیل خان) میں مزار موجود ہے۔

۴۔ بہاول فقیر (ف ۱۹۲۶ء): کتاواز غزنی (افغانستان) کا درویش تھا۔ قبیلہ خوئیداد خیل سے تھا حضرت قدس سرہٗ کے انتقال مزار بار دوم کے موقع دربار شریف میں تھا اور منتقلی کا عمارتی سامان اینٹیں وغیرہ سر پر اٹھا کر پہنچانے کی خدمت کرتا رہا۔ ہمیشہ حالت صوم میں رہا کئی روز بغیر کھائے بھی بسر کرتے۔ حواس ظاہری میں حضرت قدس سرہٗ کی دربار لگائے ہوئے حالت میں زیارت کی حضرت صاحبؒ سے خلافت پائی۔ مزار مامئی نزد کتاواز غزنی میں ہے۔

۵۔ نور فقیر (ف ۱۹۳۱ء): حضرت صاحبؒ سے صحبت پانے والے درویش ہیں۔ مدفن تہلیاں نزد کلاچی (ڈیرہ اسماعیل خان) میں مزار موجود ہے۔

٦۔ طور ملنگ (ف ۱۹۳۳ء): یہ بھی رغزہ جنوبی وزیرستان میں حضرت صاحبؒ سے کسبِ فیض پانے والے درویش ہوئے ہیں۔ مزار بھی وہاں پر ہے۔

Marfat.com

۷۔عبدو ملنگ (ف ۱۹۳۵ء): مستونگ (بلوچستان) کے ایک براہوی قبیلہ سے تھے۔دربار عالی قدس سرہٗ پر آنا معمول بنا رہا۔حضرت صاحبؒ کی صحبت میں رہتے۔براہوی میں عشقیہ شعر بھی کہے۔

۸۔گونگا فقیر (ف ۱۹۳۵ء): اصل نام معلوم نہ ہوا۔سلطان نور محمد ابن سلطان غلام رسولؒ سے بیعت و خلافت پائی اور پھر بیشتر صحبت حضرت صاحبؒ کے ساتھ رہی۔صاحب حال درویش تھے۔مزار شہر باگڑ نصیر آباد بلوچستان میں ہے۔

۹۔اختر فقیر (ف ۱۹۳۶ء): یہ قبیلہ سلیمان خیل سے ایک مجذوب درویش تھا۔حضرت صاحبؒ سے بیعت ہوا۔کہتے ہیں کہ کسی مزار کو بھی دیکھتے تو بتا سکتے تھے کہ صاحب قبر مرد ہے یا عورت ہے۔

۱۰۔اخوند قاری (ف ۱۹۳۶ء): ایک صاحب حال درویش افغانستان سے تھے۔حضرت صاحبؒ کے مرید ہوئے۔مزار شلگر (علاقہ غزنی) میں موجود ہے۔آپ کا فرزند غلام باھو نامی آجکل بقید حیات ہے۔

۱۱۔فقیر اللہ ورایا (ف ۱۹۳۷ء): مندر مراد واہ علاقہ لہڑی بلوچستان کے ایک بھنگر قبیلہ کا فرد تھا۔اور وہیں پر مزار بھی ہے۔سلطان نور محمد ابن سلطان غلام رسولؒ سے بیعت تھے اور زندگی حضرت صاحبؒ کی تلقین میں بسر کی۔چند سال اپنے مرشد کی خدمت میں بھی دربار شریف میں گزارے۔صاحب کرامت درویش تھا اور بیشتر زندگی گمنامی اور فقیرانہ طرز میں گزاری۔ایک بار اجازت لی کہ واپس اپنے وطن کو جاتا ہوں اور پھر دریائے چناب میں لیٹ گئے اور اسی حالت میں ملتان جا نکلے۔

۱۲۔سید غلام شاہ (ف ۱۹۳۸ء): شلگر غزنی کے باشندہ تھے اور حضرت صاحبؒ سے بیعت ہو کر کسب فیض کیا۔

۱۳۔فقیر محمد حسین جوہانی (ف ۱۹۳۸ء): محمد بخش شاہوانی پیر کے ہمراہ دربار شریف آئے

اورحضرت صاحبؒ سے شرف بیعت حاصل کی۔وہ صاحب وجد و حال فقیر ہو گئے۔ان کا فرزند میر بارا خان معروف سماجی کارکن اور نیک طینت بلوچ رہنما ہوگزرا ہے۔بیشتر وقت خضدار میں گزرا۔آپ کا مزار دشت کنبیلہ میں ہے۔

۱۴۔ملا مزار بدوزئی (ف ۱۹۳۹ء):اسپلنجی بلوچستان میں سکونت پذیر ہونے والا حضرت صاحبؒ سے خصوصی عشق و علاقہ رکھنے والا درویش تھا۔بلوچستان سے متعدد بار دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ پہنچے۔صاحبِ حال ہوئے اور اکثر سرمستی کے عالم میں شعر کہتے۔ بلوچستان میں انگریز ریزیڈنٹ نے جب سبی میں اپنے ٹرانسفر کے موقعہ رخصت ہونے پر ریذیڈینسی سے ریلوے اسٹیشن تک ہر قبیلہ کے سردار کو اپنی بگھی کھینچنے پر آمادہ کر کے سواری کی تو ملاّ مزار نے براہوی زبان میں اس واقعہ کو نظم کیا اور بگھی کھینچنے والے سرداروں کی مذمت کی۔ایک سردار نے بگھی کھینچنے سے احتراز کیا ان کا نظم میں نام لکھا اور ان کو غیرتمندی کی داد دی۔نظم ملاحظہ ہو:

سراوان کے دانا اور ہوشمند بلوچو!
خدا تعالیٰ نے بلوچوں کی سر زمین پر
اس روز قہر ڈھایا جب یہ کفار (انگریزوں) کو پھر یہاں لایا
سراوان کے بلوچ اس کے غلام بن گئے
چند ٹکوں کے عوض انہوں نے اپنا ایمان بیچ ڈالا
ایجنٹ گورنر جنرل جب سبّی آیا
ہر طرف اس نے یہ حکم جاری کیا
''سب سردار جرگے کے تیار ہو کر آئیں
میرے حضور بندگی بجا لائیں''
فرنگی نے کہا''دوستو اور یارو سنو
میں اپنے وطن جانے کو تیار ہوں

میری خواہش ہے کہ تم جلدی سے
میری بگھی ریلوے اسٹیشن تک کھینچ کر لے جاؤ''
خیر بخش مری! تجھ پر ہزار آفرین ہے
تیری آنکھوں میں ہمت و غیرت بھری ہے
تو نے ایجنٹ گورنر جنرل کو برملا جواب دیا
میں نہ بیل ہوں اور نہ گھوڑا گدھا
کہ تیری بگھی کو کھینچوں اور اس میں جتتا پھروں
میں تو میدان کار زار میں تیغ و ددم چلانے والا ہوں
چاہتا ہے تو میدان جنگ میں آکر میری تلوار کا جوہر دیکھ
تاکہ میں تیرے کاسہ سر کو دونیم کر سکوں
براہویوں اور بلوچوں میں غیرت و حیا نہیں رہی
نہ انہیں اپنی عزت کا خیال رہا نہ ڈاڑھی اور ناک کا
انہوں نے اپنے ہونٹ دانتوں تلے بھینچ لئے
امیروں نے بگھی کو گھیرے میں لے لیا
وڈیرے آدم خان اور قد آور جان محمد نے
عجب طرح بگھی سے کاندھا لگا کر زور مارا
کھوسے سردار بڑے شہزور جوان ہیں
پگڑی گردن میں الجھی ہوئی اور جوتیاں پیر سے غائب ہیں
میر چاکر خان اور محراب خان بگٹی
کمر باندھ کر بگھی میں جُت گئے
اسے کھینچنے میں انہوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی

Marfat.com

اس روز سب کی عقل پر پتھر پڑ گئے
سردار خان اور نواب قیصر خان
دونوں عالی نسب اور بلند مرتبہ ہیں
کوئی بھی انکار کی جرات نہ کر سکا
حرام ہے تمہارے پلاؤ پر، کباب پر
ریذیڈنٹ اپنی میم کے ساتھ بگھی میں بیٹھا
اور اس شان سے اسٹیشن پہنچا
امیروں نے اپنی قوم کے منہ پر کالک مل دی
کاش وہ اس روز لڑنے کا تہیہ کرتے
اور اپنی آن پر مٹ کر سرخرو ہوتے

(انگریزوں کے خلاف بلوچوں کی جدوجہد۔شوکت صدیقی)

آجکل ملا مزار کا فرزند ملا محمد حیات بدوزئی جیکب آباد میں طبیب ہیں۔

۱۵۔باغی فقیر (ف ۱۹۴۶ء): ناصر باغ علی اہل سیتان سے تھا۔ایک مرید خاص سیتان کی جنگ میں احمد گوھرام زئی جو سپلنجی بلوچستان سے تھا اپنے ہمراہ ان کو دربار حضرت قدس سرہٗ لایا۔ باغی فقیر پر حضرت صاحبؒ اور محمد امیر سلطان سجادہ نشین نے بڑی شفقت سے التفات فرمایا۔ یہاں اس کے دل کی کایا پلٹ گئی۔باغی حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے عشق میں مستانہ وار زندگی بسر کرنے لگا۔جسم سے لباس اتار دیا اور ۲۵ کلو وزن کے آھنی زنجیر جسم پر لپیٹ لئے گرمی اور سردی میں صرف ایک لنگوٹ میں رہنے لگا اور یہ نعرہ مستانہ لگایا کرتا:

الا ای باغی سیتانی چرا مستی درین فانی
کہ در دنیا نمی مانی الا ای باغی سیتانی

باغی فقیر بعد میں حضرت صاحبؒ کی تلقین سے مستونگ کے علاقہ میں ایک غار کوشلک میں گوشہ

Marfat.com

نشین ہوا اور چالیس روز ریاضت کی یہ تمام ایام اس نے ایک کوزہ پانی کے ساتھ بسر کئے۔صاحب وجدان و باکرامت تھا۔ایک بار اپنے مرشد حضرت صاحبؒ کے ساتھ وزیرستان کے دورہ پر گیا واپس آیا تو بلوچستان میں وفات پائی۔ایک بار باغی فقیر کا شیر کے ساتھ آمنا سامنا ہوگیا تو شیر کو ڈنڈوں سے مار مار کر ہلاک کر دیا۔جب کبھی دربار شریف کا ارادہ کرتا تو حق باھو کا نعرہ لگا کر چلتی ہوئی ٹرین کو کشف سے روک لیتا اور سوار ہو جاتا یہ اس کا معمول تھا۔وفات علاقہ دشت اسٹیشن سپیز نڈ ہوئی۔

١٦۔شاھوانی پیر (ف ١٩٤٥ء): نام محمد بخش تھا بلوچستان کے قبیلہ شاہوانی میں غُل خاندان سے تھا مستونگ کے نواح میں علاقہ کھڈ کوچہ میں متولد ہوا، اور دربار حضرت قدس سرہٗ پر وفات پائی۔ بیعت حضرت صاحبؒ سے ہوئی۔صاحب حال درویش تھا۔خانقاہ سلطان نور محمد و سلطان محمد نوازؒ کے عقبی قبرستان میں مزار ہے۔حاجی سائیں داد غُل شاہوانی بھی آپ کے قبیلہ سے صاحب اعتقاد درویش گزرا ہے جسکی بود و باش کوئٹہ کے مری آباد میں رہی اس نے بھی حضرت صاحبؒ کے گھرانہ سے پُرخلوص عقیدت و محبت رکھی۔مزار کوئٹہ کے شرقی بائی پاس والے گورستان میں ہے۔

١٧۔فقیر سلطان (ف ١٩٤٥ء): فقیر آف لانڈھی، نوتال بلوچستان فقیر محمود کے فرزند رشید تھے آپ سے بیعت و خلافت حاصل کی۔فقیر صاحب نے سلسلہ قادریہ کو فروغ دیا اور اپنی قیام گاہ پر درس گاہ قائم کی جو اب تک جاری ہے۔ان کا نسب معزز مرغزانی قبیلہ سے ہے۔

١٨۔برخوردار شاہ (ف ١٩٤٦ء): کابل افغانستان کے درویش تھے۔حضرت صاحبؒ سے فیض یاب ہونے کے بعد عالم جذب و سرمستی میں رہنے لگے۔ان کا عجیب حال تھا جب ان سے بات چیت کریں تو نہایت عالمانہ اور مہذبانہ انداز میں گفتگو کرتے اور جب آپ بات ختم کر دیتے تو وہ دائیں بائیں کو اپنا سر گھماتے اور ''برخوردار شاہ''، ''برخوردار شاہ'' کہتے رہتے تھے۔ان کا اصل نام سیّد عبدالحمد خلف سیّد نجیب تھا۔کابل میں علاؤالدین کے محلّہ میں سکونت پذیر تھے۔میری بھی ان سے ملاقات ہوئی جب وہ ١٣٦٢ھ اور پھر ١٣٦٤ھ میں دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ آئے

Marfat.com

اور برادرم محترم حضرت غلام دستگیر صاحبؒ کے ساتھ ہی کئی روز قیام پذیر رہتے تھے۔ مجھے ان کی کیفیت حال بخوبی یاد ہے میں ان دنوں اگرچہ صرف چھ سے آٹھ سال تک کا تھا مگر ان کا عالم سرمستی میں سر گھماتے رہنا اور ''برخوردار شاہ'' کہتے رہنا نہیں بھولتا۔ انہوں نے ایک بار برادرم محترم حضرت غلام دستگیر القادریؒ کو حکیم سنائی کی تصنیف طریق التحقیق اور دوسری بار علامہ اقبال کی فارسی تصنیف مسافر تحفتاً دی۔ ان دونوں کتابوں پر برادرم حضرت سلطان غلام دستگیرؒ کے دستخط اور برخوردار شاہ کا تعارف بھی تحریراً موجود ہے۔ یہ دونوں کتابیں دِیار شریف کی میری شخصی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ سیّد عبدالحمد چونکہ ہر وقت برخوردار شاہ کہتے رہتے تھے اس لئے اسی نام سے ہمارے ہاں مشہور ہوئے۔ وہ حضرت صاحبؒ کا ذکرِ خیر جب کرتے تو عالم وجد میں آجایا کرتے اور مسلسل گریہ کی حالت میں آجاتے۔ سبحان اللہ، سفید ریش، سُرخ و سفید چہرہ، سر پر لُنگی کا عمامہ، صاف و شفاف لباس، خراسانی واسکٹ زیبِ تن اور نورانی پیکر تھے۔

١٩۔ مائی فتح فقیرنی (ف ١٧ نومبر ١٩٤٨ء): علاقہ دامان ڈیرہ اسماعیل خان کی عبادتگزار صالحہ تھیں آپ کے وصال کے بعد گرہ جمعہ شریف میں سلطان غلام باھوؒ کے لنگر میں خدمت کرتی رہیں۔

٢٠۔ شہ تماز میانی ملنگ (ف ١٨ نومبر ١٩٤٨ء): آپ کے با اخلاص مریدین میں تھے۔ زندگی فقیرانہ گزاری اور سالہا سال دربار شریف قدس سرہٗ خدمت میں گزاری۔

٢٠ الف۔ حاجی عبدالمجید خان میانی (ف ٢٦ جنوری ١٩٧٨ء): گومل میں حضرت صاحبؒ کے تمام معاملات کے مشیر اور خلیفہ رہے۔ باعمل راسخ الیقین مُرید تھے۔

٢١۔ محمد صدیق مرغزانی (ف ١٩٤٩ء): بی بلوچستان سے معتمد خلیفہ و مرید باصفا تھے ان کے بھائی موسیٰ خان بھی آپ سے بیعت تھے۔ حضرت صاحبؒ کے وصال کے بعد ان کے فرزندان سے مسلسل تعلق رہا۔

٢٢۔ حاجی بھائی خان لاشاری (ف ١٩٥٠ء): یہ گنداخہ جعفر آباد کے نواح میں آپ کے صاحبِ دل خلیفہ اور مرید گزرے ہیں۔ اصل نام عبدالغفور تھا مگر بھائی خان سے مشہور ہوئے۔ ان کے نامور فرزند قاضی عبدالرزاق نے اوستہ محمد میں شعبہ تعلیم میں خدمات سرانجام دیں۔

۲۳۔مولوی عبدالکریم کاپاری (ف ۱۹۵۱ء): میر بیگ کے فرزند اور جنگ براہوی قبیلہ سے تھے۔ولادت ملنخ (منگچر) میں ہوئی اور تدفین کوئٹہ ھُدہ میں ہے۔مولوی قادر بخش گولہ بھی آپ کے ہمعصر تھے ان کے علاقہ کا نام کاپاری تھا۔جو ایک درخت کے نام پر مشہور ہوا۔یہ علاقہ صحبت پور جھٹ پٹ میں ہے۔مولوی کاپاری نے حضرت صاحبؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔بڑے باذوق اور فارسی، سندھی، سرائیکی کے اساتذہ کا کلام ازبر تھا۔زندگی کا بیشتر حصہ حضرت صاحبؒ کے فرزند سلطان غلام دستگیر القادریؒ کی معیت میں گزارا۔راقم الحروف کو اپنے بچپن میں مولوی صاحب کی بہت اچھی یادیں ذہن میں موجود ہیں۔وہ بڑے ترنم سے مولوی قادر بخش گولہ کا کلام سناتے تھے:

جلن تھا جوش میں جیرا اُہے اسرار کاپاری
لکیس جند جان کھے جادو ڈسے اسرار کاپاری
جیکو چھیڑے فقیرن ساں نہ ہے میڑے محمدؐ جے
جلا لیس جان جیلانی کپیس کاپار کاپاری

۲۴۔خلیفہ صالح محمد (ف ۱۹۵۵ء): براہوئی شورانزئی قبیلہ کا بلوچستانی صاحبِ اخلاص وپُر درد فقیر تھا۔حضرت صاحبؒ سے بیعت وخلافت پائی۔عالم سرمستی میں ذکر وفکر جاری رکھتا۔ایک متوکل اور بردبار درویش تھا۔حضرت صاحبؒ کی خانقاہ کے عقبی گورستان میں تدفین ہوئی۔

۲۵۔خلیفہ یوسف بدوزئی (ف ۱۹۶۰ء): تولد اسپلنجی بلوچستان میں ہوا اور تدفین بھی وہیں ہے۔سلطان نور محمد ابن سلطان غلام رسولؒ (۱۸۶۳ء۔۱۹۲۴ء) سے بیعت ہوئے مگر بیشتر زندگی حضرت صاحبؒ کے ساتھ گزاری اور ان کے فرزند کی بھی خدمت کی۔دربار عالی حضرت قدس سرہٗ پر بارہا زیارت کے لئے آئے۔حضرت قدس سرہٗ کی منقبت اُس نے براہوی میں لکھی ہے۔ان کے بارے میں مزید احوال کرامات کی فصل میں اور پھر (تعلیقات میں) صاحبزادہ سلطان محی الدین (رجال الغیب) کے ضمن میں آئے گا۔

Marfat.com

۲۶۔ فقیر نبی بخش سیال (ف ۱۹۶۰ء): جعفر آباد بلوچستان کے باشندہ تھے۔ ساری زندگی حضرت صاحبؒ کے قرب میں دربار شریف قدس سرہ' پر بستی سمندری میں بسر کی۔ ایک بیٹا ہادی بخش نوعمری میں فوت ہوا۔ حضرت صاحبؒ انہیں نبی شاہ کہ کر پکارتے تھے اور اسی نام سے معروف ہوئے۔ مزار قبرستان اسلام آباد، جعفر آباد بلوچستان میں ہے جہاں تدفین کے لئے ایک ماہ قبل مرشد نے بشارت دے دی تھی۔

۲۶ الف۔ حاجی داد محمد گہرام زئی (ف ۱۹۵۰ء): شہر چانڈیہ کے سکونت پذیر تھے آپ کے مُرید ہوئے اور عشق میں سرشار ہو کر پہلا حج اپنے مُرشد کے لئے ہی کیا۔ کئی بار پیدل دربار شریف آئے۔

۲۷۔ مومن ڈاڈا (ف ۱۹۶۰ء): حضرت صاحبؒ سے فیض یافتہ اور زیادہ زندگی حضرت غلام دستگیر القادریؒ (ابن حضرت صاحبؒ) کی صحبت وتلقین میں گزاری۔ عبادت گزار اور پارسا درویش تھا۔ اسی سال عمر پائی۔ مدفن ٹانک میں ہے۔

۲۸۔ فقیر براھیم شادیانی (ف ۱۹۷۴ء): شاھوانی پیر سے بیعت ہو کر حضرت صاحبؒ کی صحبت میں آئے۔ روز وشب مستغرق ذکر رہتا۔ دربار شریف قدس سرہ' آمد ورفت ہمیشہ رہتی زڑخو (کوہ مردار کوئٹہ کے عقب میں علاقہ ساتکزئی) میں مزار ہے۔

۲۹۔ فقیر عمر بخش رئیسانی (ف ۱۹۸۸ء): تمام زندگی دربار شریف قدس سرہ' پر بستی سمندری نزد پرانا دربار شریف حضرت صاحبؒ کے قرب میں گزاری۔ علاقہ مٹھڑی بلوچستان کے باشندہ تھے۔ حضرت صاحبؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزندان کی اراضی موضع ترکھانہ شورکوٹ میں کاشتکاری کے کام پر معمور رہے۔ راقم الحروف کی بچپن میں خدمت وپرورش میں ان کا حصہ رہا۔ شادی کی مگر لاولد رہے۔

۳۰۔ مولوی مھر اللہ خروٹی (ف ۱۹۶۳ء): ایک عالم دین اور باعمل تھے جو کم عمری میں بمعہ اپنی والدہ کے قرہ باغ غزنی سے آکر حضرت صاحبؒ کی صحبت میں رہے اور ان سے بیعت ہوئے۔ مولوی صاحب ایک راسخ الاعتقاد پیرو تھے ان کا مزار خانقاہ سلطان نور محمد وسلطان محمد نوازؒ کے عقبی قبرستان میں ہے۔ خورشید خان اور نذیر احمد ان کے فرزند ہیں اول الذکر بقید حیات ہے۔ ایک عرصہ انہوں نے دربار عالی میں رہ کر تجارت پیشہ اختیار کیا۔ طب میں بھی رغبت تھی۔ عرصہ دو سال

Marfat.com

وہ وڈیرہ عبدالمجید خان کھوسہ کے ساتھ (جو حضرت صاحبؒ کے مرید خاص تھے) ان کی اراضیات جیکب آباد میں منشی رہے۔ ۱۹۶۰ء میں گڑھ مہاراجہ میں حکیم غلام رسول کے ساتھ طب میں کام کرتے رہے۔ وفات ۶۰ سال کی عمر میں ہوئی۔ مولوی صاحب راسخ العقیدہ اور با اخلاق تھے جامی حافظ و اقبال کے شعر یاد تھے۔

۳۱۔ ملنگ ھفتہ خان (ف ۱۹۶۳ء): جنوبی وزیرستان کے محسود قبیلہ میں کریم داد خیل تھے۔ ایک درویش و تارک الدنیا حالت میں پوری زندگی بسر کی۔ نوے سالہ زندگی پائی اور مجرد رہے۔ موضع سلطان باھوؒ میں کبھی جوتا نہ پہنا اور ننگے پاؤں سے رہتے تھے، کبھی چار پائی پر نہ سوئے اور فرش پر سر لگا لیتے۔ اوائل زندگی میں پیر سید علی حیدر آغا گیلانیؒ سے بیعت ہوئی۔ سیر و سلوک میں گردش کرتے ہوئے دربار عالی حضرت قدس سرہٗ آئے تو یہاں حضرت صاحبؒ کی صحبت میں اطمینان قلب پالیا اور پھر حضرت صاحبؒ کے فرزند سلطان غلام دستگیر القادریؒ کی خدمت میں رہ کر دو بار حج و زیارت کا شرف بھی پایا۔ ایک بار ان کی معیّت میں بغداد شریف جا کر سیّد عبدالقادر جیلانیؓ کے روضہ مبارک پر حاضری دی۔ وہ نہ کسی شخص سے تعلق رکھتے اور نہ اسے کسی چیز کی کبھی خواہش ہوئی۔ مزار حضرت صاحبؒ کی خانقاہ کے عقبی قبرستان میں ہے۔

۳۲۔ اکرم ملنگ (ف ۱۹۵۸ء): ژاور بدر جنوبی وزیرستان کے عبدالرحمٰن خیل قبیلہ کے بہادر محسود تھے جو راسخ الاعتقاد اور مخلص مرید ہوئے ہیں۔ زندگی جذب و مستی میں گزاری اور ملنگ مشہور ہوئے۔ دربار حضرت قدس سرہٗ پر عاشورہ محرم میں ضرور آتے اور لنگر کی خدمات میں نظم و نسق کے لئے ننگی تلوار لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ نیکم خان ان کا معروف بھتیجا (ولد شوجک خان) ہے جو قبائل میں اثر و رسوخ کا مالک ہے۔ شوجک بھی ان کا بھائی حضرت صاحبؒ کا مرید باصفا تھا جو پہلے فوت ہوئے۔

۳۳۔ برخوردار بنگلزئی (ف ۱۹۶۰ء): علاقہ دشت کمبیلہ ضلع مستونگ کے باشندہ تھے حضرت صاحبؒ کے فیض یافتہ و تربیت یافتہ مرید تھے۔ انہیں اپنے شیخ سے ایسی ارادت تھی کہ

Marfat.com

خواب ومراقبہ میں ان سے ملاقات ہو جایا کرتی۔ کئی بار ایسے بھی ہوا حضرت صاحبؒ خواب میں ملتے اور بتاتے کہ فلاں روز فلاں ریل گاڑی سے وہ تشریف لا رہے ہیں تو برخوردار مقررہ دن اور وقت پر ریلوے اسٹیشن سپیزنڈ موجود ہو جاتا اور حضرت صاحبؒ کا استقبال کرتا۔ ان کا فرزند واحد بخش بنگلزئی المعروف چوھدری بھی حضرت صاحبؒ سے بیعت ہوا اور محبت وعشق میں سرشاری کی زندگی گزاری۔ وہ اپنے علاقہ کے معتبرین میں شمار ہوتا تھا اور قبائلی جرگہ کا اہم رکن رہا۔ چوھدری کی وفات ۱۹۹۰ کو ہوئی اور دونوں باپ بیٹا کے مزارات کمبیلہ کے قبرستان میں ہیں۔ ان کے بڑے فرزند امان اللہ صابر ہیں۔

۳۴۔ خلیفہ قادر بخش بدوزئی (ف نومبر ۱۹۹۶ء): حضرت صاحبؒ کے بیعت وفیض یافتہ قبیلہ بنگلزئی کی نامور شخصیت تھے۔ دشت سکوزئی کے باشندہ تھے اور تمام زندگی ریلوے اسٹیشن سپیزنڈ پر ایک دکان میں تجارتی کاروبار کرتے رہے۔ وہ شب وروز اپنے مرشد کے عشق میں مستغرق رہتے تھے اور ہر گفتار میں حق باھو کا نعرہ وردِ زبان رہتا تھا۔ مولا بخش ومحمد انور فرزندان موجود ہیں۔ ان کے بھائی محمد رحیم، سانول خان وعلم خان بھی حضرت صاحبؒ کے مخلصین میں سے ہیں۔

۳۵۔ مولانا عبدالحق کُلاچی (ف مئی ۱۹۹۶ء): جامع مسجد اوستہ محمد کے خطیب تھے اور حضرت صاحبؒ سے بیعت تھے عمر قریباً ۷۶ سال کی پائی، مولانا ایک اچھی شخصیت وضعدار انسان اور نیک کردار کے عالم باعمل تھے۔ ان کے بھائی درویش منش پرہیز گار، صالح اور متقی عطا محمد کلاچی (ف ۱۸ مئی ۱۹۹۵ء) کا کوئٹہ سرآب روڈ نزد نورانی مسجد انتقال ہوا۔ ان کی ارادتمندی بھی حضرت صاحبؒ سے تھی اور ۷۶ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ پرہیزگاری کا یہ عالم رہا ہے کہ اپنے ہاتھ سے کمائی کر کے کھاتے اور کھلاتے تھے۔ سرآب روڈ کوئٹہ پر نورانی مسجد کے قریب ہمیشہ ایک رھڑا پر چاول، دال پکا کر فروخت کیا کرتے تھے۔ اتقاء کا یہ عالم کہ دو فرزند سرکاری ملازم ہیں ایک آفس اسٹنٹ اور دوسرا انجنیر نگ میں سپروائزر، ان سے کبھی کچھ بھی لے کر نہ کھاتے محض اس بنا پر کہ شاید وہ ملازمت میں کوئی کوتاہی کرتے ہوں۔ آخری سال میں ایک بیٹا ٹیلر ماسٹر ہو گیا تو اس

Marfat.com

سے لے کر کھا لیتے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ کی مزدوری کرتا ہے۔ان کے بیٹے عبدالغفور نے بتایا کہ شب وصال وہ بالکل بیمار نہ تھے معمول کے مطابق ۱۲ بجے شب کے بعد بیدار ہوئے، زوردار آواز سے کلمہ طیب پڑھا، آہیں بھریں اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔سبحان اللہ۔

۳۶۔خلیفہ صیدم محسود (ف ۲۰۰۰ء): سینی تنوہ بدر جنوبی وزیرستان کے عبدالرحمٰن خیل قبیلہ کے معزز فرزند جو حضرت صاحبؒ کے مقرب و معتمد مرید و خلیفہ تھے حضرت صاحبؒ کے وصال کے بعد ان کے فرزند حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ کے ساتھ جہاد کشمیر (۱۹۴۷ء۔۱۹۴۹ء) میں بھی خدمات سرانجام دیں۔رحمٰن بابا کا پشتو کلام بڑے شوق سے پڑھتے تھے۔قریباً ۸۵ سال عمر پائی۔حق نواز اور شاہنواز فرزندان ہیں۔ان کے بھائی میرا بی بھی حضرت صاحبؒ کے مخلص و باعمل پیروکار تھے۔وہ بھی جہاد کشمیر میں شامل رہے وفات ۱۹۹۴ء میں ہوئی اور تدفین سینی تنوہ بدر جنوبی وزیرستان میں ہے۔

۳۷۔ملک سیلانئی (ف ۱۹۹۴ء): حضرت صاحبؒ کے فیض یافتہ مرید باصفا شمن خیل محسود قبیلہ سے تھے اور سپنکئی جنوبی وزیرستان کے باشندہ تھے۔آپ کے والد ملک نمار خان مشہور شخصیت تھے۔ولادت ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ان کے بھائی شہزاد خان اور چچا نعیم خان بھی حضرت صاحب سے بیعت ہوئے۔محسود قبائل میں ایک معتبر اور بر بر شخصیت تھے۔حضرت صاحبؒ سے بیعت کے بعد ان سے مسلسل ربط رکھا اور وزیرستان کے قبائل میں دورہ کے وقت ساتھ رہتے۔حضرت صاحبؒ کے وصال کے بعد انہوں نے حضرت صاحبؒ کے فرزندان سے اور بالخصوص حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ کا پورا اتباع کیا۔جنگ کشمیر میں پیر آف وانا لشکر میں شامل ہو کر خدمات سرانجام دیں۔

۳۸۔خلیفہ حاجی خان مومن نکز خیل (ف ۱۹۹۷ء): محسود قبیلہ کے ایک نہایت شائستہ، متحرک اور صوم و صلوۃ کے پابند شخصیت تھے۔حضرت صاحبؒ سے بے پناہ عقیدت و دلبستگی رہی اور ان سے بیعت ہوئے۔اور ان کے فرزند حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ کے ساتھ جہاد کشمیر میں بھی

Marfat.com

خدمات سرانجام دیں۔علماء ومشائخ کا ان کے ساتھ ہمیشہ رابطہ ہوتا تھا۔راقم الحروف نے ۱۹۵۶ء تا ۱۹۵۸ء میں گرما کی تعطیلات دوران تعلیم ان کے ہاں وادی بدر جنوبی وزیرستان کی سرسبز و جنت نظیر وادی میں گزاریں۔فرزندان موجود ہیں۔

۳۹۔عبدالفتاح گلاچی (ف ۲۰۰۶ء): شہر اوستہ محمد بلوچستان کے ایک عالم دین اور باصفا درویش ہوئے ہیں۔جوانسالگی میں حضرت صاحبؒ سے بیعت وتلقین حاصل کی۔اوستہ محمد میں ریلوے اسٹیشن کو شمال سے جنوب کی طرف جانے والے روڈ پران کی مسجد اور قیام گاہ ہے۔حضرت صاحبؒ کا ایک عصاء بھی ان کے پاس بطور تبرک نشانی مرشد موجود رہا ہے۔

۴۰۔حاجی محمد سچل سومرو (ف ۲۵ جنوری ۲۰۰۸ء): شہر شکارپور سندھ کے محلہ حق باھو میں یہ محبت و سوز سے معمور شخصیت ایک سو سال سے متجاوز عمر تک موجود رہے۔یہ سومروں کی بڑھئی خاندان سے تھے۔آخر وقت بھی خوب متحرک اور بہتر صحت میں رہے۔البتہ قوت سماعت کھو بیٹھے تھے۔ حضرت صاحبؒ سے بیعت ہوکر ایک پُرخلوص مریدین کے زمرہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔غلام مرتضیٰ نیک وفرمانبردار فرزند موجود ہے۔

برادران: حضرت سلطان محمد نوازؒ کے برادران حقیقی معاشرہ میں خاص مقام کے حامل رہے ہیں ان پر ایک جامع تعارف احوال کے ارتباط کے لئے بھی قدرتی طور پر لازم ہے۔

۱۔صاحبزادہ محمد سلطان: سلطان نور محمدؒ کی اولاد سے آپ کے بعد دوسرے فرزند ہوئے جو آپ کی اپنی والدہ سے تھے۔اپنے والد محترم کی زندگی میں ہی ان کی بود وباش روڈا شریف علاقہ دامان ڈیرہ اسماعیل خان میں ہونے لگی۔مجذوب الحال اور مستانہ مزاج واطوار کے مالک رہے۔گھوڑوں کی سواری اور شکاری کتے رکھنے کا شوق رہا۔ظاہراً خلاف شرع مگر باطن میں ایک مرد عارف تھے۔گویا سلوک میں ملامتی طریق کے رہروان۔بیباک، جری اور قوی الجثہ تھے۔اپنی وفات سے دو روز پہلے پہاڑ پور (جو روڈہ شریف سے ستر کلومیٹر شمال میں آبادی ہے) میں تھے کہ انہیں ہاتف غیب سے اطلاع ہوئی اور اپنے خلفاء ومریدین کو بتایا کہ وہ توکل فوت ہو جائیں گے اس لئے گھر

Marfat.com

پہنچنا ہے گھوڑے تیار کر لئے گئے اور سرپٹ دوڑاتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے وہاں صابن کفن عطر وغیرہ لوازمات جومیّت کے لئے ہوتے ہیں خرید کئے اور صبح ۹ بجے روڈہ شریف پہنچ گئے اور اسی روز ۱۰ بجے دن کو سال ۱۹۵۴ء کو رحلت فرما گئے۔ان کے دو فرزندان سلطان غلام نبی اور محمد اقبال فوت ہو چکے ہیں البتہ پوتے گرہ جمعہ شریف (دامان) اور شالا کڑی (دامان) میں موجود ہیں۔

۲۔صاحبزادہ سلطان محمد حیات: آپ کے دوسرے بھائی تھے اور آپ کی اپنی والدہ کے بطن سے تھے چلّوں اور وظائف میں زیادہ مشغول ہو کر جنّات کے ٹولے تسخیر کئے مگر خود بعد میں مرض سودا میں مبتلا ہو کر اپنے برادر بزرگ حضرت صاحبؒ کے لئے تشویش کا باعث رہے۔علاقہ دامان ڈیرہ اسماعیل خان میں اور بلوچستان کے سبّی ناڑی کے علاقوں میں مریدین کی کثرت ہوئی۔ رئیسانی قبیلہ کے افراد اور مرغزانی بالخصوص آپ سے فیضیاب ہوئے۔قریباً سال ۱۹۳۶ء میں انتقال ہوا اور اپنے والد سلطان نور محمدؒ کی خانقاہ میں دفن ہوئے۔سلطان محمد مشتاق آپ کے فرزند تھے جو ایک معروف پیرِ طریقت ہوئے ہیں اور ۱۹۶۷ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔ان کی تدفین بھکر میں سلطان سردار بخش شہیدؒ * ۸ کی خانقاہ کے بالمقابل ایک محل میں ہے۔نرینہ اولاد نہیں ہے۔ سلطان محمد عزیزؒ کو حضرت صاحبؒ تصوف کا ایک مسلہ سمجھاتے ہوئے ''عندلیب لاھوت'' میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں تو اس بیان کے اندر انہیں اچانک اپنے برادر عزیز سلطان محمد حیاتؒ کی یاد آ جاتی ہے تو فرماتے ہیں: (از مجموعہ کلام ص ۱۰۵)

یا فتی نز گریہ ہا محمد حیات فہم کن شدای نوازا ذات ذات
ای نوازا زندہ ست محمد حیات کی بہ موتوا قبل موتوا را ممات (۱)

تو نے رونے دھونے میں محمد حیات کو نہ پایا، وہ تو سمجھ لو کہ اس ذات پاک میں پہنچ گیا ہے اے نواز محمد حیات تو زندہ ہے، مرنے سے پہلے مرنے والے کو (بھلا) موت کہاں

---

(۱) مراد موتوا قبل انتموتوا ہے

Marfat.com

بلوچستان کے محقق ڈاکٹر انعام الحق کوثر لکھتے ہیں: اسی خانوادہ (حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ) کے سلطان محمد مشتاقؒ (ف ۱۳۸۷ھ) پسر حضرت سلطان محمد حیاتؒ نے بلوچستان میں گرانقدر خدمات سرانجام دے کر اخوت ومحبت کے درس کو رونق بخشی۔ (بلوچستان میں تحریک تصوف ص ۸۲)

۳۔صاحبزادہ فیض سلطانؒ: آپ کے تیسرے بھائی تھے ان کی ولادت دربار حضرت سلطان باھوؒ چاہ سمندری میں ۱۹۰۶ء کو ہوئی۔ اپنے فرزند سلطان ولی محمد کی وفات کے بعد ۱۹۴۵ء سے اوستہ محمد بلوچستان میں رہنے لگے۔ سلسلہ طریقت جیکب آباد (سندھ) اور نصیر آباد (بلوچستان) میں پھیلا۔ باغبانی کا شوق رکھتے تھے۔ جذب ومستی کے عالم میں رہتے تھے۔ کوئٹہ میں اپنی رہائش گاہ میں ۱۹۷۳ء کو مالک حقیقی کو جان سپرد کی اور تدفین اوستہ محمد میں اپنے فرزند عزیز کے ساتھ ہوئی۔ آپ کے فرزند سلطان غلام میراں بقید حیات ہیں اور پوتے بھی موجود ہیں۔

۴۔صاحبزادہ سلطان غلام سرورؒ: آپ کے چوتھے بھائی ۱۹۰۸ء کو متولد ہوئے۔ بڑے متوکل، قانع اور کم گو تھے۔ راولپنڈی اور کامل پور میں سلسلہ طریقت کو وسعت دی۔ موہڑہ تھتھال پوٹھوار میں آستانہ سلطان غلام نبیؒ کے قریب اپنی قیام گاہ بنائی۔ آپ کا انتقال وہاں پر ہی ۱۹۸۷ء کو ہوا اور آپ کا جسد مبارک وہاں سپرد خاک ہوا جہاں خوبصورت عمارت اور مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔ آپکے فرزندان اور پوتے موجود ہیں۔

۵۔صاحبزادہ سلطان محی الدین: آپ کی ولادت حضرت سلطان محمد نواز کے بعد ہوئی اور باقی سب بھائیوں سے بڑے تھے۔ ان کے احوال پر نظر ڈالنے سے قیاس ہوتا ہے کہ ولادت ۱۸۸۰ء کے لگ بھگ ہوئی اور وفات ۱۹۳۱ء کو ہوئی ہوگی کیونکہ تمام بھائی اور بھتیجے ان کے حالات بتانے سے قاصر رہے۔ دراصل یہ صاحبزادہ ایک رجال الغیب تھے اور پوری زندگی سیر وسیّر روحانی میں غائب رہے۔ ان کے احوال پر ایک تفصیلی تذکرہ خلیفہ محمد یوسف بدوزئی نے سلطان غلام دستگیر القادریؒ کو سنایا جنہوں نے قلمبند کرلیا تھا۔ جو تعلیقات میں ملاحظہ ہو۔

شخصیت وکلام کا تجزیہ: آپ کی شخصیت وکلام پر چند معتبر سکالرز اور علماء کا تجزیہ وتبصرہ نہایت

Marfat.com

احسن طریق سے بیان ہوا ہے۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب کتاب تذکرہ صوفیائے بلوچستان میں رقمطراز ہوتے ہیں کہ ''قلات کے براہوی، شاہوانی اور دوسرے قبیلوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مستونگ، دشت، کھڈ کوچہ، سرآب، کولپور، نرمک، جوہان، سبی اور ناڑی کے بیشتر قبائل نے آپ ہی سے درس طریقت لیا۔'' مزید لکھا کہ ''آپ کا مجموعہ کلام ۱۹۶۲ء میں جناب غلام دستگیر القادریؒ دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے لاھور سے چھپوایا جس کے ۱۶۰ صفحے ہیں اور جو تین رسالوں اور چند ادھوری سی حرفیوں پر مشتمل ہے۔ پہلے دو منظوم رسالے اور تیسرے کی چار غزلیں فارسی میں ہیں ایک خط (مکتوب) بھی فارسی میں ہے۔ باقی اشعار پنجابی (سرائیکی) میں ہیں۔ سرورق کے دوسرے صفحہ اور آخری طرف کے ورق کے دونوں طرف ترکیب ختم شریف، ترکیب ختم غوثیہ اور ایصال ثواب کا طریقہ درج کیا گیا ہے۔ تصوف کے مطالب کو آسان اور دلنشین انداز میں پیش کیا ہے۔ وضاحت حکایات کے ذریعے سے کی گئی ہے۔'' (تذکرہ صوفیائے بلوچستان ص ۱۱۶)

ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب بلوچستان میں تحریک تصوف کے اندر خانوادہ حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ (۱۰۳۹ھ۔۱۱۰۲ھ) کے خانوادہ سے حضرت سلطان محمد نوازؒ (ف ۱۳۵۷ھ) اور حضرت فیض سلطانؒ (ف ۱۳۹۳ھ) نے بلوچستان کے مقام اوستہ محمد اور کیچی بیگ (کوئٹہ) میں رشد و تلقین کے آستانے قائم کیے۔ سلطان نور حُسین (ف ۱۳۹۹ھ) اور سلطان غلام دستگیر القادریؒ (ف ۱۴۰۷ھ) پسران سلطان محمد نوازؒ نے طریقت واخوت کے انمٹ نقوش بلوچستان میں قائم کر کے اپنے سلسلہ کو بڑی وسعت بخشی ہے۔'' (بلوچستان میں تحریک تصوف ص ۸۲)

محقق بلوچستان مزید لکھتے ہیں:

''حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ (ف ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۰ء) کے خانوادہ سے سلطان صالح محمد (ف ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء) سلطان نور احمد (ف ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) سلطان نور محمد (ف ۱۳۴۳ھ /

Marfat.com

۱۹۲۴ء)اور سلطان محمد نواز عارف (ف ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) نے تصوف اسلام کی تبلیغ میں سیرت محمدی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بلوچستان میں سبی، ناڑی، کچھی اور قلات کے علاقوں میں اسلام کی تبلیغ کر کے کفار کے منصوبوں کو ملیا میٹ کر دیا۔'' (سیرت پاک کی خوشبو ص ۱۵۳)

ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے اپنی کتاب پاکستان میں فارسی ادب کی جلد پنجم میں حضرت صاحبؒ کے احوال و آثار پر ایک تنقیدی و تحقیقی نظر ڈالی ہے جس سے ہمارے ممدوح کی فکر و نظر میں جو وحدانیت وصفائے قلب و روح کا عرفان موجزن ہے اس سے آگہی حاصل ہوتی ہے۔ وہ رقمطراز ہیں:

''سلطان محمد نواز ابن حضرت سلطان نور محمد آٹھویں پشت میں حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ سے نسبت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد محترم سے روحانی تربیت پائی، بعد میں وہ خود بھی مرشد طریقت اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے معروف ہوئے۔ صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں ان کے بے شمار مرید تھے۔ وہ ۱۹۳۸ء میں فوت ہوئے اور مقام سمندری نزد پرانا دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ (ضلع جھنگ) میں اپنے اور اپنے والد مکرم کے نام سے موسوم خانقاہ میں مدفون ہیں۔

ان کی طبیعت جذبہ توحید و عشق سے سرشار تھی، اس لئے کبھی کبھی فارسی یا سرائیکی میں اشعار کہتے تھے۔ ان کا ایک مجموعہ کلام شائع ہوا تھا۔ عنوان میں انہیں شمس الفقراء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین، واقف گنجینہ راز حضرت سلطان محمد نواز کے القاب سے متعارف کرایا گیا تھا۔

مجموعہ کلام ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے:

رسالہ دُر المعارف، ص ۲۔۶۴ — رسالہ عندلیب لاھوت، ص ۶۶۔۱۱۶

دیوان محمد نواز، ص ۱۱۸۔۱۴۶ — مکتوب حضرت محمد نواز، ص ۱۴۷۔۱۵۱

چندسی حرفیاں، ص ۱۵۳۔۱۶۰

دُر المعارف اور عندلیب لاھوت دونوں مثنویاں ہیں۔ قبل الذکر مثنوی میں حمد و ثناء، خلفائے کرام، ضرورت رہبر، ظہور ذات، بیوفائی دنیا، مرشد کامل، تصور شیخ، مقام رمز وغیرہ عنوانات کے تحت فکر و نظر کا اظہار کیا ہے۔ عرفا اور پیران طریقت میں سے سلطان نور محمد، فقیر حضرت جی، فقیر محمد مشتاق

وغیرہ کی منقبت میں منظومات موجود ہیں۔

عندلیب لاھوت مسلسل نظم ہے۔ دُرالمعارف کی طرح جابجا عنوانات نہیں دیئے گئے۔ تمہید کے بعد دس حکایات درج ہیں۔ گویا مثنوی معنوی کا تتبع کیا ہے۔

دیوان میں کل ۲۱ غزلیں ہیں جن میں سے صرف چار فارسی میں ہیں باقی پنجابی (سرائیکی) میں ہیں۔ سلطان محمد نوازؒ سلوک وطریقت کے مراحل سے گزرے ہیں۔ سوز درون حاصل ہوا۔ دل میں جذب وجوش موجود ہے۔ اللہ سے لگاؤ ہے۔ مرشد سے گہری عقیدت ہے۔ وحدت الوجود کو پہچانتے ہیں، وحدت سے سرشار ہوکر شعر کہتے ہیں۔ مثال کے طرپر ان کے چند شعر یہ ہیں۔

بر ھر کسی افتد کہ اندک سایہ او　　از عرش بالا می رود پایہ او
نام ذرہ گم شود دریا شود　　نام ذرہ گفتنت بی جا شود
قلب عارف پر ز نور حق بود　　زانکہ عارف نور حق مطلق بود
یار من ہر گز نمی دارد حجاب　　می نماید روی خود چون آفتاب

ایک غزل میں وحدت الوجود کا رنگ جمانے کے لئے ولولے کے ساتھ اپنی کیفیت بیان کی ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل اشعار قابل ملاحظہ ہیں: (از پاکستان میں فارسی ادب، ۵:۱۴۶۔۱۴۸)

شاہ زمین ملک منم خود عین ذات حق منم　　در توحید غرق منم نہ من منم نہ من منم
کافر گبر فرنگ منم گاہ صلح گاہ جنگ منم　　شارب شراب بھنگ منم نہ من منم نہ من منم
در ہر ذرہ موجود آن گاہ ساجد گاہ مسجود آن　　گاہ عابد گاہ معبود منم نہ من منم نہ من منم

ڈاکٹر ظہورالدین احمد صاحب کتاب پاکستان میں فارسی ادب حضرت صاحبؒ کے فارسی میں شعری فن پر مطمئن نہیں ہیں۔ قافیہ اور وزن میں سقم پایا ہے۔ اصل میں حضرت صاحبؒ کے فارسی کلام کو تحقیق وتدقیق کے ساتھ ابھی تک مدوّن نہیں کیا گیا اس لئے خطی نسخہ جو حضرت ممدوح کے اپنے ہاتھ نہیں لکھا گیا لامحالہ اشکالات کا باعث ہوا ہے جسے من وعن شائع کردیا گیا تھا۔

کتاب ارمغان امام ربانی مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی میں حضرت صاحبؒ کی بلوچستان میں

Marfat.com

دینی خدمات کے ضمن میں ایک بڑے نازک دور میں عظیم تبلیغ سرانجام دینے کے سلسلہ میں رقم ہے۔ پھر انہیں الفاظ میں کتاب جہان امام ربانی میں بھی بیان ہوا ہے:

''عبداللہ درخانی (۱۸۷۸ء۔۱۹۴۱ء) نے بھی اپنے نانا (محمد فاضل درخانی) کے نقش قدم پر چل کر دور فتن میں اصلاح بدرسوم کے زمرہ میں جہاد کیا۔ یہی وہ دور تھا جب درخانی علمائے حق کے ساتھ ساتھ خانوادہ قادریہ حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے نامور بزرگ سلطان محمد نواز عارف ؒ (ف ۱۳۵۷ھ۔ ۱۹۳۸ء) ڈھاڈر، مستونگ، جوہان، اسپلنجی، اسپیز نڈ اور منگچر تک رسوم بد کا قلع قمع کرنے لگے اور عوام کو اولیائے کرام کی تعلیمات سے آگاہ کرنے لگے''۔ *۱۰ (ارمغان امام ربانی ص ۲۶۲) (جہان امام ربانی۔ اقلیم دہم ص ۳۶۹)

فقیر دھنی بخش المعروف رشید احمد لاشاری (۱۹۲۲ء۔۱۹۷۰ء) جو نصیر آباد بلوچستان میں پیدا ہوئے، حضرت فیض سلطان ؒ سے دست بیعت ہوئے جو حضرت سلطان محمد نواز ؒ کے برادر خُرد تھے۔ لاشاری نے سندھی، سرائیکی، پنجابی، بلوچی، اردو، فارسی پر دسترس حاصل کی ہوئی تھی اور ان زبانوں کے ادب سے بھی پوری طرح آشنا تھے۔ پشتو زبان بھی سمجھتے تھے۔ خیر پور، حیدر آباد اور کراچی کے تعلیمی اداروں میں پڑھاتے رہے اور زندگی بھر نثر و نظم میں علم و ادب و تصوف پر کام کرتے رہے حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی منقبت میں کافیاں لکھی ہیں۔ انہوں نے بھی حضرت ممدوح سلطان محمد نواز ؒ کی یاد میں جو اشعار لکھے ان میں سے چند جو دستیاب ہوئے ہیں لکھے جاتے ہیں حضرت ممدح کی وفات پر لکھا:

اُڑ گیا توصوف دا شہباز ہے ۔۔۔ قالو انا دی سدا آواز ہے
کیوں لاشاری نوں نہ ہووے غم بہوں ۔۔۔ فیض سلطان دا گیا ہمراز ہے

عالم تصوف کا شہباز (حضرت سلطان محمد نواز ؒ) پرواز کر گئے ہیں۔ تمام محیط عالم میں انا اللہ وانا الیہ راجعون کی صدا گونج رہی ہے۔ لاشاری کو کیوں نہ شدید غم ہو کہ (اس کے مرشد) حضرت فیض سلطان کا ہمراز وداع کر گیا ہے۔ لاشاری نے حضرت صاحب ؒ کے تمام فرزندان کی منقبت میں

ان کے اوصاف کے مطابق بخوبی لکھا ہے جو محفوظ نہ ہو سکے البتہ بڑے فرزند سلطان غلام باھو کی توصیف میں ان کے چند اشعار ذیل میں دستیاب ہیں:

لاریب پیر کامل ، حضرت غلام باھو　　شاہاں کنوں ہے افضل، حضرت غلام باھو
جانے نہ کوئی ول چھل، حضرت غلام باھو　　سادہ مزاج جس دا، وچ سادگی دے رازی
گلشن نواز دا گُل، حضرت غلام باھو　　بھورے بنا کریندا، رب پاک دی عبادت
پیراں دیاں تلیاں مَل مَل، حضرت غلام باھو　　ہے آرزو لاشاری، گرسی کریم پوری

سلطان محمد عزیزؒ نے بتایا کہ پیر بہادر شاہ حضرت صاحبؒ سے اُنس و علاقہ رکھتے تھے اور بستر مرگ پر فرمایا کہ عطارؒ کی منطق الطیر پر اس وقت صوفیاء کے خانوادہ میں دو شخصیات درس دے سکتے ہیں۔ ایک پیر مہر علی شاہ صاحب اور دوسرے حضرت سلطان محمد نوازؒ ہیں۔ اول الذکر کتاب منطق الطیر پر حاوی ہونے کے باوجود اس کا اظہار کھل کر نہیں کر پاتے مگر سلطان محمد نوازؒ میں یہ خاصیت ہے کہ ان اسرارِ تصوف کو منطق الطیر میں بخوبی سمجھا سکتے ہیں۔

(روزنامچہ سلطان محمد صفدر علی)

افلاکی نے مناقب العارفین میں لکھا ہے کہ مولانا جلال الدین رومیؒ جب کسی سے رنجیدہ ہوتے تو دعا کرتے کہ ''خداوندا اس کی عمر دراز کر اور اسے مال زیادہ دے'' (مولانا جلال الدین رومی ص ۲۷۸)

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحب سلطان محمد نوازؒ جلال الدین رومی کے ناپسندیدہ شخص کے برعکس پسندیدہ زندگی کے حامل شخص قرار پاتے ہیں کیونکہ اللہ جلشانہ' نے انہیں قلیل العمر یعنی صرف ۵۲ سال کی عمر بخشی اور مال وزر کے معاملہ میں تنگدست رکھا۔

حُسین بن منصور حلاج سے منسوب کیا خوب شعر ہے:

عشاق تو در باختن جان بشتابند　　آہستہ رو ای عمر گرامی کہ بہ پیشت

اے قابل قدر زندگی تو آہستہ چل کیونکہ تیرے سامنے عاشق اپنی جان دے دینے میں تیزی کرتے ہیں۔

جز شریعت کی طریقت آیدت   در طریقت هم حقیقت بایدت
بندۂ پیر مغان شو ای نوآز   ناز را کن دور هر دم کن نیاز

باب دوم

تعلیمات

مکتوبات   شعری کلام

مکتوبات

حضرت سلطان محمد نوازؒ کے مکتوبات فارسی میں اور اردو میں بھی کچھ دستیاب ہوئے ہیں اکثر خواندہ حضرات علماء و صاحب طریقت درویشوں کو فارسی میں خط تحریر فرمائے ہیں۔ اپنے فرزندان کو اور گھریلو امور کے لئے خطوط اردو میں لکھے ہیں۔

چند مکتوبات جو انہوں نے اپنے فرزند سلطان غلام باھو کو گرہ جمعہ شریف ڈیرہ اسماعیل خان ارسال کئے ان کے کوائف یوں ہیں۔

مکتوب ا: یہ مکتوب مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو جو لکھا ہے اس میں ان کی طرف دو امور کو متوجہ ہونے کو لکھا ہے۔ ایک تو اپنے برادر عزیز سلطان محمد حیاتؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ان دنوں مرض خفقان و مالیخولیا میں مبتلا ہو چکے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ بھکر میں (درگاہ سردار بخش شہیدؒ) پر اپنے ذاتی مکانات کی تعمیر کا کام ان دنوں کرانا مطلوب ہے۔ خط کا متن ملاحظہ ہو:

''برخوردار غلام باھو صاحب سلامت رہو۔ اسلام علیکم و دعوات، واضع ہو کہ آپ سے چہار دن بعد برادر محمد حیات کو مرض خفقان و مالیخولیا زور کر گئی ہے، لڑتا ہے اور بدالفاظ بے ہوشی کے بولتا ہے اور آدمی اور حکیم کوئی نہیں۔ ہم سخت اکیلا تکلیف میں ہوں۔ کسی طرف نہیں جا سکتا چھوڑ کر۔ تم ضرور پیر محمد (۱) کو لے کر آجاؤ یہاں یا بھکر تک موٹر پر سوار کر کے حیدر آباد (۲) تک ریل کا کرایہ دیکر ریل پر سوار کر کے روانہ کریں اور پانچ سات فقیر (۳) لے کر مستری جان محمد اور جو مناسب جانو مکانات شروع کریں بھکر میں یا یہاں محمد حیات کی خدمت کریں تو میں جاؤنگا، جس طرح مناسب جانو۔ چند فقیر کر کے جس جگہ مناسب جانو مکانات بنواؤ۔ جو حساب وغیرہ ہو لکھتے جاؤ یا حکیم کو لے کر یہاں آؤ میں وہاں بھکر کا کام کروں۔ بیس دن کام کے ہیں پھر تو دن کم ہو جائینگے۔''

---

(۱) سلطان پیر محمد بستی قاضی علاقہ لیہ میں حکیم حاذق تھے۔

(۲) حیدر آباد سے مراد تھل حیدر آباد ہے مگر وہاں کوئی ریلوے اسٹیشن تو نہیں ہے۔ بھکر ریلوے اسٹیشن لگتا ہے۔

(۳) فقیر سے مراد وہ مریدین جو لنگر و آستانہ کی خدمت رضا کارانہ کریں۔

اس مکتوب سے واضح ہوتا ہے کہ بڑے فرزند سلطان غلام باھو صرف بیس سال کی عمر میں نہ صرف یہ کہ جمعہ گرہ (ڈیرہ اسماعیل خان) میں آباد ہو کر زندگی گزار رہے تھے بلکہ اپنے والد محترم کی ھدایات پر دوسرے امور میں بھی ہاتھ بٹاتے تھے۔ نیز واضح ہوتا ہے کہ حضرت صاحبؒ نے بھکر درگاہ سردار بخشؒ پر رہائشی مکان ۱۹۳۰ء میں بنانا شروع کیا تھا۔ سلطان محمد حیاتؒ بھی اس سال دیوانگی کے عالم میں تھے۔

مکتوب ۲۔ یہ مکتوب مرسلہ ۵ نومبر ۱۹۳۰ میں اپنے بھائی (سلطان محمد حیاتؒ) کی طبیعت کا حال لکھتے ہیں۔ اپنے بھائی کی حالت کے بارے میں دربار عالی حضرت سلطان باھو قدس سرہ' پر دعا کے لئے حاضر ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ روپیہ کی کمی کا ذکر کرتے ہیں اور ایک سو روپیہ طلب کرتے ہیں۔ اس خط میں فرزند عزیز کو پیر کہہ کر پکارا ہے۔ متن ملاحظہ ہو:

''عزیزی ام پیر غلام باھو صاحب سلامت باشید از طرف لاشئے فقیر محمد نواز اسلام علیکم واضح ہو کہ بھائی صاحب اسی حالت میں ہیں جو آپ نے دیکھی ہے کسی وقت مزار مقدس سے سوال (در) بارہ بھائی صاحب کے عرض گزار ہونا ہے خدا خیر کرے۔ اور مبلغ صد روپیہ جو دربار پر آپ لے آئے تھے ہم نے کہا تھا جب ضرورت ہوگی لے لونگا اب وہ صد روپیہ ضرور جلد روانہ کریں اشد ضرورت ہے کسی معتبر کے ہاتھ میں اور برادر محمد حیات صاحب کی درابھن (۱) والی بستی کی طرف کوئی آدمی روانہ کرنا یا خط لکھنا کہ ضرور جلد بکھر آجاوے۔ بکھر سے ہم دربار پہنچا دیں گے۔ درابھن سے جمعہ گرہ تک وہ خود آئے۔ جمعہ (گرہ) سے بکھر تک پہنچانا آپ پر ہے۔ یہ تکلیف آپ صاحب کو ۔۔۔کرنی ہوگی۔۔۔ محمد۔۔۔ کی طرف سے آپ کو نیاز بے انداز فقیر جمیع فقیروں اہل مجلس و مقیمی کو اسلام علیکم۔ محبی ام محمد یار صاحب (کانجکی) بعد اسلام علیکم واضح ہو یہ خط لے کر جمعہ گرہ میں پہنچانا اگر غلام باھو صاحب کو اور معتبر آدمی نہ آوے تو بائیسکل پر چڑھ کر۔۔۔ آپ کو جو چیز غلام باھو صاحب (دیں) ہم کو پہنچا دینا''۔

(۱) موجودہ درابن (دامان ڈیرہ اسماعیل خان میں مشہور آبادی ہے)

Marfat.com

اس مکتوب سے دنیوی حالت فقر کا اندازہ ہوتا ہے نیز اطلاعات و رسل و رسائل کی مشکلات کا بھی پتہ چلتا ہے۔

مکتوب ۳: مرسلہ ۵ ستمبر ۱۹۳۱ء کا ہے اس مکتوب میں سلطان غلام باھو صاحبؒ کو بڑے قرب و محبت کے انداز میں ہمکلام ہیں۔ خواجہ حافظ شیرازی کا شعر بھی لکھتے ہیں سندھ کی طرف دورہ کرنے کا پروگرام بناتے ہیں۔ اپنے بھائی محمد سلطان صاحبؒ (مستانہ پیر) کو تین سو روپیہ ادا کرنے کا مسئلہ لکھتے ہیں اور اس قرض کی ادائیگی کے لئے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنے فرزند کو ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہیں اور ساتھ ہی اسے پورا اختیار بھی دیتے ہیں۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ اگر دنیا خرچ کرنے سے جان چھوٹتی ہو تو خرچ کرو، اگر دنیا اور جان دونوں دینے سے عزت حاصل ہو تو دونوں دو اور عزت پالو، اگر جان، دنیا اور عزت دینے سے ایمان حاصل ہو تو وہ تینوں دے اور ایمان حاصل کرلو، اگر جان، ایمان، دنیا اور عزت دینے سے خدا حاصل ہو جائے تو سب کچھ دے دو اور دیدار حاصل کرلو۔ اب مکتوب کا متن ملاحظہ ہو:

''برخو[illegible] صاحبزادہ غلام باھو صاحب سلامت رہو از طرف لاشئے فقیر محمد نواز عفی عنہٗ بعد دعوات مزید بخت و حیات کے واضح ہو خط آپ کا ملا احوال معلوم ہوا و عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد، ایخواجہ درد نیست وگرنہ طبیب هست، اچھا مرضی خدا کی ایسی ہو گی اکثر بچہ رو بہ رو بہ می شود (جملہ واضح نہیں)۔ یہاں تادم تحریر ہر وجہ سے خیریت ہے۔ خیریت آپ کی مطلوب ہے۔ اور فقیر شیر دل (۱) اور امیر خان (۲) کو معلوم ہو ضرور گھوڑے وغیرہ سندھ لے جاویں۔ کشمور ۱۵ ماہ رجب ہم کشمور پہنچ جاویں گے، زندگی باقی۔ ضرور واپس جلد جواب دینا کہ اس موقع پر فقیر پہنچ جاویں گے یا نہ کیونکہ ہم کو انتظار کرنی پڑے گی۔ مورخہ ۲۲ جمادی الثانی مستانہ پیر (محمد سلطان) دربار مقدس اول حبیب سلطان (۳) کے پاس آیا ہے ہم نے بھی ان کو روپیہ تین صد دینا ہے شاید اس واسطے آیا ہو گا۔ ہمارے پاس روپیہ بھی اس وقت موجود اور دستیاب نہ ہو سکے گا۔ آخر دینا تو ہے۔ قرض دونوں

(۱،۲) دونوں فقیر گھوڑوں کی نگہداشت پر رہتے تھے۔ (۳) سجادہ نشین جو اسی سال مسند سجادگی پر آ چکے تھے۔

جہانوں میں رسوائی ہے جب تک قرض ادا نہ کروں۔ واللہ اعلم کتنے دن قیام پذیر ہوگا ہفتہ ہوگا یا مہینہ ہوگا اب تک تو ہمارے جگہ پر نہیں آیا آخر اپنے روپیوں واسطے آئے گا یا آدمی روانہ کرے گا ہمارے پاس تو نہ روپیہ ہے نا سامان دعوت ہے آپ جیسا مناسب جانیں۔ کوئی آدمی روانہ کرنا ہے امیر خان و شیر دل کی کو خبر کرے کہ جلد سندھ پہنچ جاویں۔ ۱۵ رجب کو انشاء اللہ یہ فقیر پہنچ جاوے گا۔ شاہ صاحب کو بہت بہت دعا سلام۔ شاہ صاحب کو خوش رکھنا ضرور۔ تمام اہل مجلس کو۔ آپ آؤ یا نہ آؤ آپ کی مرضی۔ سامان لاؤ یا نہ لاؤ آپ کی مرضی۔ کوئی کام کردیا نہ کرو آپ کی مرضی۔ ہم آپ کو کیا کہوں۔ ہر کام آپ جانتے ہو۔ ہم سے زیادہ عقل رکھتے ہو۔۔۔ عقل نہیں ہے۔

اس سفر میں روپیہ وصول نہیں ہوا اور نہ قرض سے خلاص ہو جاتے قرض قیامت میں بخش ہو سکتا۔ حق مخلوق کا نہیں بخشتا۔ از طرف غلام دستگیر (۱) و نور حسین (۲) و محمد عزیز (۳) و نبی شاہ (۴) و حافظ صاحب (۵) اسلام علیکم و دعوات۔

چو میگویم چنین کن یا چنان کن   بہ ہر کاری کہ خوش باشی ہماں کن

اگر از دنیا خرچ کردن جان خلاص شود خرچ کن زود۔ اگر از دنیا و جان عزت در دست آید ہر دو بدہ و عزت را گیر واز دادن جان و دنیا و عزت ایمان یافتہ شود ایمان بگیر و اگر از دادن جان و ایمان و دنیا و عزت دیدار خدا حاصل شود بدہ و دیدار بگیر۔''

مکتوب کے ایک کنارے پر غلام دستگیر صاحب کی طرف سے یوں تحریر ہے:

''عالیجاھا! سلام ایں غلام ہم بدہد۔ غلام دستگیر نیز نانا صاحب (۶) و نور حُسین سلام می دہد''

مکتوب ۴: ۹ فروری ۱۹۳۲ء کا مرسلہ ہے۔ اس مکتوب میں بعض خانگی امور کی بات کی ہے پھر اپنے فرزند کو نماز کی تاکید کی ہے اور ساتھ ہی ضروری وظائف کی تلقین بھی کی ہے۔ ان دنوں مکتوب الیہ نوشہرہ تحصیل خوشاب میں تھے۔ مکتوب ملاحظہ ہو:

(۱،۲) پسران حضرت صاحبؒ (۳) سلطان محمد عزیز عموزادہ

(۴) فقیر نبی بخش سیال (۵،۶) حافظ حکیم عبدالغفور مُغل

''برخوردار نور چشم عزیزی ام غلام باھو صاحب طول عمرہ' از طرف فقیر محمد نواز سگِ دربار حضرت سلطان بعد دعوات مزید بخت وحیات کے واضح ہو پہلے کاغذ میں لکھا تھا کہ بیس ماہ تک آ جاؤ نگا۔ اب ہمارا ارادہ ہو گیا ہے ایک دفعہ ہم جمعہ گرہ اور دامان اور وزیرستان جاؤ نگا۔ مائیصاحبہ کی جوتی واسطے میں نے لکھا تھا جوتی مائیصاحبہ کو لے دی ہے نہ روانہ کریں اور ہمارے واسطے جوتی سادہ جلدی ہو سکے تھوڑا اقدر ہے۔۔۔ بنوا کر روانہ کریں اس ماہ کی ۱۸ تک آ جاوے۔ نماز وغیرہ قضا نہ کیا کرو بعد نماز شام بارہ دفعہ مزمل تین دفعہ قصیدہ غوثیہ ایک دفعہ رسالہ روحی پڑھا کریں اسم ذات کا تصور جس وقت فرصت ہو سکے کیا کرو۔ فقیر امیر کو اور تمام خلیفہ گان کو اسلام علیکم اگر روپیہ ہو سکے ڈاک میں نبی شاہ کے نام روانہ کرنا''

مکتوب ۵: ۱۸ فروری ۱۹۳۳ء کا مرسلہ ہے۔ مکتوب الیہ ان دنوں لکی ضلع بنوں میں تھے اپنے فرزند کی طرف سے شربت وصول ہونے پر خوش ہوتے ہیں اور دعا دیتے ہیں۔ وظائف کی تلقین کرتے ہیں اور شریعت کی پابندی کا احساس دلاتے ہیں۔ پھر حکم بھی دیتے ہیں اور مرضی پر بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ عجیب اندازِ کلام ہے ملاحظہ ہو:

''برخوردار نور چشم راحت جان پیر غلام باھو صاحب طول عمرہ' بعد دعوات مزید بخت وحیات کیواضح ہو آپ کے کاغذ ملے خوشی ہوئی کہ آپ صاحب آرام سے ہیں۔ آپ کا شربت ڈیرہ سے دربار لے آیا ہوں اور بہت عمدہ آپ نے بنایا ہے ایسا کبھی ہم نے نہیں بنایا خداوند تعالیٰ آپ کو عمر دراز و صاحب سرّ راز کر دیوے۔ جو کچھ ہو سکے ظاہر شریعت کے کاموں پر محکم رہنا، باطن میں ذکر پاس انفاس۔ اور فقیر کا خیال ہے کہ ۱۵ ماہ ذی القعد نواز کوٹ میں زندگی باقی آ جاؤ نگا۔ اگر تکلیف نہ ہو گھوڑے لے آؤ اگر تکلیف نہ ہو آپ کی مرضی اگر نہ آؤ آپ کی مرضی''۔

مکتوب ۶: ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء کا مرسلہ ہے۔ مکتوب الیہ گرہ جمعہ (ڈیرہ اسماعیل خان) میں ہیں اس مکتوب میں گھوڑوں کی خدمت کرنے والے فقراء لنگڑے شیر دل خان اور امیر خان کے لئے ھدایات ہیں ملاحظہ ہو:

Marfat.com

''برخوردار غلام باھو صاحب سلامت رہو۔ از طرف فقیر محمد نواز بعد السلام واضح ہو ہم دربار مقدس پہنچ گیا ہوں یہاں ہر وجہ سے خیریت ہے خیریت آپکی مطلوب ہے۔ شیر دل خان گڈے (لنگڑے) کو اور امیر خان کو معلوم کرانا ہے کہ یہ ماہ گزار کر رجب میں انشاء اللہ دامان میں آجاؤنگا گھوڑے کلاچی کے علاقہ سے دور نہ کریں۔ گھوڑوں کو سندھ کی طرف روانہ کرونگا۔''

مکتوب ۷: جو ۱۸ اپریل ۱۹۳۸ء کا جیکب آباد کے علاقہ سے گویا وصال سے ایک عشرہ قبل کا تحریر کردہ مکتوب ہے۔ اس میں اپنے فرزند عزیز کو ملنے کا اشتیاق ظاہر کرتے ہیں۔ بلاتے بھی ہیں اور پھر اس کی تکلیف کا احساس بھی کرتے ہیں ہمارے ریکارڈ میں یہ حضرت صاحبؒ کا آخری مکتوب ہے عجیب انداز ہے ملاحظہ ہو:

''برخوردار نور چشم غلام باھو صاحب از طرف فقیر محمد نواز بعد دعوات مزید بخت وحیات کے واضح ہو ہم سندھ میں جیکب آباد میں ہوں مقام وڈیرہ نور محمد خان (۱) و عبدالمجید خان (۲) خاص شہر جیکب آباد۔ غلام باھو صاحب کو اگر تکلیف نہ ہو تو دیکھنے خط پر جلدی جیکب آباد آجاؤ۔ غلام باھو صاحب کی ملاقات کا شوق ہے دیکھنے خط سے کیونکہ قدرے ضعف کی اور مزاج پریشان ہے اگر تکلیف نہ ہو تو آجاؤ جیکب آباد میں جلدی۔ ای نور چشم غلام باھو مقیم ہوں جیکب آباد میں۔ قدرے علیل ہوں دل غمناک ای نور چشم غلام باھو اگر تکلیف نہ ہو تو جلد جیکب آباد آجاویں آپ کے دیکھنے کا شوق ہے اگر فارغ ہو تو آجاویں سیدھا جیکب آباد۔ یہ خط جلد غلام باھو پہنچے۔''

مکتوب ۸: جسکی تاریخ اخذ نہ ہو سکی۔ بنام مولوی صاحب قاضی عبدالطیف اوستہ محمد بلوچستان تحریر ہے۔ اس میں وظائف کی پابندی کرنے کی تلقین ہے ملاحظہ ہو:

۸۶ ۷ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

''محبی ام عبدالطیف صاحب سلامت رہو

از طرف فقیر لاشئے محمد نواز بعد السلام علیکم واضح ہو عنایت نامہ آپ کا ملا الحمد للہ آپ نے یاد وشاد

(۱،۲) مانجھانی کھوسہ قبیلہ کے زمیندار جو حضرت صاحبؒ کے فرمانبردار مرید تھے

فرمایا ہے۔ جناب من بعد از نماز شام یک صد بار بمعہ بسم اللہ سورہ لایلاف قریش پڑھا کریں ہرگز قضا نہ کریں اگر چہ نماز قضا ہو اس کو قضا نہ کرنا واللہ باللہ تااللہ ہم کو اپنے بزرگوں سے اجازت ہے۔ آپ کے جو بدخواہ ہونگے خوار ذلیل بیمار ہو جائینگے۔ آپ کو بارہا تاکید ہے اس سورہ کو قضا نہ کریں زیادہ السلام علیکم"

محمد نواز بقلم خود دربار مقدس

مکتوب ۹: ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۷ء کا مرسلہ ہے بنام مولوی عبدالکریم (غالباً بنام مولوی عبدالکریم کا پاری ہے) جو اسٹیشن نوتال ملک بلوچستان معرفت غوث بخش جمعدار ارسال ہوا ہے اصل متن فارسی میں ملاحظہ ہو:

"۷۸۶ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   عزیزی ام مولوی صاحب عبدالکریم صاحب سلامت از طرف فقیر محمد نواز سگ دربار شاہ سلطان بعد السلام علیکم واضح باد فقیر از ملک وزیرستان واپس آمدہ بر دربار مقدس بہ معہ (بمعہ) وزیران اکنون واپس بہ ہمراہ وزیران خواہم رفت۔ شہوانی پیر (۱) را بعد السلام علیکم واضح باد کہ بدیدن عریضہ ہذا قدم رنجہ فرمایند بکھر بر دربار جدیم سردار بخش صاحب من نیز درآنجا خواھم آمد مورخہ ۲۷ یا ۲۸ بکھر خواہم رسید۔ براین تاریخ یا ازین یک دو روز اول یا بعد بر دربار سردار بخش بکھر ضرور بیایند۔ اگر من از بکھر از شہوانی ۔۔۔ روم تا در جمعہ گرہ بر دربار سلطان فتح محمد صاحب بیایند۔ بنام مریدان حضرت سلطانؒ را السلام علیکم خصوصاً مرزان علی (۲) صاحب و عبدالنبی (۳) صاحب ۔۔ آن طرف نبی شاہ و میر بخش ولیداد خان بہادر و ۔۔۔ جمیع السلام علیکم"۔

(اردو) عزیزی ام مولوی صاحب عبدالکریم صاحب سلامت (رہو) از طرف فقیر محمد نواز سگ دربار شاہ سلطان (حضرت سلطان باھو) بعد السلام علیکم واضح ہو کہ فقیر وزیرستان کے علاقہ سے واپس آیا ہے اور دربار مقدس پر ہوں بمعہ وزیروں (قبائل کے افراد) کے۔ اب (پھر) میں ان وزیر قبائل کے ساتھ جاؤنگا۔ شہوانی پیر کو سلام ہو اور واضح ہو کہ یہ مکتوب دیکھتے ہی قدم رنجا فرماوے۔

(۱) خلیفہ محمد بخش شاہوانی پیر (۲) خلیفہ حاجی مرزان علی جتک (۳) عبدالنبی جتک (برادر مولوی عبدالکریم کا پاری)

اور بھکر میرے جد سردار بخش صاحبؒ (کی درگاہ پر) آ جائیں میں بھی وہاں آ ؤ نگا۔ مورخہ ۲۷ یا ۲۸ کو بھکر پہنچو گا۔ اسی تاریخ کو یا ایک دو روز پہلے یا بعد وہ دربار سردار بخش بھکر ضرور آ جائیں میں اگر بھکر شہوانی سے ۔۔۔ چلا جاؤں تو جمعہ گرہ میں دربار سلطان فتح محمد صاحبؒ پر آ جائیں۔ حضرت سلطان (العارفین قدس سرہٗ) کے مریدین کو سلام ہوں بالخصوص مرزان علی صاحب وعبدالنبی صاحب ۔۔۔ وہاں نبی شاہ، میر بخش، ولیداد خان، بہادر و۔۔۔ اور سب کو سلام علیکم ہو۔

مکتوب ۱۰: مورخہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ کی تحریر ہے اور یہ مکتوب مولوی عبدالکریم کا پاری جتک (علاقہ مراد علی شاھی واہ جیکب آباد سندھ) کے نام پر ہے جو حضرت صاحبؒ کے فیض یافتہ ایک صاحب در دخلیفہ اور مُرید تھے اصل مکتوب فارسی میں ہے جسکا متن ملاحظہ ہو:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدللہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ بخدمت اخوی اعزی مولانا مولوی سبروہ مدیک (۱) صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الحوادث والنوائب از فقیر حقیر لاشئے سگ دربار بادشاہ سلطان باھو بعد از تسلیمات مسنون و دعوات ترقیات دارین مشہون آنکہ مکتوب شریف آنصاحب رسید خوش وقت ساخت۔ برادرا چون این زمان آوان، فتن ومحن است ہوشمند ہما نرا اولی است کہ درو مخالفت نفس و ہوس است وہمین مخالفت را صادق ومصدوق علیہ السلام جہاد اکبر فرمودہ است پس مومن صادق رالازم کہ طور وشیوہ مخالفت نفس وشیطان کہ اہل اللہ مقرر فرمودہ اندا اختیار کند۔

اول صوم است و وقت افطار باندک طعام روزہ بدارند کہ آنحضرت وجاء ھذا الامتہ الصوم فرمودہ اند۔ دویم خون کشیدن در ہر ماہ یا در دو ماہ۔ سویم سیاحت سفر است کہ ہر روز این قدر پیادہ بروند کہ ماندہ شوند وخوراک بسوئم حصہ شکم اکتفا کنند و آب اندک بنوشند این محاربہ اہل اللہ باعداء انفسی مقرر فرمودہ اند و بزرگان فقیر ذکر کثیر ومیانہ روی در خوراک وپوشاک وخواب ومجلس واختلاط با دوست و

(۱) کم صلا اوحط لہٗ ورسع کی خصوصی ترکیب سے حضرت صاحبؒ خفیہ الفاظ لکھ لیا کرتے تھے ان کے الٹ کر دینے سے اصل لفظ واضح ہوتا ہے۔ گویا عبدالکریم وضع ہوا۔

Marfat.com

دشمن اختیار فرمودہ اند وحصول علم وحرف اخیر راپس پشت ا۔ ومخالفت نفس وشیطان درگرسنگی ولاغری است کہ نشستن وبرخاستن محض برای اداء صلوٰۃ خمسہ میباشد۔ ایعز یز وقت وقت کاراست افسردگی وپژمردگی نصیب اعداء باد۔ مشکلی نیست کہ آسان نشود۔ ایعز یز وقت فرصت از کارہائی ضروریہ دنیویہ باشغال باطنیہ کہ شغل اواز اہم مہمات است شاغل باشند ومحمل نگذارند کہ امروز وقت وقت کاراست فردا بجز حسرت وندامت ہیچ بدست نخواھد آمد۔

ذکر کن ذکر تا ترا جانست　　زندگی دل ز ذکر رحمٰن است

ہر آنکس غافل از حق یکزمان است　　در آن دم کافر و امانہان است

ودیگر صاحب مراقبہ رابایدچون نفس رااندرون سینہ وجوف بدن درکشد بلفظ اسم اللہ درکشد، چون بیرون برزند از راہ دماغ وبینی اسم ھو نفس رابیرون دھد۔ واسم اللہ رابدل تصور سازد ویکدم قضا نکند، پاس انفاس کند۔ اگر حروف اسم اللہ راقرار وثبت ومنقش نشود تابیدل وملول نگردد کہ البتہ اینکار مشکل است وشغل نو وغیر معتماد وغیر مرغوب طبع بشریت وبردل بنی آدم عشاوہ وپردہ وحجب برحجب اند۔ ہرگاہ بفضلِ الٰہی وامداد ارواح مقدس غوث پاکؒ وشاہ سلطان باھوؒ کہ پیشوایان دین اند تاثیر ذکر فکر قلب وقلب روح تصفیہ وتزکیہ دریافتند، البتہ نقوش تصورات قابلیت ثبوت واستحکام خواہند گرفت۔

ثباتی بدست آور ای بی ثبات　　کہ برسنگ گردان نروید نبات

باید خیال پاس انفاس۔ دوئیم فکر فنا ماسوااللہ وبقا ذات اویعنی محویت فی الذات۔ درکتاب جامع الاسرار حضرت سلطان العارفینؒ میفرماید حیرت تحیر دقیق توفیق فنا فی اللہ بقا باللہ ہریکی راازوجود معاینہ کند، درمقام حیرت وتحیر درآید کہ کیستم ازکجاام، کجا افتادم، کجا میردم، این سفر درخیال است یا درخواب است یا خیال حباب وار برای نظارہ آمدہ ایم کہ سیر کشیدہ' آہ زنیم آب شویم مگر از احوال یعنی کورچشمی وجود نظرمی آید ورنہ دراصل وجود نیست۔ وجود آنرا گویند کہ بخود قیامی وموجودیتی دارد واین وجود مثل سایہ است کہ بذات خود قیام استقلال ندارد۔ طالب راباید کہ مقام فنا فی اللہ دریابد

واین هستی موہوم و وجود کالمعدوم را در واجب الوجود فنا ساز دیعنی این وجود لاموجود خیالی سایہ آن واجب الوجود است و سایہ بسبب کم توجہی آفتاب مستطیل می گردد و بحالت استوایعنی عین توجہ آفتاب سایہ درنور خورشید محومی شود و بوجود اصلی حلول میکند، فافہم۔ ازان پس بمقام بقاباللہ حاصل و واصل می آید کہ سایہ درنور محو و مستغرق گشت و استغراق گردید بمقام فنا قطرہ در بحر رسید و بمقام بقا بحر درقطرہ انجامید۔ لایسعنی فی ارضی ولا فی السماوی ان اللہ یحول بین المرء قلبہ اللہ الیہ تحشرون و فی انفسکم افلا تبصرون۔ ودراینمقام عین محویت ذات حاوی میگردد، ”خود ناظر خود نظر خود منظور، خود عشق خود عاشق خود معشوق ای خود طالب خود مطلوب وخود واجد خود موجود، خود ناطق خود منطوق، خود دال خود مدلول، دوئی ہمہ از احوال چشمی است، اگر پردہ رااز خود براندازی ہمہ یک ذات وعارف واصل بہر جا دیدہ کشاید بجز دیدارش نہ بیند ونقش غیر خودی از خود برانداز دتا با مطلق مطلق شود۔

دادیم ترا ز گنج مقصود نشان گر ما نرسیدیم شاید کہ برسی

فقط تاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ الراقم محمد نواز سکدر بارشاہ سلطان“

(اردو) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد اللہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ تمام تعریف اللہ کی اور سلام ہوان بندوں پر جو برگزیدہ ہیں۔

اے عزت مند بھائی مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو تمام حادثات اور بلاؤں سے سلامت رکھے۔ از فقیر حقیر لاشئی سکدر بارشاہ سلطان باھوؒ، سنت نبویؐ کو قبول کرنے کے بعد اور دونوں جہانوں میں بہتری کی دعاؤں کی خواہش کے ساتھ تحریر ہے کہ آنجناب کا مکتوب شریف ملا ہے جس سے خوشی ہوئی۔ اے بھائی یہ وقت چونکہ آزمائش اور مشکلات کا ہے اس میں وہی زیادہ ہوش والا ہے جو نفس اور ہوس کی مخالفت کرے اور اسی مخالفت (نفس) کو (حضرت) صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد اکبر کہ کر فرمایا ہے۔ پس مومن صادق کو چاہیئے کہ نفس و شیطان کی مخالفت کا

Marfat.com

وہ طریقہ جو اہل اللہ نے مقرر کیا ہے اختیار کرے۔

اوّل صوم (روزہ) جس کے افطار کے وقت تھوڑی غذا لے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے امت کے روزہ کے لئے یہی فرمایا۔ دویم یہ کہ ہر ماہ یا دو ماہ میں ایک بار خون نکالے۔ سویم یہ کہ سیر و سفر روزانہ پیادہ کرے حتیٰ کہ تھک جائے اور خوراک پیٹ کو اس کا تیسرا حصہ دے اور پانی بھی کم نوش کرے۔ اہل اللہ نے نفس کے دشمن کے ساتھ یہ جنگ روا رکھی ہے اور اہل فقر بزرگ ذکر میں کثرت کرتے ہیں، خوراک اور لباس، نیند، محفل اور دوستوں کے میل جول اور دشمن سے ربط میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ اور حصول علم و حرف کے منتہا کو پسِ پشت رکھتے ہیں اور نفس و شیطان کی مخالفت بھوک اور کمزوری میں ہے کیونکہ بیٹھنا اور اٹھنا محض پانچ نمازوں کے لئے ہوا کرے! اے عزیز یہ وقت (زندگی) کام کے لئے ہے۔ افسردگی اور پژمردگی دشمنوں کے نصیب ہو۔ کوئی مشکل ایسی نہیں جو آسان نہ ہو جائے۔ اے عزیز اپنے فرصت کے لمحات ضروری کاموں سے دینی مشاغل میں باطن کے لئے ہیں کیونکہ اس کا شغل اہم مہمات میں سے ہے اُس میں متوجہ رہنا چاہیئے۔ اور اپنے اونٹ کی لگام کو نہ چھوڑے کیونکہ آج ہی کام کا وقت ہے۔ کل تو سوائے حسرت و ندامت کے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔

(شعر) جب تک تم زندہ ہو ذکر جاری رکھو، دل کی زندگی ذکر رحمٰن سے ہے۔ جو شخص ایک لمحہ اگر حق تعالیٰ سے غافل رہا تو اسی کا وہی لمحہ دراصل کفر میں پنہاں ہوا۔

اور صاحب مراقبہ کو چاہیئے جب اپنا سانس سینہ کے اندر اور جسم کے خول میں تولے یا کھینچے تو اسم اللہ سے اندر لے اور جب دماغ و ناک میں سے سانس باہر کرے تو اسم ھُو سے باہر کرے اور اسم اللہ کا دل پر تصور لائے اور ایک لمحہ بھی قضا نہ کرے۔ پاس انفاس جاری رکھے اگر اسم اللہ کے حروف نقش نہ ہوں یعنی قرار حاصل نہ کریں تو پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ یہ بھی ایک مشکل کام ہے۔ نیا کام، غیر مرغوب اور معمولات سے الگ کام انسانی طبیعت اور انسانی دل پر حجاب در حجاب ہوتے ہیں۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور ارواح مقدسہ غوث پاکؒ اور شاہ سلطان باھُوؒ کی امداد سے

Marfat.com

جو دین کے پیشوا ہیں ذکر فکر قلب، قلب و روح کا تصفیہ اور تزکیہ پا ہی لیں گے جس سے تصورات کے نقوش ثابت اور مستحکم ہو کر رہینگے۔

(شعر) اے بے ثبات تو استقامت پالے کیونکہ لڑھکتے رہنے والے پتھر پر کوئی سبزہ نہیں اُگتا پاس انفاس کا خیال جاری رکھنا چاہیئے دوسرا یہ کہ ماسوا اللہ کے فنا کا فکر اور اسکی ذات سے بقا یعنی محو ذات رہنا اختیار کر لے کتاب جامع الاسرار میں حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں حیرت و تحیر کے ساتھ فنا فی اللہ کی عظیم توفیق جس سے بقا باللہ حاصل ہے ہر ایک کو اپنے وجود میں ہی ڈھونڈنا چاہیئے جو مقام حیرت و تحیر میں وارد ہے۔ کہ جہاں انسان سوچے کہ میں کون ہوں، کہاں سے آیا ہوں کہاں آ کر پہنچا ہوں، کہاں جا رہا ہوں، میرا یہ سفر کسی خواب و خیال میں ہے یا محض خیال جیسے کہ کوئی بلبلا ہوا اور وہ نمودار ہو جائے کہ جب بھر جائیں تو پانی پانی ہو جائیں شاید نظر کے ٹیڑھاپن سے وجود نظر آتا ہے ورنہ اصل میں تو (ہمارا) وجود نہیں ہے (کیونکہ) وجود تو اس کو کہتے ہیں جو اپنے آپ قائم ہو اور موجود رہے اور (ہمارا) یہ وجود تو ایک سایہ کی طرح ہے جو خود بخود تو قائم رہنے کا استقلال نہیں رکھتا اور طالب کو چاہیئے کہ فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر لے اور اس (اپنی) موہوم ذات اور معدوم وجود کو واجب الوجود (حق تعالیٰ) میں فنا کر دے یعنی یہ ناموجود وجود (دراصل) اُس واجب الوجود ہی کا سایہ ہے اور سایہ آفتاب کی کم توجہی کے باعث مستطیل شکل میں ظاہر ہوتا ہے مگر استوا یعنی ایک سیدھ میں تو اس وقت ہوتا ہے جب آفتاب کی پوری توجہ و تمازتِ اس پر پڑتا ہے اور وہ سایہ نور خورشید میں محو ہو کر اصل وجود میں حلول کر جاتا ہے۔ (یعنی سایہ پھر الگ نظر نہیں آتا) جس کو یہ نقطہ سمجھنے کی توفیق ہو وہ سمجھ لیتا ہے۔ اس کے بعد مقام بقا باللہ حاصل اور واصل ہو جاتا ہے کیونکہ سایہ نور میں محو و مستغرق ہو جاتا ہے۔ مقام فنا میں قطرہ گویا سمندر میں پہنچ جاتا ہے اور مقام بقا میں سمندر قطرہ میں آ جاتا ہے۔ وہ ذات پاک زمیں اور آسمانوں میں نہیں سماتا مگر (انسان کے) قلب میں سماتا ہے۔ اور (قولہٗ تعالیٰ) میں تو تمہاری جانوں میں ہوں اگر بصیرت پا لو۔ اور اس مقام پر عین محویت ذات حاوی ہو جاتی ہے (جیسا کہ حضرت سلطان باھوؒ نے فرمایا) وہ

Marfat.com

ذات تعالیٰ خود ناظر خود نظر خود منظور خود عشق خود عاشق اور خود معشوق خود طالب خود مطلوب خود واجد خود موجود خود ناطق خود منطوق خود دلیل اور خود دلیل دیا گیا، (دراصل) دوئی تو تمام آنکھ کے ٹیڑھا پن میں یعنی نظر کی کوتاہی میں ہے اگر تو پردہ کو اپنے سے ہٹائے تو سب اسی کی ذات ہے اور عارف واصل جہاں بھی نظر کرتا ہے اس کے دیدار کے بغیر کچھ نہیں پاتا اپنے میں غیر کے نقش کو اپنے سے دور کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس مطلق کے ساتھ عین مطلق ہو جاتا ہے۔

(شعر) میں نے تجھے مطلوبہ خزانہ کی نشاندہی کر دی ہے، اگر ہم نہ پہنچ سکے تو شاید تم پہنچ جاؤ

فقط تاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ　　　الراقم محمد نواز سگ دربار شاہ سلطانؒ

مکتوب ۱۱: حضرت صاحبؒ کا یہ مکتوب دربار شریف سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو محمد بخش شاہوانی پیر کے نام تحریر ہوا ہے۔ اس میں ان کے فرزند کی وفات پر رنج کا اظہار کیا ہے نیز دربار شریف پر تعمیری کاموں کے لئے ان کو بمعہ چند آدمیوں کے بلوچستان سے بلایا ہے۔ شاہوانی پیر کو ضلع قلات اسٹیشن ڈنگرہ معرفت قاضی ولی محمد خط ارسال ہوا ہے۔ خط کا متن ملاحظہ ہو:

''بخدمت پیر صاحب خلیفہ شہوانی پیر محمد بخش سلامت باشید

از طرف فقیر محمد نواز بعد السلام علیکم واضع ہو آپ کے فرزند کے فوت ہونے کا سخت افسوس ہوا لیکن بغیر صبر کے کوئی چارہ نہیں۔ خدا بے نیاز لاشریک ہے۔ انسان کو ہر وقت شکر اور صبر کی خدا توفیق دیوے۔ اگر خلیفہ محمد بخش کو تکلیف نہ ہو تو دو تین آدمی لے کر دربار پر آجاویں۔ آدمیوں کی کام واسطے سخت ضرورت ہے۔ اگر نہ آسکو تو دعا فرمایا کریں آپ کی دعا سے کام ہو جاوے گا۔ اللہ رکھیا ڈندور و آدم اگر فارغ ہو تو روانہ کریں۔''

مکتوب ۱۲: یہ مکتوب دربار شریف سے مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو سلطان غلام دستگیر کے نام تحریر ہوا جو ملتان میں زیر تعلیم تھے۔ پتہ اس طرح مندرج ہے۔ خاص ملتان، بیرون لوہاری دروازہ، ٹپی شیر خان، معرفت غلام مصطفیٰ خان ٹھپہ ساز ولد حافظ عبدالغفور خان کو مل کر صاحبزادہ غلام دستگیر کو ملے۔ خط میں اپنا پروگرام لکھا ہے۔ خیریت کا حال ہے، نانی صاحبہ سے ادویہ کی ترکیب طلب کی

Marfat.com

ہے۔مکتوب کامتن ملاحظہ ہو:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ

برخوردار عزیزی ام غلام دستگیر صاحب طول عمرہ'

ازطرف فقیر محمد نواز بعد دعوات مزید بخت وحیات کے واضح ہو مورخہ ۱۱ رجب دربار مقدس پہنچ گیا ہون۔ مورخہ ۲۵ یا ۲۷ رجب کو واپس ڈیرہ اسماعیل خان کو جاؤ نگا۔ بکھر میں دو تین کوٹھے بنانے ہیں۔ انشاء اللہ ۲۵ یا ۲۷ رجب کو ملتان آپکے دیکھنے واسطے آؤں گا۔ اپنی خیریت کا احوال روانہ کرنا۔ یہاں نور حسین وعمر دراز خیریت سے ہیں۔ بخدمت حافظ صاحب وغلام مصطفیٰ صاحب و محمد حیات جمیع کوالسلام علیکم۔ بخدمت منشی صاحب کوالسلام علیکم۔ اور نانی صاحبہ سے ترکیب گولیاں دریافت کریں، مصبر والیاں جو بواسیر واسطے بناتے ہیں۔ خلاصہ لکھا کریں منجملہ جدا جدا اگر غلام مصطفیٰ ومحمد حیات کا احوال اور حافظ صاحب کا گھر موجود ہیں یانہ۔''

مکتوب ۱۳: یہ مکتوب سلطان غلام دستگیر کے نام دربار شریف سے ۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو لکھا گیا۔ مکتوب الیہ ملتان میں زیر تعلیم تھے۔ اپنے پروگرام کی تبدیلی کا لکھا ہے۔ سلطان محمد حیات کی علالت اور اپنی پریشانی کا حال دیا۔ استفسار کیا ہے کہ ان کے اخراجات کیسے چل رہے ہیں اور تعلیم کیسی ہے اور کیا تعلیم جاری رکھنے کا شوق بھی ہے۔ نصیحت کی کہ حصول تعلیم کا یہی وقت ہے۔ اب متن ملاحظہ ہو:

''برخوردار غلام دستگیر صاحب طول عمرہ ازطرف فقیر محمد نواز بعد دعوات واضح ہو تمہارا خط ملا۔ ہمارا آنا ۲۵ یا ۲۷ والا نہ ہوا کیونکہ برادر محمد حیات سخت بیماری خفقان اور مالیخولیا میں مستغرق ہے۔ بیہوش ہے۔ تپ کوئی نہیں' اس واسطے ہم کسی طرف نہیں جاسکتا۔ حافظ صاحب بھی نہ آیا۔ میں نے خط لکھا تھا ہم تو مقام تحیر وتفکر میں سرگرداب ہے اور سیر کر رہا ہوں مرضی خدا کی۔ آپ کو جو پیسہ روپیہ دینا ہے ضروری تو لکھنا۔ فرمائیں آپ کے منشی کے نام پر روانہ کروں یا آپکے۔ اور سات روپیہ آپ نے لکھے تھے اور اپنے کھانے پینے اور گزارہ کیسے کرتے ہو، ہمکو کچھ اطلاع نہیں، تکلیف میں ہو یا

خوش ہو۔ اگر تکلیف ہو اور شوق نہ ہو تو پڑھائی بس کرو بھی۔ آپ کا شوق ہمارے خیال (میں) تو پختہ نہیں رہتا، جیسا آپکی مرضی آگے بھی کلاچی میں سبق چھوڑ کر سال ایسا چلا گیا۔ معلوم نہیں ہو سکتا آپ کو شوق ہے یا کہنے واسطے لگے ہو۔ آپ کا وقت علم کا بھی یہ ہے۔ ہم بھی سفر (تبلیغ) کی کروں یا گھر کی، دو دو کام اور آبادی نہیں ہو سکتی۔ یہاں کے کام زینات کے یا سفر کے۔ اگر آپ کو شوق ہے تو خدا آپ کو ترقی دیوے۔ زیادہ دعوات۔ بخدمت حافظ صاحب و منشی صاحب خانصاحب کو السلام علیکم۔ اگر حافظ صاحب کو تکلیف نہ ہو تو یہاں سخت ضرورت ہے۔ برادر غلام مصطفیٰ و محمد حیات کو السلام علیکم۔"

مکتوب ۱۴: یہ مکتوب بھکر سے سلطان غلام دستگیر کے نام ملتان مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء تحریر ہوا ہے۔ اس میں بتایا ہے کہ سلطان محمد حیات کو علاج کے لئے بھکر لائے ہیں اور قاضی پیر محمد کا علاج ہے۔ نیز پوچھا ہے کہ وہ ملتان میں کیا خوش ہیں اور وہاں تعلیم جاری رکھیں گے ورنہ بھکر آ کر داخل ہو جائیں اور دس جماعت یہاں کریں۔ متن ملاحظہ ہو:

"برخوردار غلام دستگیر صاحب طول عمرہٗ

از طرف فقیر محمد نواز بعد دعوات و مزید بخت و حیات کے واضع ہو کہ ہم محمد حیات صاحب کو لے کر بکھر پہنچ گیا ہوں قاضی پیر محمد صاحب کو بکھر منگوالیا ہے دوائی کے واسطے صاحبزادہ حبیب سلطان و اللہ بخش صاحب۔۔۔ مصلحت۔۔۔ بنتی ہے کہ قاضی صاحب سے دوائی کرو کیونکہ لوگ کہ دینگے محمد نواز و حافظ صاحب رلکر (ملکر) پیسہ برباد کئے ہیں اور خیریت بھی نہیں ہوئی اس خوف سے حافظ صاحب کو نہیں منگوایا۔ آپکو اگر چھٹیاں ۶ دن کے واسطے مل جاویں تو بکھر حضرت سردار بخش کی جگہ آ جاویں اگر استاد اجازت نہ دے یا سبق میں۔۔۔ تو نہ آئے اور اپنی پڑھائی کریں۔ احوال اپنا اگر وہاں ملتان میں تکلیف ہو مکان یا۔۔۔ واسطے یہاں بکھر آ جانا دس جماعت انگریزی پڑھاتے ہیں۔ اگر آپ کو وہاں آرام ہے تو مت آنا۔ جب آپ خوش ہوا گر بکھر آؤ تو۔۔۔ اپنی سٹرفکیٹ لئے آنا جو مناسب جانو۔ نور حسین محمد مشتاق ہمارے ساتھ بکھر میں ہیں ضلع میانوالی خاص مقام اسٹیشن

Marfat.com

بکھر دربار حضرت سردار بخش صاحب۔"

مکتوب ۱۵: مکتوب مرسلہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء بنام حافظ حکیم عبدالغفور خان ملتان تحریر ہوا۔ پتہ ضلع خاص ملتان بیرون لوہاری دروازہ ٹپی شیر خان ہے۔ اس میں انہیں تاکید کی گئی ہے کہ وہ دربار شریف آجائیں اور سلطان محمد حیات کا علاج کریں۔ متن ملاحظہ ہو:

"۸۶ ۷

بخدمت حضرت حافظ صاحب سلامت اللہ تعالیٰ

ازطرف فقیر محمد نواز بعد السلام علیکم واضح ہو اگر آپکو تکلیف نہ ہو تو ایکدفعہ ضرور قدم رنجہ فرمادیں اشد ضرورت ہے اس عریضہ کو بہ مثل تار جانو کیونکہ برادر محمد حیات صاحب کو وقت بیوقت بخار ہو جاتا ہے اور کھانسی بھی رہتی ہے۔ بیس دن گزر گئے ہیں اور تمام برادران کے لڑکوں کے پڑھائی واسطے بھی ضرورت ہے ہر ایک اپنی شوق ظاہر کرتے ہیں کہ ہم حافظ صاحب کی خدمت کرینگے ورنہ نور حسین وعمر دراز تو ہیں۔ اگر عمر دراز کی نانی کو تکلیف نہ ہو تو اس کو بھی ہمراہ لاویں آپکے واسطے منتظر ہوں۔ ۲۶ یا ۲۷ کو بطرف ڈیرہ اسماعیل خان ارادہ ہے۔ آپ جلد آجاویں۔ غلام دستگیر صاحب کو السلام علیکم و دعوات۔ انشاء اللہ ہم خود آجائینگے۔ اور گولیاں بواسیر والیاں ہمراہ لاویں جسقدر دستیاب ہوسکیں۔ برادر غلام مصطفیٰ وحافظ محمد حیات وجمیع خورد و کلاں کو السلام علیکم۔"

مکتوب ۱۶: یہ مکتوب دربار شریف سے ملتان کو سلطان غلام دستگیر کے نام اور حافظ حکیم عبدالغفور خان کے نام ہے جس میں ان کو ۳ دسمبر ۱۹۳۶ء کو اطلاع ملی کہ سلطان محمد حیات کا وصال ۱۲ رمضان کو ہو گیا ہے، متن ملاحظہ ہو:

"بخدمت حافظ صاحب و برخوردار عزیزی ام غلام دستگیر صاحب بعد السلام علیکم واضح ہو کہ مورخہ ۱۲ رمضان کو برادر محمد حیات صاحب انتقال فرما گئے ہیں دربار مقدس پر بروز پنجشنبہ قل خوانی ہوگی"

الراقم فقیر محمد نواز بقلم خود

مکتوب ۱۷: مکتوب مرسلہ ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء بنام سلطان غلام دستگیر ملتان کے پتہ پر ہے جہاں وہ زیر

Marfat.com

تعلیم ہیں۔اس خط میں اپنے برادر سلطان محمد حیات کی وفات اور پھر خانگی و تبلیغی امور کی ذمہ داریوں کے بڑھ جانے سے وہ چاہتے ہیں کہ ان کا فرزند عزیز اب زیادہ سے زیادہ اس سال اینگلو مڈل تک کی تعلیم مکمل کر کے سکول کو چھوڑ دے اور باقی امور کو سمجھے۔ متن ملاحظہ ہو:

"۷۸۶

برخوردار عزیزی ام غلام دستگیر صاحب سلامت رہو

از طرف فقیر محمد نواز بعد دعوات مزید بخت و حیات کے واضح ہو کہ خط آپ کا ملا احوال معلوم ہوا برادرم صاحب محمد حیات صاحب کے انتقال ہونے سے دل بہت کمزور بہ مثل خفقان ہے کیونکہ کاروبار خانگی اور سفر کا زیادہ آپ کے پڑھانے کا شوق نہیں ہوسکتا کیونکہ دنیاوی کاموں میں آپ ہوشیار ہو جاؤ ورنہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ پانچ روپیہ روانہ ہے فیس بھی ادا کر دیویں اور ریل کا کرایہ بھی ہے اگر نانا صاحب (حافظ حکیم عبدالغفور) یا خیر خواہان اور فرماویں گے ضرور ۸ جماعت اختتام کروتا بھی (تو بھی) آپ کی مرضی۔ دو تین مہینے اگر اور پڑھو آپ کی مرضی۔ ۸ جماعت سے زیادہ پڑھانے میں ہمارے کارہائے خانگی و سفر کے بہت ہیں نہیں ہوسکتا زیادہ۔ اگر جلد آؤ آپ کی مرضی۔ زیادہ اجازت ہم نہیں دے سکتا۔ آئندہ آپ کی مرضی۔ یہاں اور آپ کے برادران کو خیریت ہے، تسلی فرماویں۔ بخدمت حافظ صاحب و جمیع خورد و کلان کو السلام علیکم۔"

مکتوب ۱۸: یہ مکتوب مرسلہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۶ء بنام امیر خان ہے جو پنجاب میں آپ کے دورہ کا منتظر تھا مگر سلطان محمد حیات کے فوت ہو جانے پر حضرت صاحبؒ نے اپنا دورہ ملتوی کر دیا اور مکتوب الیہ کو سواری کے گھوڑے واپس دربار شریف لانے کا حکم دے دیا ہے۔ متن ملاحظہ ہو: پوسٹ کارڈ پر پتہ یوں ہے۔ ضلع راولپنڈی تحصیل گجر خان ڈاکخانہ دیوی بمقام ڈھوک وہاب معرفت میر علی کے مل کر فقیر امیر خان گھوڑوں والے کو ملے۔

"۷۸۶

از سلطان باہوؒ

Marfat.com

بخدمت جناب امیر خان سلامت رہو

بعد السلام علیکم کے واضع ہو کہ برادر صاحبزادہ محمد حیات صاحب فوت ہو گئے ہیں بڑا صدمہ ہوا اب تم گھوڑوں کو لے کر سیدھا دربار شریف پر آ جا پھر جیسے خدا کی مرضی ہو گی اسی طرف مسافری جاؤں گا۔

فقیر محمد نواز بقلم خود

اور امیر علی ڈھوک وہاب والے کو واضع ہو کہ جس جگہ فقیر امیر خان ہو اس کو یہ خط پہنچا دے۔

مکتوب ۱۹: یہ مکتوب حضرت صاحبؒ نے لیل پور (موجودہ فیصل آباد) کے علاقہ سے سلطان غلام دستگیر کو مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۷ء ملتان ارسال کیا ہے جہاں وہ زیر تعلیم ہیں۔ توجہ دلاتے ہیں کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اولیائے کرام کے مزارات پر ہر شام حاضری دیں اور صاحب مزار کی روح مبارک کو بارہ بار سورہ مزمل پڑھ کر ایصال کریں۔ مزید لکھتے ہیں کہ ان ایام میں قندھار سے ان کے مُریدین ملتان آیا کرتے ہیں ان سے راہ و رسم رکھیں۔ گویا اس مکتوب سے روحانی وظائف کے ساتھ دنیوی مراسم کو بھی توجہ دلاتے ہیں۔ ملتان کا پتہ اس طرح لکھا ہے، ضلع مقام ملتان، بیرون لوہاری دروازہ ٹبی شیر خان معرفت غلام مصطفیٰ خان کو مل کر صاحبزادہ غلام دستگیر صاحب کو مشرف ہو۔ خط کا متن ملاحظہ ہو:

''برخوردار عزیزی ام غلام دستگیر صاحب بلغ اللہ تعالیٰ

ازطرف فقیر لاشئے محمد نواز عفی عنہ بعد السلام علیکم و دعوات مزید و بخت و حیات کے واضح ہو مورخہ ۱۸ شوال دربار سے روانہ ہو کر خشکی گھوڑوں پر سفر علاقہ لیل پور (موجودہ فیصل آباد) کر رہا ہوں۔ گھوڑوں فقیروں کو اچھا آرام ہے (مگر) ہمارے واسطہ علاقہ سندھ یا وزیرستان جائے جمیعت ہے اچھا مرضی خدا کی جیسی ہو گی آپ اپنے پڑھنے میں شاغل رہو۔ آپ نے زیارت ولی اللہ کے بارہ پوچھا تھا بعد نماز شام سورہ مزمل مزار پر ایک ہاتھ رکھ کر ۱۲ دفعہ پڑھا کریں غوث بہاول حق صاحب کی کسی اور اولیاء کی ہر شام ۱۲ دفعہ سے سورہ مزمل کم نہ کرنا۔ اور دو تین خلیفہ ہمراہ بنا کر جمعہ

Marfat.com

کے دن تا ایتوار (اتوار) کے دن لوہاری دروازہ کے قریب مرید پٹھان رہتے ہیں۔ ہر ہفتہ خیال کرو کہ تازہ پٹھان لوگ آتے جاتے ہیں قندھار والا نہیم خان بڑا سوداگر ہے ولد محمد امین خان۔ پتہ ہمارا ہے اسٹیشن بچیانہ چک ۵۶۰ معرفت لعل ورمضان فرزندان سہراب بھنب کومل کر ضلع لیل پور براستہ لاھور۔ آپ کی چھٹیاں میں کتنی دیری ہے اور چھٹیاں ایک ماہ کیاں (کے لئے) یا دو ماہ کیاں (کے لئے) ہونگے خلاصہ لکھیں۔ جب آپ کو چھٹیاں ملیں سیدھا آپ کو سرگودھا میں منگوالیویں گے۔ آپ کو پتہ دیویں گے۔ بخدمت حافظ صاحب اور آپ کے ماموں (۱) صاحب وغلام مرتضٰی شاہ (۲) ومجتبیٰ شاہ (۳) جمیع کو السلام علیکم۔ خان صاحب حبیب اللہ کا احوال لکھیں۔"

مکتوب ۲۰: اس مکتوب کا سال ترسیل معلوم نہ ہو سکا۔ قیاس ہوتا ہے کہ جب ابتدائی سال میں سلطان غلام دستگیر ملتان گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل ہوئے تو اس موقع کا ہے۔ یعنی سال ۳۳۔۱۹۳۲ ہو سکتا ہے۔ اور یہ خط گوبل بازار سے لکھا ہے۔ اور تین فرزندان غلام دستگیر، نور حسین و عمر دراز کے نام پر ہے۔ اس کا خلاصہ اس طرح ہے۔

○ جب سرٹیفکیٹ مل جائے تو ملتان چلے جائیں۔ کتابیں ملتان کو پارسل کر دی ہیں

○ اپنی تعلیم اور دربار شریف کے حال سے مطلع رکھیں

○ امیر خان پر عتاب فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ سنا ہے گھوڑے دربار شریف لے گیا ہے اسے دو جوتے لگا دیں اور گھوڑے (سلطان) محمد عزیز صاحب کے حوالہ کریں وہ جتنا عرصہ ایک دو ماہ تک سنبھالیں گے پھر ہمیں اطلاع دیں گے۔

○ (سلطان) نور حسین دن رات پڑھائی میں لگ جائیں اور سکندر نامہ ختم کر لیں۔

○ ملتان پہنچ کر اپنے گزار اوقات کا حال لکھنا

---

(۱) غلام مصطفیٰ خان اور حافظ محمد حیات (۲) سید غلام مرتضٰی شاہ (ولد سید فیض الٰہی شاہ ہمدانی) کدنہ محمود کوٹ والے جو بعد علوم طب جیکب آباد میں پریکٹس کرتے رہے۔ (۳) سید غلام مجتبیٰ شاہ (ولد سید فیض الٰہی شاہ ہمدانی) جو بعد گریجویشن گجرات ہائی سکول (محمود کوٹ) ھیڈ ماسٹر رہے۔

Marfat.com

○ شیر شاہ مہمانوں کا خیال رکھے اور حساب کتاب رکھے اُسے تسلیمات ہوں

○ اب وزیرستان کو مسافرت کا ارادہ ہے

اپنا پتہ ڈاک خانہ گومل بازار بمقام نواز کوٹ معرفت آدم خان حاجی تحریر فرمایا ہے۔

مکتوب ۲۱: یہ مکتوب ۱۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء کا ہے وڈیرہ عبدالمجید خان (کھوسہ) کے نام ہے۔اس پر مکتوب الیہ کا پتہ اس طرح ہے: ضلع جیکب آباد اسٹیشن جھٹ پٹ علاقہ بلوچستان لائن سبی ڈاک خانہ ہسپتال جروار گوٹھ وڈیرہ صاحب عبدالمجید خان۔ یہ خط بغیر ٹکٹ بیرنگ تھا اس لئے سلطان باھو کے ڈاک خانہ سے ۲ آنے جرمانہ ثبت ہوا ہے۔اس مکتوب کا خلاصہ اس طرح ہے:

○ فقیر صاحب خلیفہ شہوانی پیر قریب ہو تو ہماری طرف روانہ کر دیں

○ خیال تھا کہ خود آؤنگا یا غلام دستگیر کو بھیجوں گا۔مگر اب دربار شریف پر مکانات کا کام شروع ہے اس لئے بیس روز تک خود نہ آسکوں گا اور غلام دستگیر کو لکڑی مہیا کرنے کے کام پر لگایا ہے۔

○ شہوانی پیر، فقیر طیب، پہلوان، محمد عمر اور واحد بخش کے فرزند کو ہمراہ لائیں دو ماہ کام ہوگا۔

○ غلام دستگیر نے بتایا ہے کہ وڈیرہ صاحب والی گھوڑی چار صد روپیہ میں فروخت ہو سکتی ہے تو اسے فروخت کر کے نقد وصول کریں ہمیں مکان کے کام پر خرچ کرنا ہے۔

○ بار برداری والے اونٹ وڈیرہ صاحب کو میسر ہوں اور ہاڑیوالہ بروھیان اور بگٹی والے اونٹ شاھوانی پیر کے ذریعہ خشکی کے راستہ بھیج دیں۔

مکتوب ۲۲: یہ مکتوب جنوری ۱۹۳۸ء کا ہے جو حضرت صاحبؒ نے سلطان غلام دستگیر کے نام دربار شریف سے تحریر کیا ہے جبکہ مکتوب الیہ کا پتہ اس طرح درج ہوا ہے ضلع سبی ملک بلوچستان اسٹیشن بیل پٹ بمقام بھاگ معرفت خزانچی گُل محمد صاحب کو مل کر صاحبزادہ غلام دستگیر اولاد حضرت سلطان باھو صاحب کو ملے۔لفافے پر پتہ (سلطان) نور حسین کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہے۔متن ملاحظہ ہو:

Marfat.com

''نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ

برخوردار نورچشم عزیزی ام غلام دستگیر صاحب طول عمرہٗ بلغ اللہ بتمنّاہٗ

از طرف فقیر لاشئے غلام آستان قادریہ سروریہ بعد دعوات مزید بخت وحیات کے واضح ہو خط آپ کا ملا۔ حالات سے منکشف ہوا۔ محرم کے موقع پر آنے یا نہ آنے کا آپ کا اختیار ہے جو مناسب جانو۔ اگر امیر خان صاحب کو محرم کا شوق ہو تو غلام باھو صاحب کی خدمت سندھ کو روانہ کر دینا اب تک سندھ ہوئینگے ۔۔۔ ہماری طرف خط آیا کہ پھلیجی جواب دیں چلے گنداخہ کی طرف گئے۔ انشاء اللہ بروز خمیس دوسری ذوالحج ہمارا ارادہ ہے مجید خان صاحب کے پاس سندھ پہنچ جاؤں یا واللہ اعلم محسوددوں کی طرف چلا جاؤں جیسا قدرت کو منظور ہوگا تیسرے دن پھر اور خط روانہ کروں گا بھاگ میں لعلو سے خدا آباد رڈ اور شورن اور گنداوہ میں تیمور شاہ اور بھی کھٹن کے علاقہ میں باغائی اور بروہی ہیں آرام آرام سے سفر کرنا جس شہر میں مخدوم یا لانڈھی والہ رہتے ہیں ان شہروں کو نہ چھوڑنا اور خان صاحب کو ڈھاڈر واسطے صلاح کیجاویگی پھر آپ کو اطلاع دیجاویگی یا رلکر (مل کر) تم ہم جاوینگے۔ ذوالحج کی بیس کو ٹھڑی میں یا ناڑی ہم امید ہے آپ کو مل جاؤں گا۔''

اس خط میں مزید اہم نکات یہ ہیں:

- وڈیرہ صاحب والی گھوڑی یا کوئی گھوڑا سندھ کا پسند آیا تو آپ کے لئے لے لوں گا۔
- ذکر پاس انفاس میں رہا کریں۔ مزار مقدس (دربار شریف) کے تصور میں رہنا۔ سورۃ مزمل ۴۱ سے کم بار کریں۔ تہجد کے وقت اور دن کو بھی باوضو رہ کر پڑھا کریں۔
- بعد نماز خفتن (عشاء) خلیفہ شاہونی پیر، صالو (صالح محمد) فقیر اور تمام شہر والوں کو جمع کر کے پانچ صد بار لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا اور ساتھ تصور سلطان صاحبؒ (کے دربار) کا کرنا۔

پھر فرمایا۔ اے عزیز جوانی راغنیمت دانید دم دم و وقت وقت کا راست افسردگی و پژمردگی نصیب اعداء باد۔

- اس وقت سات سو روپیہ کا قرض ہے اور منصوبہ ہے کہ باغوں بنگلوں اور حج پر خرچ کروں۔ مگر

حج و باغ اس وقت یاد کروں جب تم یا شھوانی پیر تین چار ہزار روپیہ کا انتظام کرلو۔

○ حضرت دوست محمد اپنی کلاچی والی ٹبر (اہلیہ) کو ہمراہ لے کر حج کو چلے گئے ہیں وہ آٹھ دس ہزار روپے لے گئے ہیں۔ مگر میرے اور شھوانی پیر کے لئے تو تین ھزار روپیہ حج کے لئے کافی ہوگا۔ اگر ہو سکے تو شھوانی پیر صالو فقیر اور غلام دستگیر تین ہزار روپے کا انتظام کرو تین سال میں، تین ماہ میں یا تین دن میں تو حج پر جاؤں ورنہ ہمارا یہی حج ہے۔

مکتوب ۲۳: یہ مکتوب وڈیرہ عبدالمجید خان (کھوسہ) کے نام ۲۸ جولائی کو تحریر فرمایا ہے سال معلوم نہ ہو سکا۔ حضرت صاحبؒ نے وزیرستان سے تحریر فرمایا ہے۔ اپنی دختر کلاں (خواہر سلطان غلام باھو) کی وفات اور اس سے متعلقہ مصروفیات کا لکھا ہے۔ پھر وزیرستان سے غزنی افغانستان روانگی کا حال دیا ہے اور اپنا پتہ بھی غزنی کا لکھا ہے۔ سلطان غلام دستگیر کے انگریزی کلاس میں داخلہ (یعنی جماعت ہشتم) کا پوچھا ہے اسلئے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مکتوب ۱۹۳۵ء کا ہی ہو سکتا ہے۔ مکتوب الیہ کا پتہ یوں تحریر ہے۔ ملک بلوچستان ضلع جیکب آباد اسٹیشن جھٹ پٹ۔ ڈاک خانہ ہسپتال جروار پاس مقام وڈیرہ صاحب عبدالمجید خان صاحب ولد وڈیرہ دولت خان صاحب کو ملے۔ خط کا متن ملاحظہ ہو:

''۷۸۶

بخدمت وڈیرہ صاحب عبدالمجید خان صاحب سلامت رہو

از طرف فقیر محمد نواز سگ دربار حضرت سلطان باھو صاحبؒ بعد السلام علیکم و دعوات مزید بخت و حیات کے واضح ہو دو ماہ جیٹھ ہاڑ ہم نے دربار مقدس پر گزارے ہیں کیونکہ ہماری دختر کلان ہمشیرہ غلام باھو صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ کجھ (کچھ) قدرے چند دن ہم بھی بیمار رہا اب خدا کے فضل سے خیریت ہے مورخہ ۹ جمادی الاول دربار مقدس سے روانہ ہو کر وزیرستان میں پہونچ (پہنچ) گیا ہوں۔ اب بطرف غزنی ارادہ ہے۔ انشاء اللہ زندگی باقی موسم سردی میں آپ کے پاس آ جاؤنگا۔ اور آپ کے فرمائشوں کا ہم نے انتظام ظاہری کر دیا ہے اگر خدا کو منظور ہوا آپ کے پاس

Marfat.com

پہونچ (پہنچ) جاوینگے جو چیزیں آپ نے فرمائی تھی۔اور برخوردار غلام دستگیر آپکی طرف کوئٹہ کی طرف روانہ کیا ہے۔اگر آپ کے علاقہ میں نزدیک ہوتو اس کو خط ہمارا یہ روانہ کرنا کیونکہ اس نے خط ہماری طرف روانہ نہیں کیا۔انگریزی میں درج (داخل) ہوا ہے یا نہ اور فیس کتنے ہے اور ہر ماہ میں پندرہ روپیہ مقرر ہوا ہے یا نہ اور کس کس جگہ سفر کیا ہے۔خلیفہ یوسف کی طرف خط میں نے لکھ دیا ہے۔وہ اور شہوانی پیر ہمراہ ہوینگے اسٹیشن کول پور سے اسپلنجی گھوڑے وڈیرہ صاحب احمد خان صاحب سے لے لینا۔پتہ ہمارا یہ ہے اگر آپ خط لکھو یا غلام دستگیر۔براستہ کوئٹہ چمن قندہار علاقہ غزنی مقام محکمہ کرّاباغ معرفت ملک احمد و میرا جان قوم لونڑیں (لونی) کو مل کر صاحبزادہ محمد نواز اولاد حضرت سلطان صاحب کو ملے۔تمام حاضرین کو السلام علیکم۔الراقم فقیر محمد نواز از وانڑوں (وانا) علاقہ وزیرستان۔"

مکتوب ۲۴: یہ مکتوب سلطان غلام دستگیر کو وڈیرہ عبدالمجید خان کے گوٹھ بلوچستان میں ۱۳ جنوری ۱۹۳۸ء کو وصول ہوا ہے۔اس مکتوب میں کچھ وڈیرہ کے لئے اشیاء کا لکھا ہے اور وظائف تحریر فرمائے ہیں۔متن ملاحظہ ہو:

"۷۸۶ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ

برخوردار نورچشم میاں غلام دستگیر صاحب طول عمرہ وبلغ باتمناہ

ازطرف دعا گو فقیر محمد نواز بعد دعوات مزید بخت وحیات کے واضح ہو آپ کے تین خط ملے ہیں الحمدللہ آپ خیریت سے ہیں۔خط امیر کا آیا ہے لعلو مستوئی میں مقیم ہے اسکی طرف آج خط لکھوں گا وہ آپ کے پاس آجاوینگے اور وڈیرہ کو جو چیز خوش ہو لے لیوے اس کے بدلہ اور مال جس جگہ قدرت کو منظور ہوگا خرچ ہوگا۔اب ہم وڈیرہ کے واسطے دربار پر مقیم ہیں اگر وہ کراچی جاوے تو ہم بیٹھا نہ رہوں یا ہم آپ کے پاس آجاؤنگا یا کیسے اور طرف۔تم پریشان نہ ہو۔اپنے ذکر فکر اور قصیدہ غوثیہ کا ورد اور سویرے۔۔۔سورہ مزمل پڑھنا۔جب گھوڑے آجاویں چلا جانا۔اب اپنا ورد وظیفہ اچھا کرو سردی ہے۔عبدالمجید خان کا مکان بھی اپنا گھر ہے۔وڈیرہ غوث بخش کے پاس مرید

سلطان(۱) کو سال ہونے والا ہے تنگ نہیں ہوا۔ایک بیس دن کے رہنے سے عبدالمجید خان بھی تنگ نہ ہوگا۔یا بندوق وڈیرہ والی کے ساتھ شکار کرلیا کرو تین چہار گز کو جو پہلی (۲)۔۔۔بخدمت شہوانی پیرو ملاں عمر و اسپلنجی وجمیع اہل مجلس کو سلام علیکم

مکتوب ۲۵: یہ مکتوب مورخہ نامعلوم فقیر بجار ولکمیر کو تحریر ہوا ہے جن کا پتہ اس طرح درج ہے۔ملک بلوچستان، ضلع سبی اسٹیشن بیلپٹ ڈاکخانہ مقام بھاگ معرفت میاں گل محمد خزانچی ولد محمد اکرم شیخ کو ملکر بجار ولکمیر ہلعلومستوئی میں ان کو ملے۔اس مکتوب میں فقیر میرا خان جو گھوڑوں کی خدمت کیا کرتا ہے اس کی غلط بیانی پر اس کے لئے سرزنش لکھی ہے اور وہ غالباً ان دنوں صاحبزادہ غلام باھو کے ہاں خوب چرب نوالے کھا رہا ہوگا اسے وہاں سے فوراً گوٹھ وڈیرہ عبدالمجید خان ولد دولت خان کھوسہ بھیج دیں۔

مکتوب ۲۶: یہ مکتوب مورخہ تین مارچ ۱۹۳۷ء سے متعلق بنتا ہے۔جس میں سلطان غلام دستگیر صاحب کو ملتان میں حافظ صاحب (حکیم عبدالغفور خان) کے انتقال پر شدید رنج و تاسف کا اظہار کیا ہے۔اصل متن ملاحظہ ہو:

''۷۸۶

برخوردار عزیزی ام غلام دستگیر صاحب سلامت رہو

ازطرف فقیر محمد نواز بعد دعوات وتسلیمات واضح ہو حافظ صاحب کی فوتگی سنکر گرداب تحیر و تفکر میں غوطہ زن رہا۔دل غمگین نے ان کی مہربانیاں ودعائیں (دعاؤں) سے یاد کرنا۔اور خیر خواہ ہمارا اب کون ہے یہی افسوس ہے کہ ایک دفعہ ہم ملاقات کر لیتے اچھا خدا کو ایسا منظور ہوگا۔خدا تعالیٰ برادر غلام مصطفیٰ ومحمد حیات صاحب کو وہی برکت و طاقت دیوے پس ماندگان کو توفیق صبر دیوے۔آپ کو جب چھٹیاں ہو جاویں تو دربار مقدس چلا جاویں۔ہم سفر کر رہا ہوں علاقہ لیل پور (موجودہ فیصل آباد) میں۔پھر دربار سے آپ کو سفر میں منگوالیونگا۔اب پختہ پتہ نہیں آپ کے خط

(۱) حضرت فیض سلطان کے بڑے فرزند (۲) یہ جملہ واضح نہیں ہوا

Marfat.com

منگانے کا ۶ یا سات دن دربار پر رہو پھر آپ کو منگا لیونگا۔ ہمارے ساتھ چار گھوڑے ہیں نر۔ دو نر گھوڑے قابل (کابل) سے لے آئے تھے ایک سمند اور ایک خنک ہے۔ جب آپ گھوڑوں کے ساتھ آؤ گے پھر میں ساتھ کسی اور کام کو لگونگا۔۔ نور حُسین و محمد مشتاق ہمارے ساتھ ہیں۔ جمیع فقیران کی طرف سے السلام علیکم۔

مکتوب ۲۷: یہ مکتوب خلیفہ محمد بخش شہوانی پیر کے نام ڈنگڑا بمقام حاجی ضلع قلات ارسال کیا گیا ہے۔ ۱۵ فروری کا مرسلہ ہے۔ سال واضح نہیں ہوا۔ اس میں شہوانی پیر اور خلیفہ محمد یوسف دونوں کو مشترکہ خط ہے۔ خلیفہ محمد یوسف (بدوزئی) کو چارسو روپے لے کے دربار پہنچنے کا کہا گیا ہے ادائیگی ۶ ماہ تک ہوگی۔ تعمیری کاموں کے باعث وہ خود مسافرت کو نہیں نکل سکتے۔

مکتوب ۲۸: یہ مکتوب سلطان غلام دستگیر کے نام تحریر ہے۔ تاریخ حاصل نہ ہو سکی۔ مکتوب الیہ کا پتہ اس طرح ہے۔ ضلع سبی اسٹیشن بیل پٹ مقام بھاگ گل محمد خزانچی سابق ولد محمد اکرم شیخ صاحب کو ملکر صاحب زادہ غلام دستگیر اولاد سلطان صاحب۔ خط میں محرم الحرام کے موقعہ دربار شریف بلایا ہے نیز ملتان سے کچھ پھلدار درختوں کی نرسری لانے کو بھی کہا ہے۔ متن ملاحظہ ہو:

"۷۸۶

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ

برخوردار عزیزی ام غلام دستگیر صاحب طول عمرہٗ از طرف فقیر محمد نواز سگ در بار شاہ سلطان بعد دعوات مزید بخت و حیات کے واضح ہو کسی گھاس کی جگہ گھوڑے چھوڑ کر جلدی دربار پر آجاؤ کیونکہ محرم کے موقعہ سے پہلے بُوٹے وغیرہ شاہ صاحب سے لادیں اور دو یا تین بوٹے انب کے ایک دو سنگترے کے پیمدی (پیوندی) ملتان سے خرید کر کے ہمراہ لاویں اور شہوانی پیر کو ہمراہ لادیں اور تمام خلیفے گھوڑوں کے ساتھ چھوڑیں۔ محرم گزار کر تم پھر واپس جانا گھوڑوں کے پاس یا ہم جاؤں گا۔ محرم کی اول یا دوسری تک ضرور آجانا اگر آگے آؤ بھی آپ کی مرضی تمام خلیفوں کو سلام علیکم جو آپ کے ہمراہ ہیں۔ جب تم یہاں آؤ گے پھر ہمارا جانا کسی طرف ہوگا جانا۔ اور گل محمد صاحب

خزانچی کو بعد سلام علیکم کیواضح ہوا ایک لفافہ ہم غلام دستگیر صاحب کے نام لکھا تھا وہ تم نے محمد مشتاق و محمد شریف کو کیوں دیا آپ کے پاس پڑا رہتا۔ اب یہ کارڈ اپنے پاس رکھیں یا لعلو مستری میں بجار مستوئی کے پاس پہونچا (پہنچا) دیویں۔ جس جگہ صاحبزادہ ہوگا وہ پہنچا دیویگا۔''

مکتوب ۲۹: یہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء کا مکتوب سلطان غلام دستگیر کے نام ہے جو ان دنوں نواز کوٹ گومل ڈیرہ اسماعیل خان میں تھے۔ اپنا پروگرام لکھا ہے اور فرزند عزیز کو تعمیری کام جاری رکھنے اور بار برداری کے اونٹوں کی خدمت کو توجہ دلاتے ہیں۔ اصل متن ملاحظہ ہو:

''۷۸۶

برخوردار عزیزی ام غلام دستگیر صاحب طول عمرہٗ

از طرف فقیر محمد نواز بعد بعد دعوات واضح ہو آپ سے بعد تیسرے دن ہم اور محمد عزیز صاحب و نور حسین اور ۶ فقیر اور سندھ کی طرف روانہ ہو گیا ہوں براستہ خیر پور ڈھرکی اور کشمور کے آج کشمور سے روانہ ہو کر وڈیرہ عبدالمجید (کھوسہ) کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ تم کام میں مستریوں کو لگانا۔ دریار اور بکھر کا کام لکڑ (لکڑی) تمام نکلے گی یا نہ خلاصہ لکھیں کب تک مستری کام نکالیں گے۔ اونٹوں کی خدمت کریں کہ فربہ ہو جاویں ہے۔ تمام احوال حمل خان اور اونٹوں کا مجھے معلوم۔ اونٹ عبدالرحمٰن یا حمل خان کے ذمہ لگا دیں رات دن گھاس موجود ہو کوشش کریں اور کسی جگہ نخود چنے سبز لے کر اونٹوں کو کھلا دیں کہ فربہ ہو جاویں اور پلھان (پالان) بنوانے اونٹوں کے۔ جس کا چھکڑا ہے ان کی پلھان (پالان) کی ضرورت نہیں۔ جواب وڈیرہ عبدالمجید کے پاس روانہ کرنا جلدی وزیرخوں کا احوال لکھنا۔''

مکتوب ۳۰: یہ مکتوب بھی حضرت صاحبؒ کا ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء کا ہی ہے جو صاحبزادہ عمر دراز و الطاف علی (راقم کتاب ھذا) کے نام تحریر ہوا۔ اس تاریخ پر راقم صرف پچیس روز کا تھا۔ گویا یہ مکتوب آخری تھا جو حضرت صاحبؒ کے قلم و دست مبارک سے دربار شریف کے پتہ پر ارسال ہوا۔ پتہ اس طرح درج ہے: ضلع جھنگ، تحصیل شورکوٹ ڈاک خانہ مقام دربار حضرت سلطان

Marfat.com

العارفین حضرت سلطان باھو صاحبؒ چاہ سمندری صاحبزادہ عمر دراز والطاف علی کو ملنا۔خط میں اپنا پروگرام لکھا ہے۔تعمیری کام کے سلسلہ میں اور درختوں کی حفاظت کا لکھا ہے مزید شیشم کے پودے لگانے کا لکھا ہے نوزائیدہ فرزند الطاف علی (راقم الحروف) سے محبت وشفقت پدری کے اظہار میں خط پر اس کے انگوٹھے کا نشان طلب فرمایا ہے۔متن ملاحظہ ہو:

''برخوردار عمر دراز والطاف علی طول (عمر ہما)

از طرف فقیر محمد نواز بعد دعوات مزید بخت وحیات کے واضح ہو آپ سے روانہ ہو کر ہمراہ محمد عزیز صاحب ونور حسین اور چار فقیروں کے کشمور تک پہنچ گیا ہوں۔صبح کو انشاءاللہ ریل پر سوار ہو کر دل مراد کے اسٹیشن سے اتر کر وڈیرہ عبدالمجید خان (کھوسہ) کی جگہ پہنچ جاؤں گا قریب ۴۵ روپے ریل کا کرایہ اور بگھیوں کا امید ہے ہو گیا ہو گا۔محمد عزیز صاحب کو بکھر کی طرف ہم نے روانہ کیا ولیکن نہیں گیا ہمراہ ہے اور نبی شاہ اور فقیر عمر بخش کی بہت خدمت کریں چرب نوالہ دیں۔۔۔خدمت۔۔۔ن کے دیواریں بنا دیں۔بوٹوں۔۔۔اور دوسرے روز ضرور پانی لگا دیں۔فقیر نبی شاہ وعمر بخش کو بعد سلام علیکم واضح ہو کہ تمام بوٹیوں پر بڑے بڑے دیواریں بنا دیں کہ اونٹ وغیرہ بھی نا کھا سکے۔زندگی باقی اس ملک کا سفر کر کے ایک دفعہ دربار پر آوں گا۔واسطے بوٹیوں کی دیواریں دیکھنے کے اور۔۔۔کسطرح اپنے لئے ہے بوٹیوں کی اور پانی ہر دن لانا ڈالنا اگر تکلیف نہ ہو تو اور ۱۵ ابیس ٹہلیاں (شیشم) مالی سے لگا دیں بطرف شمال مسجد سے اور دیوار مسجد والی سے ۱۵ گام (قدم) دس گام دور ضرور اور تمام احوال وڈیرہ عبدالمجید کے پاس روانہ کریں۔اور ہمارے طرف بھی احوال لکھنا کہ کتنے بوٹے خشک ہو گئے ہیں برہان والوں سے دو بوٹے خشک ہوئے ہیں یا ایک اور۔۔۔اور خط روانہ کرنا الطاف علی کا انگوٹھا لگانا کاغذ پر۔

Marfat.com

کلام حضرت سلطان محمد نوازؒ

عارف ربّانی سلطان محمد نواز کا مختصر سا کلام دستیاب ہوا ہے جو حضرت غلام دستگیر القادری اور راقم الحروف کی کاوش سے ۱۹۶۲ء میں مجموعہ کلام سلطان محمد نوازؒ کے نام سے لاہور سے شائع ہوا۔ ان دنوں لاہور میں حافظ برکت علی قادریؒ کا غوثیہ کتب خانہ اور آرمی پریس شاہ عالمی دروازہ سرکلر روڈ پر دینی خدمات میں معروف تھا۔ انُ کی نگرانی میں طباعت کا کام کرایا گیا۔ مجموعہ کلام میں حضرت صاحبؒ کے تین رسائل ہیں۔ دُرّ المعارف، عندلیبِ لاہوت اور دیوان محمد نوازؒ۔ ان کے علاوہ حضرت صاحبؒ کے رقم کئے ہوئے شجرے اور ایک مکتوب ہے جن کا ذکر ترتیب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

رسالہ دُرّ المعارف

یہ رسالہ فارسی میں منظوم مثنوی ہے جس میں تصوف وعرفان ومقام وفیوضات حضرت قدس سرہ پر آپ نے آگہی دی ہے یہاں آپ کا مخصوص انداز اور جوش وجذبہ وعقیدت کا اظہار ملتا ہے۔ ابلاغِ عامہ کے لئے فارسی مثنوی کا سلیس اردو میں ترجمہ پیش کرنا مناسب سمجھا ہے۔

حمد:

اس عنوان میں خدا تعالیٰ کی ہستی کو بلا شبہ قرار دیا ہے اور زمین آسمان کو ایک سیب کی مانند قرار دیا ہے جس میں بہت سے کیڑے موجود ہیں۔ کہیں تو بیکار کیڑا ہے اور کہیں موتی کی طرح ہے۔ کوئی کیڑا تو اژدھا کی طرح مظبوط ہے اور کوئی چیونٹی کی طرح کمزور ہے۔ ایک کو تو نبی مرسل ﷺ کا نامِ گرامی ہے جو ظاہراً اس ذاتِ ربانی کا ہی نور ہے۔ عقل وفہم کو تجھ تک رسائی نہیں جبکہ کون سی وہ جگہ ہے جہاں تو نہیں ہے۔ اے نازنین تو نے آسمانوں، فرشتوں اور زمین کو پیدا کیا۔ تو نے جانور، پرندے، جن وپری پیدا کئے، کہیں خشکی اور کہیں تری رکھی۔ ہر جاندار کا تو رازق ہے میں گنا ہگار ہوں اور تو حلیم ہے۔ عجیب تو یہ ہے کہ میرے گناہ دیکھ کر تو پردہ پوشی کرتا ہے، اے

Marfat.com

ہمارے رب تیری مہربانی حیران کن ہے۔تو واحد و لاشریک ہے تو ہر جگہ موجود ہے یہ جہان تیری ہی ایک چادر ہے۔زمین اور آسمان پوست (چھلکا) کی طرح ہے (مگر) جہاں بھی دیکھیں وہاں دوست (تو ہی) ہے۔کوئی بھی ہلائے بغیر نہیں ہلتا، تمام مخلوق کو شمع دان جانو۔جدھر بھی دیکھو اسی کا ہی ظہور ہے، تو ہر پہاڑ کو (اب) کوہ طور سمجھ۔کوئی بھی نہیں (وجود کسی کا نہیں) ہے، اگر کوئی ہے تو اس کے ساتھ ہی ہے، اے مسکین نواز تو خاموش ہو جا تو خود پھول ہے اور بلبل بھی ہے۔

ثنا:

اے نواز تو محمد ﷺ، محمد ﷺ کہتا رہ (کیونکہ) محمد ﷺ کی محبت تجھے بے نیاز کر دے گی۔اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو یہ جہان نہ ہوتا اور خدا کی قسم زمین و آسمان نہ ہوتے۔آدمؑ کے وجود میں جب محمد ﷺ آئے تو فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم صادر ہوا۔یہ مسکین نواز اس سے زیادہ کیا کہے تو سمجھ لے اور راز دان بن جا۔

ایک دعائیہ (فنافی الشیخ کے استغراق میں):

حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنی جامع قرآنؓ، حضرت علی شاہ مردانؓ ان چاروں کو تو آئینہ کی طرح جان لے، اس آئینہ کے مخالف کو سمجھ لے کہ نابینا ہے۔ان چاروں آئینوں کے ساتھ حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کو تو مثل آفتاب سمجھ، اے نواز اھل ھوس ان کو کیا جانے، میں شاہ حسنؓ و شاہ حسینؓ کے قربان جاؤں اے خارجیو ان دونوں کو نور عین جانو۔اے خداوند پنجتن پاک کے طفیل تو میرے سینہ کو اپنے عشق سے چاک کر دے۔بطفیل حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ اور چہار اصحابؓ کے مجھے تیرے دیدار کے بغیر اور کچھ نہیں چاہیئے۔پیر محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے طفیل مجھے اپنے عشق میں تو بہادر کر دے۔حضرت سلطان باھوؒ کے طفیل یہ نفس ہر دم ذکر یاھو کرتا رہے۔شاہزادہ ولی محمدؒ کے طفیل تو مجھے اپنی نگاہ میں رکھ، میں جو بیحد گنہگار ہوں۔حضرت محمد حسینؒ کے طفیل ہی اس کی نظر سے میری آنکھ ہمیشہ بیدار ہے۔نور محمدؒ کے مظہر کے طفیل نور محمدؒ کا نور شیرین انگور کی طرح عجیب پایا ہے۔حضرت ولی محمد کے طفیل شاہِ سرمد رب تعالیٰ کا لقب

Marfat.com

لوحِ (قلب پر) ملقب ہوگیا ہے۔ غلام میرانؒ کے نظر (رحمت) کے طفیل میرے لئے ہر طرف نور خورشید کی طرح روشن ہے۔ حضرت سلطان غلام رسولؒ کے طفیل میرے ظاہر و باطن میں اس کا فیض ہے۔ حضرت نور محمدؒ کے طفیل نور محمدؐ ہی میرا حبیب اور میرا طبیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے نور محمدؐ کو دیکھ لیا، نور محمدؐ کے ایک ہی نظر کا میں شہید ہوں۔ نور محمدؒ سلطان غلام رسولؒ سے ہی ہیں نور محمدؐ سے ہی یہ جہان گلزار بن چکا ہے۔ نور محمدؐ سے یہ جہان پر نور ہو گیا ہے اس نور محمدؐ سے ہزار منصور بن گئے۔ جو شخص کافر و ملعون ہوا نور محمدؐ نے منکر و حقیر ہوا۔ جو شخص بانصیب نہیں نور محمدؐ اس کا حبیب نہ ہوا۔ نور محمدؐ سے تمام جہان منور ہے اے احمق گدھے تو بصارت نہیں رکھتا۔ نور محمدؐ سے اس جہان کو روشنی حاصل ہے۔ عارف کے لئے یہ راز ظاہر ہے۔ اگر تو نور محمدؐ کو نہیں دیکھتا تو خوشہ وحدت کو بھی حاصل نہیں کر پاتا۔ اگر تو نور محمدؐ کو دیکھ لے تو یقین کر لے کہ مولا تک پہنچ جائے۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق تعالیٰ کو دیکھ لیا یہ عجب موتی میرے سید ﷺ ہی کا بیان کردہ ہے۔ ہوا و حرص کو تو چیونٹی کی طرح حقیر سمجھ جس سے گویا کوئی اندھا روشنی نہیں پا سکتا۔ تیرے دربار کا سگ یہ نواز ہے۔ نور محمد سے ہی اس کی آنکھ بیدار ہے۔ میں کبھی تو پاک اور کبھی خبیث ہوں کبھی فرعون اور کبھی موسیٰ ہوتا ہوں۔ میں نہیں سمجھتا کہ میں کیا ہوں۔ بحر وحدت میں میری پہچان گُم ہے۔ میں نے ماسوا کی مکمل نفی کر دی میں نے قلب کو نیلوفر کی رنگت میں کر لیا۔ تو جانتا ہے کہ یہ نواز کا جسم ہے تو چشمِ دل سے دیکھ لے کہ یہ بھی ایک راز ہے۔ اس دل نے جس دن اسم باھو کو پڑھا، مجھ سے میری انا ختم ہو گئی اور وہ دوست ہی مجھ میں رہ گیا۔ میں اس کے بغیر کسی کو نہیں جانتا ہوں میرے لئے مگس بھی شہباز ہے۔ میرے وجود پر عجیب لہر آئی ہے اپنے محبوب کے سامنے سجدہ میں رہتا ہوں۔ میں اس کے وجود میں اس طرح محو ہو گیا ہوں، یہی سمجھتا ہوں کہ میں خود وہی ہوں۔ میری انا چلی گئی تو پھر میں یہاں کیوں ہوں، مسافر ہوں یہاں نہیں رہونگا۔ لامکان میرا مکان ہے، یہ جہان تو محض سیاحت کے لئے ہے۔ اے بھائی میں نے بہت سیر کر لی ہے (اب) مجھے میری قبر ماں کی طرح بلا رہی ہے۔

همہ اوست:

اس جہان کو خاک کی مٹھی سمجھ لو (اور) ظاہر و باطن اسی ذات پاک کو ہی جانو۔ تو اگر اس ذات پاک کی حضوری نہیں پاتا تو پھر جا اور اپنا لباس عشق سے چاک کر دے۔ جہاں کہیں بھی عشق آتا ہے تو غیر رخصت ہو جاتا ہے، کبھی مسجد میں اور کبھی مندر میں وارد ہو جاتا ہے۔ جس کسی کا سینہ عشق سے جل اٹھا تو وہ پھر دن رات عشق کے احوال ہی سیکھتا رہا۔ اے اہل ہوس تو عشق حقیقی کے احوال کو کیا جانے، تو تو دنیا میں مکھی کی طرح ہاتھ ملتا رہتا ہے۔ تو شہباز ہے مکھی کیوں بن گیا ہے، ہمت کر اور کامل کا ہاتھ ہی بس پکڑ لے۔ شہباز تو کچھ بھی نہیں تو ھُما ہے، تو زمین و آسمان کا مالک ہے۔ جس کسی پر بھی اس (ھُما) کا سایہ قدرے پڑ جاتا ہے اس کا مقام عرش سے بلند ہو جاتا ہے۔ تو نے اے بیوقوف اپنی بادشاہی اور سلطانی کا طمطراق برباد کر دیا ہے۔ تو اپنے ملک کا خزانہ یاد کر اس کہنہ عمارت کو آباد کر لے۔ تو چونکہ خاص انوار خداوندی ہی ہے دیدار خدا تعالیٰ کو کیوں حاصل نہیں کرتا۔

فساد نفس و شیطان:

چشم بینا کو شیطان نفس نے اندھا کر دیا ہے، اس ملعون کو اسم اللہ کے تصور سے ہلاک کر دے۔ اے بھائی تو جب نفس پر سوار ہو جائے گا تو اسی دم ہی پروردگار کو پا لے گا۔ نفس اور شیطان جب تیرے ساتھ ہوں تو پھر اپنے سے بڑھ کر تو کسی کو گمراہ نہ سمجھ۔ میرے دوست تو خود ہی تو نفس اور شیطان ہے جبکہ تو سوچ رحمٰن کا تو نور ہے۔

اوست ہادی و مضل:

وہ دوست جس کو بھی گمراہ کر دیتا ہے تو پھر اسے کسی راستہ پر اعتماد نہیں رہتا۔ جب وہ کسی کو ھدایت کرتا ہے تو وہ چلتے ہوئے راستہ میں کئی راستے پالیتا ہے۔ جب وہ کسی کو بادشاہ بنا دیتا ہے تو پھر کسی کی طاقت نہیں کہ وہ تباہ ہو جائے۔ وہ خود ہی ہر ایک کو خوار و غریب حال کر دیتا ہے وہ

Marfat.com

ہمارے قریب رہنے والا ہی تو سرزنش کرتا ہے۔ ہر ایک کو رنج وعتاب تو وہ خود دیتا ہے۔ کوئی شخص بھی اپنی کوشش سے عیش ومسرت نہیں پاتا۔ وہ ہر ایک کو خود رنج وعتاب دیتا ہے، بھلا کس کو یارا ہے کہ اس پر اختلاف کر سکے۔ دنیا میں وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اس کا حقیقی فاعل ہے۔ وہی دوست ہی تو ڈوری کھینچنے والا ہے۔ جب تو جانتا ہے کہ وہی تو ہے اور کوئی نہیں تو اس کے بغیر کسی کو فریادرس نہ بنا وہی تو ہے جو اول ہے آخر وظاہر وباطن ہے اس بات پر عارف کے بغیر ہر ایک کو یقین نہیں آتا۔ پس اس ذات کے حضور میں ہمارا قصہ تو پورا ہو گیا (جب) پہلے پہل ہمیں شراب سے لبریز جام دوست نے عطا کر دیا۔

ضرورت رہبر:

رہبر کے بغیر تو راستہ اختیار نہیں کر سکتا، لاٹھی کے بغیر تُو کسی دروازے پر دوڑ نہیں سکتا۔ رہبر کے بغیر تو راستہ کھو بیٹھتا ہے، لاٹھی کے بغیر کتے کے کاٹنے کی فکر رکھو۔ میرے پیر کی طرح پیرِ کامل حاصل کر، وہ تو پیر باھو ایک بینظیر سب پر واضح ہے۔ اگر تو ان کا مزار مبارک دیکھ لے تو خود کہو گے کہ یہ ہرگز خاک نہیں ہے۔ نور حق سے وہ مزار پُر ہے، تو سلطان (العارفین قدس سرہٗ) کے ہاں آ کر اپنا شک دور کر لے۔ میں نے جب اس دین کے مرشد کا مزار دیکھا تو میرے قلب پر اسم اللہ یقین کی دولت سے جاری ہو گیا۔ میں مسکین نوازؔ ملک بھر میں پھرا ہوں اور اپنا حال وقال پھر سے بیان کرتا ہوں۔ میں حضرت باھُوؒ کے دربار مبارک کا کتا ہوں، باھُوؒ کے گلشن کا ہرن ہوں۔

صحبت پیر نقشبند: ایک سیّد صاحبِ جذب پیر سے رب تعالیٰ کے فضل سے میری ملاقات ہوئی (تو ان کے) نقشبندی طریقہ پر مجھے یقین حاصل ہوا۔ پیر صاحب کا اسم مبارک پیر سراج الدینؒ ہے بلاشبہ وہ ایک صاحب ولایت بزرگ تھے وہ اپنے جسم کی نفی کر چکے تھے (نفس وھوس سے پاک تھے) میں نے طریقہ نقشبندی کے تحت بارہ سال کا عرصہ اللہ کے فضل سے عبادت وریاضت میں گزارا۔ دن رات ذکر وفکر میں حق تعالیٰ کی یاد میں رہا (مگر بالآخر محسوس کیا کہ) میں نے (بغیر مشاہدہ ودولت عشق کے) پاگل پن میں فضول وقت گنوایا۔

کشش سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز:

مجھ پر جب حضرت سلطان باھوؒ کی کشش نے شدت اختیار کرلی تو وہاں کا ذوق وشوق ختم ہو گیا اور مجھے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ حضرت باھوؒ نے اپنی توجہ سے مجھے بہرہ وگنگا کر دیا، میرا زھد ،تقویٰ اور قلبی وسرّی ذکر سب جاتا رہا۔ پھر دوسری توجہ سے حضرت قدس سرہٗ نے مجھے یقین کی دولت عطا کی اور تلقین وارشاد سے نوازا۔ میں نے حضرت قدس سرہٗ کی تصانیف کا خوب مطالعہ کر لیا تھا اور ان سے حقیقی موتی چُن لئے تھے۔ سلطان العارفین (قدس سرہٗ) نے جب توجہ فرمائی تو میں وحدت میں ایسے گُم ہوا کہ (ظاہراً) دین سے گُم ہو گیا۔ میں تو غوطہ لگانے والوں کی طرح (وحدت میں) غوطہ زن ہوں، اے نوازا اپنے اس طریقہ کو خفیہ رکھ۔ لوگ اگر ایسا رہبر پالیں تو روئے زمین پر طالب کہاں پیدا ہونگے۔ کسی نے بھی مرشد کا شکریہ ادا نہیں کیا اور نہ گدا صفت اللہ تعالیٰ کا مشکور ہوا۔ میں جو کچھ زبان پر لارہا ہوں (پیغمبر) آخرزمان ﷺ کا فرمان ہے۔ میری یاد سے دنیا وعقبیٰ (ہردو) نکل گئے ہیں میرے اندر تو اس دوست (حقیقی) نے مقام کرلیا ہے۔ میں جہاں بھی دیکھتا ہوں اسی کا چہرہ نظر آتا ہے، میں جدھر بھی گیا ہوں اسی کی گلی نظر آئی۔ میں مسکین تو اس دنیا میں کچھ بھی نہیں ہوں، ہر نیک وبد میری نظر میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ میں اپنے جسم سے فانی ہو گیا ہوں، (گویا) منصور کا نقارہ بجا چکا ہوں۔ اے جوان تو اگر خود بینی سے چھوٹ گیا تو اسی دم وحدت حق میں محو ہو گے۔ میرے محبوب نے مجھ سے پردہ اٹھا لیا ہے اور تیرے (آلائش دنیا کے) حجاب سے اس نے خود کو چھپا لیا ہے۔ جس کسی نے اپنے سے یہ حجاب ہٹا دیا تو ہر چیز میں وہ اس آفتاب (حقیقت) کو دیکھ لے گا۔ میرے محبوب کا جلوہ تمام خشکی اور تری پر موجود ہے، تو اس محبوب کا جلوہ اپنی ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ۔ اس محبوب کا جلوہ دل کی آنکھ سے دیکھ۔ (مگر) تیرے دل کی آنکھ تو سگ خصلت جسم سے اندھی ہو گئی ہے۔

کلبِ دنیا وقلب حقیقی:

اے عزیز تو دنیا کو کلب (سگ صفت) ہی سمجھ اور اسے رب تعالیٰ کے گھر (اپنے

قلب) سے دور رکھ۔ تو قلب کو اللہ کا حقیقی گھر جان لے اگر اس میں تجھے وہ ذات نظر نہ آئے تو سمجھ لے کہ وہاں سگ (نفس) موجود ہے۔ یہ بیت اللہ جہاں لوگ حج کے لئے جاتے ہیں مجاز ہے، اے الٹی سوچ والے گدھو۔ حقیقی بیت اللہ تو عاشقوں کے قلوب ہیں، اسے فاسق لوگ کیسے پائیں۔ مکہ اور گنگا میں وہ ذات کل نہیں ہے تو اطمینان سے آ اور اس پھول کو جسم میں دیکھ۔ میں نے جب ذات حق تعالیٰ کو وجود کے اندر پالیا تو پیرِ مغان کے آستانہ پر میں سجدہ ریز ہو گیا۔

سجدۂ ملائکہ: ذات حق تعالیٰ وجود میں آ گیا، اسیٰ لئے سجدہ کا حکم ہوا ہے۔ اگر آدم میں ذات خدا تعالیٰ نہ ہوتا تو اے بے شرم بتا پھر فرشتے کیوں سجدہ کرتے۔ جب اس لعین (ابلیس) نے (آدم) کے بت خاکی سے سر دور کر لیا تو اس ملعون عالم کو کوئی عزت نہ ملی۔ اس مردود نے کہا کہ میں عالم ہوں اور عشق حق کے رموز میں کامل ہوں۔ اس کی ذات کے بغیر میں کس طرح سجدہ کروں اور بت خاکی کو کس طرح خداوند عالم قرار دوں۔ وہ اس ذات پاک کی آمد کو نہ سمجھ سکا (اور) آدم کو (محض) خاک ہی جانا۔ یہ نہ سمجھا کہ جو (ذات مطلق) حکم دے رہا ہے اس نے قلب (آدم میں) اپنا مقام کر لیا ہے۔ وہ حبیب تو بے نشان و بے مکان ہے تو اسے بے مثل سمجھتے ہوئے اپنی جان کے قریب سمجھ لے۔

حدیثِ قدسی:

حدیثِ قدسی میں وارد ہوا ہے کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سماتا عقل و ہوش سے میری ذات بلند تر ہے، میں تو مومن کے دل میں بغیر پردہ کے موجود ہوں۔ اے عزیز من تو اگر سچا مومن ہے تو پھر اے پیارے اسے یقین کے ساتھ جان لے۔ تو اگر چہ ظاہر میں مومن ہے مگر تیرے اندر تو نفاق ہے اس دوئی سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تو نے اپنے آقا کے حضور کبھی (حقیقی) سجدہ نہیں کیا، اپنا چہرہ محض خاک پر رگڑنے سے کیا فائدہ۔ تو نے دل کی حضوری کے ساتھ ایک نماز بھی ادا نہ کی، اے نوآزتم پر بے حد افسوس ہے۔ تو دنیا میں تو کہتا ہے کہ صاحبِ حال ہوں، سچی بات کیوں نہیں کرتا کہ میں دجال (صفت) ہوں تو دنیا میں تو کہتا ہے کہ میں تو صاحبزادہ ہوں، مجھے تو

Marfat.com

سلطان باھوؒ نے شراب (حقیقی) عطا کی ہے۔تو نے چونکہ دنیا میں جھوٹا دعویٰ کیا ہے (اس لئے) جھوٹ کو افزائش نہیں ہرگز نہ ہوگی۔اے نوآز تو اپنے سے جھوٹ اور مکر دور کر دے تا کہ تو صاحبِ عرفان ہو جائے۔

ظہورذات:

عطر وہ ہے جو خود ظاہر ہو جائے نا کہ عطار بتائے، عاشق کا جسم رباب کی مانند اور اس میں رگیں تار کی مانند ہیں۔انگلیوں سے بھلا کس طرح آفتاب چھپ سکتا ہے جب تو گم ہو جاتا ہے تو وہ (ذات حقیقی) تجھ میں آجاتا ہے۔جب تو مٹی کا ذرہ دریا میں ڈال دے تو وہ ذرہ جیسے تو پھینکتا ہے دریا بن جاتا ہے ذرہ کا نام ختم ہو جاتا ہے اور وہ دریا کہلاتا ہے اسے ذرہ کا نام دینا نامناسب ہو جاتا ہے۔آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو اس سے تمام جن وانسان واضح ہو جاتے ہیں۔جب نور حق خاک، پر جلوہ گر ہو جاتا ہے تو اس (خاک) کی روشنی آفتاب سے بڑھ جاتی ہے۔(گویا) تیرے نور سے آفتاب روشن ہو جاتا ہے، تو مالک الملک ہو جاتا ہے نا کہ محض (ماتحت) مزدور۔تو جلد ہی اپنی اصل کی طرف لوٹنے کی کوشش کر، تو اس قید خانہ میں کباب کی طرح بہت ہی جُل بُھن چکا ہے۔

مرغ لاھوتی وقفس:

تو لاھوت کا پرندہ ہے جال میں پھنس گیا ہے، تو خود مخدوم ہے اب خادم بنے ہوئے ہو۔اس قید خانہ کو جلا کر اُڑ جا، تو اپنے کو مکھی نہ سمجھ شہباز ہو جا۔تو نے اس قید خانہ میں قیام کر لیا ہے اور یہاں دن رات آب ودانہ کی فکر لاحق ہے۔اس قید خانہ کو اے ہوسناک گھر نہ سمجھ لے، میں حیران ہوں کہ تو بھلا اس میں کس طرح خوش ہے! یہ آب ودانہ نہیں تو جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کے کھانے سے حسرت (ویاس) میں مبتلا ہوتے ہو۔آدم نے جب گندم کا دانہ کھا لیا تو جلد ہی ملائک کی جنت سے نکال دیا گیا۔ایک حریص پرندہ جب دانہ چگ لیتا ہے تو اس سے غم واندوہ میں پڑ جاتا ہے۔اے عزیز یہ کوئی آب ودانہ نہیں ہے جسے کھا کر تو اسے انگور جیسا شیرین سمجھنے لگا ہے۔(اور) یہ تیرا گھر بھی نہیں ہے تو قید میں ہے مسکین وحقیر کی طرح دربدر اور ذلیل ہے۔اصل غذا تو

Marfat.com

اس ذات پاک کا دیدار ہے، تو بھلا اس خوراک پر کیوں خوش رہتا ہے، تیرا گھر تو لامکان ہے، کسی بلبل کے لئے یہ گھر تو نہیں ہوتا۔ بلبل تو پھول کو دیکھ کر ہی نغمہ خوان ہوتا ہے، قید خانہ میں تو بلبل راز سے محروم رہتی ہے۔ تو بلبل ہے اور تیرے پاس خوشنما باغ ہے، اس باغ کے دیکھنے سے ہی تو پُر مسرت ہوتا ہے۔ گویا ایک بلبل ہے جو قید قفس میں گرفتار ہے، میرا روح نفس کی قید میں آچکا ہے۔ اے دوست میں بلبل ہوں میری فریاد سنو: پھول کی صُحبت بار بار یاد آتی ہے۔ اس بچارے بلبل کو زندان سے نجات دلاتا کہ اسے پھول کا وصل نصیب ہو جائے۔ میں بلبل ہوں اور ہر ساعت فریاد کر رہا ہوں، فریاد وزاری کرنا میری بندگی بن چکی ہے میں اس قید سے اپنے کو خود ہی رہا کرنے کی سعی کرتا ہوں، فریاد کر رہا ہوں مگر کوئی سنتا ہی نہیں۔ اپنی نادانی کے عالم میں ہی میں قید ہو کر رہ گیا اور (اصل) وطن کی طرف (زنجیروں میں) جکڑا ہوا جا رہا ہوں۔ سالہا سال گزر گئے کہ اس سختی میں پابند ہوں مجھے باغ، پھول، تخت وچمن یاد آتے ہیں۔ مجھ سے تمام دوست (اللہ کے ولی) چلے گئے (اور) عجب نصیحتوں کے موتی پرو کر میرے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ (یہ کہ) تو اس قفس کو توڑ دے گا تو عمدہ باغ حاصل کرلے گا، تو کوے کی طرح یہاں کے آب ودانہ پر خوش نہ رہ۔ بلبلوں کو تو باغ چاہیئے نہ کہ مکان، عاشقوں کو عشق چاہیئے نہ کہ وقت (کا قید خانہ)۔ تو اس بیچارے بلبل کے مرنے پر غم نہ کر کیونکہ (اس بدن کے مرنے سے) حیرت تو یہ ہے کہ سینکڑوں بدن حاصل ہوتے ہیں۔

قفس وجود:

تیرا جسم تیرے لئے قید خانہ بن گیا ہے، جب جسم نہ رہے گا تو اسم (اللہ) باقی رہ جائے گا جسم کے (زندان کے) بغیر روح مزے میں ہوتی ہے، (اصل میں) پرندہ قفس کے اندر بے یار ومددگار رہ جاتا ہے جسم سے آزاد روح جب پرواز کرتا ہے تو ایک لمحہ میں اس کی آواز عرش پر سنائی دیتی ہے۔ جسم سے آزاد روح پُر لطف ہوتا ہے تو اس پر خوش ہو جیسے کوئی پرندہ قفس سے چھوٹ جائے جب تو نفس کے قفس سے باہر نکل جاتا ہے تو باطن کے جملہ اسرار سے واقف ہو جاتا ہے۔ وجود کے اس جسم کو تو سایہ کی طرح سمجھ، خورشید کے طلوع ہونے سے سایہ کا تعلق نہیں رہتا۔

Marfat.com

ذات حق در نظر صوفی:

موجودات میں حق تعالیٰ کی ذات کی آمد سے صوفی کی نظر میں کسی (اور) کا وجود نہیں رہتا۔صوفی کی نظر میں ہر طرف ذات خداوندی ہے وہ کسی چیز کو اسکی ذات کی صفات سے جدا نہیں کرتا۔وہ جو کچھ کہتا ہے اس سے بدکار کیسے ہو، عاشق خود تو نہیں کہتا سب کچھ عشق کہہ رہا ہوتا ہے۔(جسطرح) طبلہ، ڈھول اور بندوق کی تو آواز ہوتی ہے مگر اس آواز کا فاعل تو بندہ ہوتا ہے۔ (اسی طرح) تمام مخلوق کو (مختلف) برتن جان لو، کسی میں دودھ اور کسی میں گندگی ہوتی ہے۔خود برتنوں کو بھلا کیا مجال ہے تو اللہ کا ذکر کرنے والے نور سے پُر ہے نافرمانی نہ کر تو برتن میں پیشاب ڈالے یا دودھ بیجان برتن کہاں سے آواز دے سکتا ہے۔(دراصل) ہر ایک کو روز ازل سے مقدر ملا ہے، تو اے بیچارہ اس پر حیران کیوں ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کوئی خوش بخت تو کوئی بد بخت ہوتا ہے آج تو اسکے لئے کیوں سوچتا ہے اس صانع نے تمہارا جو مقصد تہیہ کیا ہے اس کی طرف خوشی سے جاؤ (یہ تم پر منحصر ہے) دوزخ کی طرف جاتے ہو یا بہشت کی طرف۔

عاشقان حقیقی:

عشاقِ ذات کے لئے دوزخ وجنت میں فرق نہیں (کیونکہ) وہ محبوب حقیقی پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ان کے لئے خوشی اور غم بھی ایک ہیں وہ ہمیشہ حق تعالیٰ کے فرمان پر مطمئن رہتے ہیں۔عشاق (ذات) پر ہر دم نیا غم بھی صادر (ہوتا رہتا) ہے اور بیچارہ عاشق پھر بھی مزید کی خواہش کرتا رہتا ہے۔وہ ذات پاک عشاق پر نئے سے نیا بوجھ (ذمہ داری) ڈالتا ہے اور عاشق بھلا کس طرح محبوب سے سر ہٹائے۔عاشق تو (فنا ہو کر) اٹھ جاتا ہے وجود تو معشوق (حقیقی) کا رہ جاتا ہے، شیر (حضرت عشق) کے آنے سے لومڑی جیسی تمام نفسانی خواہشات رفع ہو گئے۔ معشوق (حقیقی) ہمیشہ زندہ ہے اور یہ عاشق فانی جان لے معشوق بادشاہ حقیقی ہے اور عاشق کو تو غلام سمجھ۔جو بھی منزل عشق میں آیا اس نے سر قربان کیا اور جب عاشق اپنے معشوق کو پالیتا ہے تو اپنا گھر ویران کر دیتا ہے۔عشق جب وارد ہوتا ہے تو معشوق کے بغیر سب کچھ ختم ہو جاتا ہے، گھر

میں جب آگ لگتی ہے تو سامان ختم ہو جاتا ہے۔ عشق وارد ہوتا ہے تو حرص وخواہشات دل سے غائب ہو جاتے ہیں، اس جسم کی خاک اُٹھ جاتی ہے اور (جسم کا نور) بمثال زررہ جاتا ہے۔ اے دوست جس کے ہاں عشق نہ ہو تو اس جیسا دنیا میں کوئی بدنصیب نہیں ہوتا۔ میں جو کچھ کہوں اے عزیز تو سُن، میں نے عشق سے زیادہ پُر لطف چیز کوئی نہیں دیکھی۔ تو انسانی شکل میں گدھے کی طرح ہے اے فکر مند تیرے دل میں تو سو بُت ہیں۔ انسان کو عشق درکار ہے نہ کہ کُلاہ (لباس کی نمود ونمائش)، صوفی کے لئے جَو کی روٹی حلوہ اور پلاؤ ہیں۔ دونوں جہان کے عاشق (دراصل) بادشاہ ہیں اگرچہ گودڑی میں وہ بیکس نظر آتے ہیں۔ اے بدنصیب تو عشق کی لذت نہیں پاتا تو پیرِ مغان کے دروازہ پر آ کر عاشق بن جا۔ تو شہد وشکر میں مزا حاصل کرتا ہے تجھے قضا کے چوبدار نے نابینا کر رکھا ہے۔ شہد شکر کی لذت محض وقتی ہے اور دردِ عشق (کی لذت) تمام بندگی کی اصل ہے۔

لذتِ دنیا:

کمینی دنیا کی لذت احتلام کی طرح ہے تو اس سے غسل کر لے رات گزر گئی ہے۔ اس کمینی دنیا کی لذت ایک خواب ہے یا اس طرح ہے جیسے کوئی بہتی ندی ہو (اسے ایک جگہ قرار نہیں) یہ جہان ایک بازار کی طرح ہے جہاں ایک بار ہی آنا ہوتا ہے۔ اب اے بھائی وقت ہے تو ہوش کر لے، تو اپنے کان سے غفلت کا پنبہ نکال لے۔ تو جب اپنے (اصل) وطن کو خالی ہاتھ جائے گا تو بچے اور عورتیں تم پر ہنسیں گی۔ سب دوست تم سے جدا ہونگے کوئی بھی مفلس گداگر کا دوست نہیں ہوتا۔ اے پیارے بھائی اب وقت ہے اس بازار (دنیا) سے تو چاہے تو جو حاصل کر لے یا میٹھے انگور لے لے۔ اے پُر ہوس انسان وقت کو ضائع نہ کر کیونکہ گزرا ہوا وقت واپس نہیں آتا۔ تیری عقل پر سو بار حسرت ویاس ہے کہ تو اس بازار سے تو رخصت ہی ہوگا۔ تو وطن کے سفر کے لئے زادِ راہ حاصل کر لے، جس آدمی کے پاس سفر کا خرچ نہ ہو تو وہ ایسے ہے جیسے بغیر پروں کے پرندہ ہو۔ اے فقیر تو زادِ راہ لے ورنہ قیدی کی طرح ذلیل وخوار ہوگا۔ تو جہان میں امیر وبادشاہ سب کو دیکھتا ہے کہ وہ کس طرح قبر میں مفلس وگدا کی طرح جاتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ کوئی مال

Marfat.com

نہیں لے جاتے، ان کے وارث ان سے مال لے جاتے ہیں جب وہ مرتے ہیں۔ وہ مرتا ہے تو دوسرے اس کا مال لے جاتے ہیں جیسے بچے مٹی سے خوش ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں تو بس یہی سلسلہ ہمیشہ چلتا رہتا ہے اور وہ پرندہ جو لالچی ہوتا ہے (دنیا کے) جال میں پھنسا کرتا ہے۔

بیوفائی دنیا:

میں نے دنیا میں کوئی وفا نہیں دیکھی جو کوئی بھی اسے حاصل کرتا ہے اس سے (بالآخر) جفا پاتا ہے۔ دنیا دیکھنے میں تو بڑی خوبصورت ہے، یہ پُرعیب نیا سا نیا شوہر لے لیتی ہے۔ یہ سفید بالوں والی مکار عورت کی طرح ہے جس پر کوئی بھی وفا کی امید نہ رکھے۔ اس عوت کو جو کوئی بھی حاصل کرتا ہے وہ اسے پہلے بدمست کر دیتی ہے۔ پھر اسے شراب سے مزید مست کر دیتی ہے، وہ خون کی مستی میں فسق و فساد کرنے لگتا ہے۔ نماز و روزہ سے (یہ دنیا) محروم کر دیتی ہے اس کے مکر و فریب سے بیچارہ انسان کیسے واقف ہو سکے۔ جس کسی نے اس بیکار عورت (دنیا) سے محبت کر لی وہ اسے خدا اور رسولؐ سے منکر بنا دیتی ہے۔ گویا وہ اپنے عاشق کو لازماً کافر بنا دیتی ہے۔ جسقدر رہو سکے تو اس (جہنم کے) تنور سے دور رہ۔

اہل دنیا:

تو دنیا والے کو سیاہ کوے کی طرح خیال کر جو مردار کھا رہا ہوتا ہے اور اپنے کو مالی کی طرح خوش باش سمجھتا ہے۔ (دنیا کی) مکھی شہباز ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، کہ اسکی پرواز (حالانکہ) پیشاب گاہ تک ہے۔ وہ اپنے کو حقیر نہیں سمجھتی خود کو بادشاہ اور وزیر گردانتی ہے۔ وہ سیاہ رنگ (بد اعمال) پیشاب (و مردار) جمع کرتی ہے اور گڑھے میں اپنے فریب کا جال ڈالتی ہے۔ جب وہ گڑھا مردار سے بھر جاتا ہے تو وہ ایسے خوش ہوتی ہے جیسے اس نے مصری سے پُر کر لیا ہو۔ کچھ دیر کے بعد وہ تیار ہو جاتی ہے تاکہ مصری کا ایک اور ڈھیر جمع کر لے۔ وہ نکلنے کی کوشش کرتی ہے مگر اسے راستہ نہیں ملتا جبکہ تمام راستے تو گندگی سے بند ہو چکے ہوتے ہیں۔ اے دوست تو اگر صاحب ہنر ہے تو اس کمینی دنیا سے ڈر اور جلدی کر۔ تو جب قبر میں جائے گا تو یہ خبیث پیچھے رہ جائیگی اس

Marfat.com

لئے تو اب میری نصیحت سن لے، کیا تو نے (اس بارے میں) حدیث (نبی اکرمؐ) نہیں سنی۔

الدنیا جیفة":

شاہ عرب ﷺ نے فرمایا تو دنیا کو حرام سمجھ اور اس کے طالب کو کتا جان۔ ایک اور حدیث سناتا ہوں تو اگر سننا چاہے جو اس طرح احمد مدنی ﷺ نے بیان فرمائی۔ اے بیٹے اپنے قلب کو خدا کا مقام سمجھ اے مشہور آدمی تو دنیا کی محبت کو کتے کی طرح (مردار) سمجھ۔ حق تعالیٰ کے ذکر کو تو اپنی ملکیت میں لا، جہاں کتا آجائے وہاں پر فرشتہ کس طرح آسکتا ہے۔ تو پہلے اس دنیا کو تین طلاق دے پھر خوب جھاڑو دے کر (دل کے) گھر کی صفائی کر لے۔ جب تو گھر کو خوب صاف کر لے تو پھر دیکھنا وہ باوفا محبوب وہاں جلد تشریف لائے گا۔ اگر باطن میں پلیدی ہو اور ظاہر صاف ہو تو اس پر وہ محبوب سخت سزا دیتا ہے۔ وہ محبوب سخت غضب اور جوش میں آجاتا ہے، یہی فرمان ہوا ہے تو اگر ہوش سے سن لے۔ ایسا گھر جسے تو نے پلید کر رکھا ہے میں نے اسے کبھی نہ دیکھا ہے نہ بھالا ہے۔ ایسے گھر میں تو نے مجھے کیوں دعوت دی، تو نے تو مجھے دشمنوں کی طرح دور کر دیا ہے۔ اب قیامت کے دن تم پر عتاب ہوگا میرا خطاب اب یہی عتاب بھرا ہے۔ میں نے جب تجھے ہوش اور عقل عطا کیا ہے اپنے فضل و کرم سے تجھے حضرت احمد مختار ﷺ کی سی شکل و صورت (انسانی) عطا کی ہے تو نے ان سے اپنی عزت دور کر دی ہے۔ تو نابینا ہو گیا ہے تیری آنکھوں سے نور غائب ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے تو نے اپنا گھر (جسم) خراب کر دیا ہے۔ تو ہمارے وصال سے کس طرح شراب حاصل کر سکتا ہے۔ تیرے ہاں تو نفس کا اژدہا احتیاج لئے بیٹھا ہے یہ بڑا شکار ہے اسے پھنسا لے۔ تو اس خبیث شیطان کو کس طرح مارے گا چاہے تو دن رات قرآن و حدیث بھی پڑھتا رہ۔ نفس (مرشد) کامل کے بغیر نہیں مرتا، اس لئے تو کامل رفیق کو اپنی زندگی میں داخل کرلے۔ تو کاملوں کی خاک بوسی دن رات کرتا کہ وہ اس اژدہا کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے باہر نکال دیں۔

مرشد کامل و مرشد ناقص:

کسی مرد کے بغیر سانپ کا سر کیسے کچل سکتے ہو، اس لئے تو پہلے مرد کامل کو حاصل کر۔

Marfat.com

صاحب دردمرشد مرد کولا (اور) نامردمرشد کی شکل نہ دیکھ۔ نامردمرشد کومونث سمجھ، کسی دیوانہ عاشق سے بدظن نہ ہو جاؤ۔ فقیروں کی صورت دیکھوتو ان کا ادب کرو چاہے تو ان کو گنگا میں دیکھے یا عرب میں۔ لیکن تو ہر کسی کا ہاتھ نہ پکڑ بہت سے ظاہر میں فقیر اور اصل میں ابلیس ہوتے ہیں۔ ہر جنگل تو جان لے شیروں سے پُر نہیں ہوتا اور نہ ہر سنگ لعل ہوتا ہے اور نہ ہر دریا میں موتی ہوتے ہیں۔ ہر سر بادشاہی کے قابل نہیں ہوتا، عشاق مچھلی کی طرح غرق (فی التوحید) ہوتے ہیں۔

فقیر عارف:

عارف کا دل تو نور حق سے پُر ہوتا ہے اس لئے کہ وہ حق تعالیٰ کا نور ہی ہوتا ہے۔ عارف کا جسم میرے اور تیرے ہی طرح ہے (مگر) اس کے قلبی نور کو وہم وگمان کرنے والا عقل کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ اس کا نور آفتاب سے زیادہ روشن ہے، تو بھلا بادل میں آفتاب کیسے دیکھ سکتا ہے۔ حق تعالیٰ کی قبا میں عارف کا مقام (پوشیدہ) ہے، عام انسان عارفوں کو کیسے پہچانے۔ اے بھائی جب فقر مکمل ہو جاتا ہے تو وہ ذات ظاہر میں بشر کہلاتا ہے ایسا کامل ہی مردِ فقیر ہوتا ہے، تو اسکی نگاہ سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اے دوست تو اگر ایسا کامل پالے تو یارِ غار کی طرح اس سے ہرگز اپنا منہ نہ موڑنا۔ اس کا دیکھنا دیدارِ ذات خدا کے مترادف ہے کیونکہ وہ مکمل ذات حق میں محو ہے۔ ایسے پیر مغان کو سجدہ (زیارت) کر، تو اگر وہم وگمان کے غدود رکھتا ہے تو اسے نکال دے۔ ہمارا پیر مغان ایسا سلطان ہو گیا جو تمام جن وانس کے لئے سجدہ گاہ ہو گیا۔ جب پیر مغان کا جسم تیرے دل میں قائم ہو گیا تو پھر خدا تعالیٰ کا بارہا شکر کر کیونکہ تو حکمت کو پا گیا ہے۔

تصور شیخ:

تو نے جب شیخ کا تصور دل میں قائم کر لیا تو گویا تو آب وخاک کے پیکر میں حق تعالیٰ کی ذات کو پالے گا۔ تو نے جب شیخ کا تصور پختہ کر لیا تو یقین کامل ہے کہ اللہ جلشانہٗ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور پالے گا۔ اپنے ہادی کی (ذات) اور ذات ربانی کو تو ایک ہی جان، اگر اس میں ذرہ بھی شک لاؤ گے تو کافر ہو جاؤ گے۔ یہ جو میں کہہ رہا ہوں صرف میں نے نہیں کہا، دیگر (اکابر

Marfat.com

صوفیاء) نے یہی کہا اور میں نے ان سے حاصل کر کے موتی پروئے۔

بلبل بوستان باھُوؒ:

میں (حضرت) باھُوؒ کے باغ کا بلبل ہوں، میں خوش نصیب ہوں عجب خوش کُن مقام رکھتا ہوں۔ میں پھولوں پر موجود ہو کر فریاد کرتا ہوں جس سے وہاں کے بلبلوں کے سر ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتا ہوں۔ نوازؔ چوں کہ دربار باھُوؒ کا سگ ہے اس لئے تمام اہل راز باھُوؒ کے سگ سے خائف ہیں۔ باھُوؒ کے دربار کے دروازہ کا کتا شیر کی طرح ہے، وہ ہمیشہ شیروں کو اپنے تابع کر لیتا ہے۔ باھُوؒ کے دروازہ کا کتا شیروں کا مغز کھا لیتا ہے، (دلوں میں کھوٹ رکھنے والے) اھل مرض کو بھلا اس پر کہاں اعتماد ہو سکتا ہے۔

مزار باھو علیہ الرحمتہ:

(حضرت) باھُوؒ کا مزار ھُو کا ذکر کرتا رہتا ہے، اگر میں نے صحیح بات نہیں کی تو وہاں ایک رات بسر کر (کے دیکھ لے)۔ میری نظر میں باھُوؒ کی خاک ایک پاک نور ہے، اس لئے کہ اس مٹی کا قرب (پاک) نور سے ہے۔ مزار کے ذرہ کا نور دریا کی طرح ہے، (مزار کی خاک کا) ذرہ تو اے بیٹے دریا میں گم ہے۔ خدا کی قسم میں تو وہاں ہرگز کوئی مزار نہیں دیکھتا (وہاں پرتو) ذات (حق) کی تجلی ہزار ہا بار ہوتی رہتی ہے۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ مجھے وہاں کوئی خاک نظر نہیں آتی، تم میری نگاہوں سے دیکھو تو وہاں تو آنجنابؒ خود (موجود) ہوتے ہیں۔

مناجات بہ بارگاہ سلطان باھُوؒ:

(حضرت) باھُو کا نور ہوسناک کس طرح دیکھ سکتا ہے، اے بادشاہ باھُوؒ تو جلد میری فریاد کو پہنچ۔ اللہ جلشانہٗ کے نام پر تو مجھ پر نگاہ فرما، تیرے بغیر اور کوئی میرا پشت پناہ نہیں ہے۔ اے سخی سلطان باھُوؒ نظر فرما، میرے جسم و جان سے غیر کو نکال دے۔ اے پیر باھُوؒ بادشاہ میرا صاف چہرہ گناہوں سے سیاہ ہے۔ اے سخی سلطان (باھُوؒ) میں یہ امید رکھتا ہوں کہ مجھے میری موت سے

Marfat.com

پہلے رُوسفید کرنا۔ اے باھُوتُو میرا آقا اور سردار ہے، یاھُو (جلشانہٗ) کا یہ سگ خاص طور پر جانتا ہے۔اے بادشاہ میرے سینہ کو صاف کر دے تا کہ ہر صبح تیری مدح پیش کرتا رہوں۔اے بادشاہ میرے سینہ کا رنگ ہٹادے تا کہ تیری تعریف میں میری زبان دن رات مشغول رہے۔اس خام کو وحدت کے علم میں پختہ کر دے تا کہ شراب (معرفت) کم نہ ہواور جام کولبریز فرما۔شراب کہنہ سے میرا جام پُر فرما، تا کہ شیریں شرابِ وصل پی لوں۔شراب (معرفت) کے پینے سے میں مست و بیہوش ہو جاؤں تا کہ تیری ذات (والا صفات) اس (فقیر کی) آغوش میں آ جائے۔(معرفت کی) شراب صاف جو سرخ (۱) رنگ میں ہے مجھے عطا فرما۔اے بادشاہ میں ایسی شراب (معرفت) چاہتا ہوں (جس سے) مجھ میں موجود حرص و ہوا تباہ ہو جائے۔دنیا و عقبیٰ کا خیال مجھ سے دور ہو جائے، مجھے بس اس قسم کی (شراب) معرفت چاہیئے جو صاف و گوارا ہے۔تیرا میخانہ (معرفت) خدا کرے قیامت تک آباد رہے، اے بادشاہ اس بیچارے نوازؔ کو (اپنی مہربانی سے) شاد کر دے۔یہ میخانہ قدیم ہے اور نہ ختم ہونے والا ہے، اے ساقی جام بھر بھر کر دیتا جا۔اس میخانہ سے ہزاروں (لوگ) شراب (معرفت) نوش کرتے ہیں (اور) ملک (معرفت) کے وہ بادشاہ ہو جاتے ہیں۔یہ قدیم میخانہ شراب (معرفت) سے بھرا ہوا ہے، یار لوگ یہاں سے شراب (معرفت) حاصل کرتے ہیں (اور) بعض (محرومین پی کر) گرا بیٹھتے ہیں۔

شرابِ وحدت:

یہ شراب ایسی ہے جو مذہب میں حلال ہے، میرا قلب اس سے ایک پودے کی طرح نشونما پاتا ہے۔یہ شراب تجھ سے (دنیا و آخرت کی ہوا و ہوس سے) حجاب میں رہنے والے حاصل کرتے ہیں یہ بھلا سکندر و جمشید جیسے (جاہ پسندوں) کو کہاں حاصل ہے۔اس شراب (وحدت) کو سوائے احمد مجتبیٰ ﷺ کے کسی نے نوش نہیں کیا (البتہ) پھر جس شخص نے حاصل کیا اسی محبوب حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کے باقی ماندہ (دسترخوان) سے ہی حاصل کیا۔اس کے دوست چاروں

(۱) عرش معلیٰ کے انوار و تجلیات سُرخ و سنہرے رنگ میں ہوتے ہیں۔

اصحاب (رضی اللہ عنہما) ہیں (اور) ہر ایک کے سر پر باران (رحمت) اُسی سے ہے۔ شاہ علیؓ نے وہ معرفت (وحدت) بے حساب نوش کی (اور) حسنین (رضی اللہ عنہما) نے (حضرت) شاہ بوترابؓ سے نوش فرمایا۔ میرے حضرت دستگیر (سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ) جو پیران پیر ہیں، (میخانہ) شراب وحدت کے وہ امیر ہیں۔

فیض یافتن سلطان باھوؒ:

میرے قبلہ اور آقا فقیر باھوؒ ہیں، جن کے ہاتھ میں مرشد نے خزانے کی چابی تھما دی۔ (وہ) مرشد عبدالقادرؒ (اور) حضرت احمد رسول ﷺ ہیں، (انہوں نے) باھوؒ کو فرمایا کہ ہرگز مغموم نہ ہونا۔ حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ نے اپنی رضا سے آپ کو دست بیعت کیا (اور) فرمایا حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ نے کہ باھوؒ تو مصطفیٰ ثانی ہے۔ (حضرت) محی الدینؒ نے باھو سے پورے واضح طور سے فرمایا کہ تم اور میں چشم بصارت سے (دیکھا جائے تو) ایک نور ہی ہیں۔ (حضرت) محی الدینؒ کو باھوؒ نے جواب دیا کہ میں باھو تو ایک ذرہ کی مثل ہوں اور آپ آفتاب ہیں۔ (حضرت) محی الدینؒ نے فرمایا کہ وہ ذرہ میں خود ہوں؛ آفتاب، راہرو اور راہ میں خود ہوں۔ اسی طرح پیر باھوؒ (تو) بینظیر ہیں، واللہ باللہ وہ تو دستگیر ثانیؒ ہیں۔ حضرت باھوؒ (کے بیان کردہ مقام) کے سامنے تمام طریقے کمتر ہیں۔ باھوؒ کے نور کو اندھے نہیں دیکھتے۔ مکھی اگرچہ اُڑتی ہے (مگر) باھوؒ کو عکس (حبیبؐ) جان لے۔ جو بھی اڑتا ہے اسے (وہ) دوست اڑاتا ہے، مجھے تو اسی طرح کام پر اعتماد ہو چکا ہے۔ ہر طریقہ (صوفیاء) کا بال و پر باھوؒ ہیں۔ سلطان (باھوؒ) کے سامنے (صوفیاء کا) ہر طریقہ مثل غلام ہے، باھوؒ مست گھوڑوں کو لگام دیتے ہیں۔ تو پیر قادریؒ کے سامنے کیا دم مار سکتا ہے، اگر دم مارے گا تو آخر کار غم میں مبتلا ہو گے۔

ہر طریقہ فیض یافتہ قادری:

ذات حق تعالیٰ نے قادریؒ کو طاقت عطا کی کہ پورا جہان اس پیر عربؒ کا (تصوف میں) مطیع ہوا۔ بغداد شہر کو تو ملک عرب سے جان لے، اس کا دشمن ایک ضرب سے ہلاک سمجھ لو۔

(حضرات صوفیاء) اہل چشت اور اہل نقشبند (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جیسی نامور ہستیاں شاہ بغدادؒ سے فیض یاب ہوئے (حضرت معظم سلسلہ صوفیائے) سہروردؒ بھی اسی آستانہ کے غلام ہوئے۔ میری اس بات پر عام (فہم) کہاں اعتماد کر سکتا ہے (صوفیاء کے) جس طریقہ کو بھی فیض عطا ہوا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میرے حبیب سے ہی انہوں نے پایا ہے۔

حکایت شاہ نقشبند:

اگر میری بات پر اعتماد نہ ہو تو دہلی میں اے دوست عبدالمعالی ہے۔ خوارق الاحباب اس کی تصنیف ہے اس نے ایک نہایت لطیف قصہ بیان کیا ہے سید امیر کلالؒ مشہور تھے جو اہل کمال اور غوثیت وقطبیت پر فائز تھے۔ شاہ محمد نقشبند نے سید امیر سے تلقین اسم (اللہ) پایا۔

شاہ بخاری (۱) نے جب ان کا دامن پکڑا تو امیر سید (کلالؒ) نے انہیں ذکر خوانی کے لئے تلقین کی۔ شاہ نقشبند کو پیر (کلالؒ) نے اجازت مرحمت کی اور ان کے قلب میں اسم حق نے تاثیر پیدا کی مگر پختگی حاصل نہ کی، انہوں نے کھانا پینا اور سونا ترک کر دیا۔ وہ بحر و بر میں گھومنے لگے حتیٰ کہ (حضرت) خضرؑ جیسے اہل درد سے ملاقات ہو گئی۔ شاہ نقشبند نے خضرؑ سے کہا کہ جلد کوئی نصیحت کریں۔ میرے دل میں اسم اللہ مقام پالے اس بارے میں مجھ پر کوئی نظر کریں۔ خضرؑ نے فرمایا کہ اے حضرت شاہ نقشبند اپنا رُخ بغداد کی طرف کر لیں۔ اے شاہ عبدالقادر مدد فرما کا وردا ے بہادر آدمی کیا کر۔ ہر رات کو ایسا ہی ورد کرتے رہو گے تو اعتبار کر و تم مخزن اسرار ہو جاؤ گے۔ مجھے اسم اللہ کا درس اس پیر نے عطا کیا جو (راہ سلوک میں) بے کسوں کا دستگیر ہے۔ خضرؑ سے جب یہ بات سُنی تو رات کے وقت ایک طرف کو دوڑنے لگا۔ جلدی سے اپنا رُخ بغداد شریف کی طرف کر لیا اے حضرتؓ موجود ہو جائیں اور فریاد سُنیں۔ اللہ کے لئے ہماری طرف نگاہ کریں کیونکہ میں نے آپ ہی کی طرف رُخ کیا ہے۔ حضرت پیرؓ نے اس کی طرف توجہ کی اور وہ اپنے مقاصد کو پہنچ گیا۔

(۱) خواجہ علاؤ الدین بخاریؒ (ف ۸۰۲ھ) پہلے سید امیر کلالؒ سے اور پھر شاہ نقشبند سے فیض یاب ہوئے۔ شاہ نقشبند سید امیر کلالؒ کے خلیفہ تھے (خزینۃ الاصفیاء ۱:۵۴۸، ۵۵۳)

Marfat.com

اس کے جسم میں بسم (کے الف کی طرف) اسم حق سما گیا، کامل ہو گیا اور دل کے ذکر اسم (کے سلسلہ سے) چھوٹ گیا۔ اے ابوالہوس میرے پیر کے فیوضات کو دیکھ، شہباز کے سامنے مکھی کیا دم مارے۔ ہر کوئی میرے پیر (کے التفات) سے پیر (کے مقام) پر پہنچا، میرے سردار (کی مہربانی سے) سردار ہوا۔ میرے پیر کے قدم کو ہر ولی نے اپنے اوپر بٹھایا، (میرے) پیر عبدالقادرؓ (حضرت) علی المرتضیٰ کی اولاد سے ہیں۔ عبدالقادر ان کا نام ہے جو (اللہ جلشانہٗ کے فضل سے) خود قادر ہو گیا، فقر تو ان کو شکم مادر میں تمام ہو گیا تھا۔ فقر جب تمام ہو جاتا ہے تو وہاں وہ محبوب ہی آ جاتا ہے اور بشر کا تو بس نام رہ جاتا ہے۔ تو جیسے پیالے کو پانی سے بھرا ہوا پاتا ہے اسی طرح وہ جناب (حق تعالیٰ) قلب میں آ جاتا ہے۔ آدمی تو پانی، آگ، ہوا اور خاک سے (بنا) ہے، جب (مقام) فنا پر پہنچتا ہے تو پھر وہی ذات (حق تعالیٰ) ہی (باقی) ہوتا ہے۔

عارف مراۃ الرحمٰن:

عارف کو عارف (ہی) پہچانتا ہے، عارف کا مقام لامکان سے پھر آگے رفرف (تک) ہے خام انسان عارفوں کو کیا پہچانے، تو عارف سے کہاں بات کر سکتا ہے۔ عارف کا قلب اے بھائی آئینہ ہے، (البتہ) اندھے کو آئینہ سے کیا حاصل۔ عارفوں کا وجود آئینہ ہو گیا جب عارف نے اپنا سینہ (معرفت کے) خزانے سے بھر لیا۔ اگر تو گدھا ہے تو اپنی شکل دیکھ لیتا ہے آئینہ میں تو اپنی شکل نظر آتی ہے۔ اگر تو سگ (صفت) ہے یا خنزیر ہے یا مکھی (صفت) ہے اے ہوسناک اپنا رُخ آئینہ میں کر لے۔ عارف پاک وصاف آئینہ ہیں، اے ظالم تو اپنا سیاہ چہرہ اس میں دیکھ لے گا۔ عارف کا قلب گہرے سمندر کی طرح ہے جو ہمیشہ (اُس) وحدت میں غرق رہتا ہے۔ جسقدر ہو سکے تو درویش کا خاکِ پا ہو کر رہ اور ہمیشہ دردو (عشق کے) غم میں رہ درویش کی خاک کو آنکھوں کا سُرمہ سمجھ اس کے دربار کے آستانہ پر لطف حاصل کر۔ تو اپنے پیر کے دربار پر اپنے کو پاک صاف کر لے اگر ایسا نہ ہوا تو پھر ہلاکت ہے۔ عاشقوں کی خاک پاک اکسیر ہے، عاشق کا مزار پُر تاثیر ہوتا ہے۔ تو عشق حاصل کر لے اور کسی عاشق کا ہمنشین ہو جا اور جس قدر ہو

Marfat.com

سکے غیر کا چہرہ نہ دیکھ۔ میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں دل و جان سے سُنو اور یہ فیض صحبت سے متعلق بیان ہے۔

حکایت تاثیر صحبت: ایک دن ہم نے اپنے گھر میں اپنے سامنے ایک صندوق رکھا۔ وہ صندوق عطر کی طرح معطر تھا، میں نے فوراً ہی اہل خانہ سے پوچھا، یہ کیسا صندوق ہے جو عطر وگلاب (کی طرح) ہے (جبکہ) کوئی عطر تو مجھے نظر ہی نہیں آتا کچھ بتاؤ تو سہی۔ اہل خانہ نے مجھے کہا کہ اے (ہمارے) صدیق میں نے اس صندوق میں بس عطر ہی کو ساتھ رکھ دیا تھا۔ (اب) صندوق میں تو عطر کا ذرہ نہیں رہا مگر صندوق سے اس کا اثر باقی رہ گیا ہے۔ عطر نے چونکہ صندوق کے اندر اپنی صحبت (وقرب) کر لی تھی تو وہ (صندوق) اس دلدار (عطر) کی صحبت سے خود (معطر ہو کر) معشوق ہو گیا ہے۔ تو اگر پیر مغان (۱) کی صحبت اختیار کر لے تو تو خود اس مغان کی تاثیر (صحبت) سے پیر ہو جائے گا۔

مقام فقر:

پیر ہو جانا تو محض رسم و رسوم ہے چاہے تو غوث قطب یا مقام قیومیت پا لے۔ فقیر کا مرتبہ غوث وقطب سے بالا ہے، فقیر وہ تو نہیں ہوتا جو ہر دروازے پر ذلیل وخوار ہو۔ عرش کرسی زمین و آسمان تو فقیر کے آگے ہمیشہ دست بستہ ہوتے ہیں۔ ذات خداوندی میں فنا حاصل کرنے والا فقر مکمل طور پر حرص وہوا سے جدا ہوتا ہے تو جب لوہے کو آتش میں ڈالتا ہے تو جب نکالو گے تو اس کا رنگ (آتش کے ساتھ) یکساں ہو جاتا ہے ذات خداوندی کے ایسے عشاق اسی ذات پاک میں اے طالب گم ہو جایا کرتے ہیں۔ معشوق زندہ ہے اور عاشق مر چکا ہوتا ہے گویا عاشق نے دونوں جہان پا لئے ہوتے ہیں۔ عاشق موت سے ہی زندہ ہوتا ہے، مرے بغیر وہ کہاں اس کا بندہ بنتا ہے۔ موتو قبل ان تموتوا (۲) کو مطالعہ کرو، اے شیر جوان اس حدیث پر عمل کرو۔ اے طالب تو اس جہان سے جلد غسل کر لے، اے بیٹے (دنیوی) بند کھول دے اور آزاد ہو جا۔

---

(۱) وہ مُرشد جس کا سینہ دردِ عشق میں ہمیشہ جلتا رہا ہو وہ پیر مغان ہے۔ (۲) (حدیث نبوی) مرنے سے پہلے مر۔

تو خالص سونے کی طرح پاک وصاف ہو جا، اے بے شرم تو اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔

مذمت ظلم:

اگر تو بے کس لوگوں پر زیادتی کرے گا تو اے ناقص لوگو اپنے کو ہی ذلیل کرو گے۔ تو جب عاجز اور یتیم پر ظلم کرتے ہو تو اس وقت رب کریم کا عرش کانپ اٹھتا ہے۔ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے یہ رب العالمین کا فرمان ہے۔ تو اپنے وجود پر اگر زیادتی کرے گا تو تیرا جسم غدود کی طرح بے کار ہو کر رہ جائے گا۔ تو اگر نیکی کرے گا یا برائی روا رکھے گا اس کی جزا و سزا حق تعالیٰ تیرے جسم کو دے گا۔ قیامت کے دن تو اگر ظالموں میں سے ہو گا تو وہاں عاجز ترین میں شمار ہو گے۔ اگر تو نے مسکینوں پر رحم کیا تو حق تعالیٰ تجھے جنت عطا فرمائے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس جہان کو ایک ساعت کے برابر شمار کیا ہے، اس ساعت میں تو اطاعت کی راہ پر رہ۔ آیت کریمہ کو تو نے فراموش کر دیا جس میں فرمان ہے کہ جن اور انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے (۱)۔

قول ارواحان و بارِ امانت:

اللہ جلشانہ' کی آواز الست بربکم (۲) جب سُنی گئی تو اس وقت تمام ارواح موجود ہوئے تمام ارواح نے برملا کہا، قالو ابلیٰ قالوا بلیٰ (۳)۔ تو نے جب پہلے ہی روز کو یہ وعدہ کر لیا تھا تو اب یہ نئی پشیمانی بھلا کیوں ہے۔ تو نے تو اے دوست امانت کا بار اٹھانے کو قبول کر لیا تھا لیکن اب تجھے اے دوست میں پشیمان پاتا ہوں۔ تو جاہل ہے فضول وعدہ کر لیا ہے (حالانکہ) زمین و آسمان نے یہ امانت قبول نہ کی تھی۔ پہاڑوں، سمندروں، میدانوں اور تمام درختوں نے اس امانت سے احتراز کیا تھا۔ اے جاہل تو نے کیونکر قبول کر لیا، اب جبکہ کر بیٹھے ہو تو ہرگز اس سے منہ نہ موڑو۔

---

(۱) الذاریات: ۵۶ (۲) الاعراف: ۱۷۲ (۳) الاعراف: ۱۷۲

Marfat.com

ذکرِ حق:

اے دردمند تو دن رات حق تعالیٰ کا ذکر کر، اے بندھے ہوئے پروں والے عرش برین کو پرواز کر۔ تو جب ذکر حق میں مست ہوگا تو تیرے سر سے پاؤں تک نورِ حق کی تابانی ہوگی۔ تو جب ذکرِ حق میں فانی ہوگا تو گناہ سے صاف و پاک ہو جائے گا اسم حق تعالیٰ جسم میں اس طرح ہو جاتا ہے جیسے پانی میں شکر ہو، جیسے تمام پانی میں شیرینی ہو جائے ذاکروں کا جسم اسم (حق) ہو جاتا ہے، جسم کے دریائے اسم میں ذاکر غرق ہو جاتا ہے ذاکر اس طرح محو ہو جاتا ہے جیسے دودھ اور پانی (کا میل ہو) تو اگر ذاکر ہوگا تو اس جناب حق کا چشمہ ہو جائے گا۔ جہاں بھی حق تعالی کا ذکر ہوتا ہے وہاں حق تعالیٰ ہی ہوتا ہے ذکر کے بغیر باقی سب (سخن و کلام) فضول یاوہ گوئی ہے۔ اے بھائی تو ذکر حق میں مست ہو جاتا کہ فرشتے، جن و بشر سب سلام کریں۔ ذکر ایسا نہیں ہوتا جیسے عام لوگ کرتے ہیں کہ زبان پر تو اللہ کا نام ہو اور دل میں سینکڑوں حرام (خیالات پل رہے ہوں)۔ زبان پر اللہ اور تسبیح ہاتھ میں (تو ہے مگر) کس طرح اے بت پرست تو نفس کو ذبح کرے گا۔ اے بت تراش تو دل میں سینکڑوں بت رکھے ہوئے ہے جس قدر ہو سکے ان بتوں کو کاٹ دے۔ اے فقیر تو نے اسلام کا دعویٰ کیا ہے تیرے حقیر قلب سے تیرا منہ کالا ہو جائے۔ (ظاہر میں اسلام کا نام اور باطن میں بت پرستی کرتا ہے)۔

روسیاہ از قلب سیاہ بہتر:

تیرے چہرے کی سیاہ رنگت سیاہ دل سے بہتر ہے کیونکہ تیرا قلب بادشاہ ہے اور جسم لشکر ہے، شاہ جدھر جائے گا لشکر ساتھ ہوگا جس طرف ہوا چلے گی چنگاری اسی طرف بھڑکے گی شاہ جہاں لڑائی کرے گا لشکر بھی وہاں سب کچھ قربان کرے گا۔ قلب بادشاہ ہے اور پورا وجود لشکر ہے تو قلب سے سیاہی اور دھواں دور کر لے۔ تیرا قلب جب آئینہ کی طرح صاف ہو جائے تو پھر تو (بلاشبہ) گلے سے ناف تک جسم (لشکر) کو سیر کر دے۔

Marfat.com

تاثیر آتش ذکر:

ذاکر کا شکم تو تنور کی طرح سمجھ (اس کے) شکم میں جو کچھ بھی آئے گا نور ہو جائے گا۔ لکڑی جب آگ میں پڑتی ہے تو دیکھتا ہے کہ وہ راکھ ہو جاتی ہے۔ ذاکر دن اور رات کو لکڑی کی طرح جلتا ہے اس حال کو وہ کیا جانے جو ذاکر نہیں (محض) نفس مار رہا ہے۔

فربہی نفس:

تو اگر چلہ کرے یا خلوت اختیار کرے نفس کو موٹا کرے گا شہوت پائے گا۔ تو اگر فقہ، قرآن وحدیث پڑھتا رہے گا (تو بھی) قلب کے ذاکر نہ ہونے سے تو ناپاک کینہ پرور رہے گا۔ تو اگر سو بار حج وزکواۃ کے فرائض ادا کرے گا پھر بھی ذکر کے بغیر نجات نہ پائے گا۔ تو اگر روزانہ نماز وروزہ اختیار کرتا ہے تو بھی ذکر کے بغیر دوست کا راز کیسے تم پر کھلے گا۔ تو زمین پر ہر دم سجدے کرتا ہے مگر اُس ذاتِ ودود کے ذکر کے بغیر بت پرست کی طرح ہی رہے گا۔ زاھدوں کی بندگی بت پرستوں جیسی ہوتی ہے، عاشق کی بندگی وحدت پرست والی ہوتی ہے۔

مذہب عاشق:

(وہ) ہر طرف اسی کی ذات کو ہی دیکھتا ہے بتوں کے عشق میں اسی حق کو دیکھتا ہے عاشق کی نظر میں سب ذات حق ہو جاتا ہے اس کی نظر میں بت بھی حق میں بدل جاتے ہیں۔ وہ جہاں بھی سجدہ کرتا ہے خدا کا ہی تصور کرتا ہے وہ لا کے ذکر سے صفات کو الگ کر دیتا ہے۔ عاشق کے مذہب میں سب کچھ وہی ہو جاتا ہے ذات حق تعالیٰ مغز اور وہ خود پوست ہوتا ہے تو ظاہراً بادام کو چھلکا ہی دیکھتا ہے مگر چھلکا دور کرتا ہے تو اس میں اس کا مغز ہوتا ہے۔ اس طرح کے ذات حق تعالیٰ کے عشاق اس کے عشق میں جسم قربان کر دیتے ہیں۔ عاشق چونکہ اپنا جسم دور کر دیتا ہے اپنے وجود پر نور کی تجلی پا لیتا ہے یہ مسکین نوازؔ کیسے انکار کرے ہر چیز میں وہی ہے یہی راز ہی تو باھوؒ نے عطا کیا ہے حق سے انکار باطل ہے شیخ کے حکم سے انکار تیغ قاتل ہے۔

کلامِ عارف:

شیخ نے فرمایا کہ غیر کوئی نہیں سب وہ خود ہے، تو پھر ہم کیوں نہ دشمن کو دوست ہی سمجھیں عارف کے بغیر کوئی یہ کلام نہ سمجھے گا، باھُو کا عکس جام میں آفتاب کی طرح ہے یہ سب کچھ تو وہ محبوب کیے رہا ہے، میں ان اسرار کو نہیں جانتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ نو آز کے یہ ابیات دراصل جسم کے اندر سے وہ خود بول رہا ہے۔ میں نے جب سے شاہ سلطان (باھُوؒ) کو اپنا مرشد بنالیا ہے وہ جان، ایمان اور جانان ہو گئے۔ میں نے جب سلطان کو دین و ایمان سپرد کیا تو وہ میرا قلب، جسم اور جان بھی لے گئے۔ میں نہیں ہوں نہ میرے پاس کچھ ہے جب میں نہ رہا تو وہ محبوب خود ہی رہ گیا۔ (اصل میں) دیکھتا ہے تو وہ، بولتا ہے تو وہ خود، سنتا ہے تو وہ خود، حرکت میں آتا ہے تو وہ خود، دوڑتا اور سیدھا تن جاتا ہے تو وہ خود (میں تو کچھ بھی نہیں)۔ وہ محبوب ہی خود کھاتا اور پیتا ہے تو اس کے کام نہیں سمجھتا۔ لا تحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ ہاتھ کیسے ہلتا ہے اسے کوئی ہلاتا ہے، گھوڑا کیسے دوڑتا ہے کوئی اسے دوڑاتا ہے پتہ اگر ہلنا چاہے تو اسے خود تو طاقت نہیں، اس کے حکم کے بغیر ہوا کیسے چلتی ہے۔ اس جہان میں جو بھی کام سرانجام پاتا ہے (دراصل) وہ محبوب ہی (بغیر نظر آئے) کر رہا ہے۔ اوّل، آخر، ظاہر، باطن وہ ہی ہے اس کا اسم (مبارک) رحمٰن، رحیم، قاہر۔۔۔۔ ہے۔ وہ محبوب (حقیقی) اگر اپنا قہر (مکمل) نازل فرمادے تو کوئی بھی انسان جنت کا منہ کیسے دیکھے۔

روزِ قیامت وشفاعت:

ذات ربانی میں جب جوش آئے گا تو (رحم و بخشش کے لئے) ولی اور نبی سجدہ میں آجائیں گے۔ ذات رب تعالیٰ نے ورفعنا لک ذکرک (۱) فرمایا (اور) حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ دست بستہ باادب ہو گئے۔ ذات رب تعالیٰ جب حضرت احمد رسول اللہ ﷺ سے فرمائے کہ تو مغموم نہ ہو میں نے تیری امت کو بخش دیا۔ اس کے بعد پیغمبروں سے فرمان ہو گا کہ حضرت احمد آخر الزمان ﷺ کے طفیل سب کو بخش دیا ہے تمہاری ہر امت کو تاکہ تمہارے سب دوست خوش ہو جائیں

(۱) الم نشرح: ۴

اس کے بعد سب پیر اور سب ولی اپنے طالبوں کو اپنے ساتھ لئے تمام عالم، عامل اور دین کے رہنما بھی اپنے طالبوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوتے ہیں۔

فیض پیران پیرؒ:

میرا پیر سب پیروں کا پیر دستگیر وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وزیر اور امیر ثانی ہیں طالبان عاشقان قیامت کے روز اپنے سروں پر (باعزت) کلاہ لئے تاج وتخت پر ہیں۔ ہمارے جیسے ہزاروں گنہگار وخراب حال کو میرے پیر اپنے ہاتھوں سے شراب (ناب) عطا کرتے ہیں۔ وہ اس قدر پر لطف مشروب کہ جس سے جنت کے میوے بھی فراموش ہو جاتے ہیں۔ ہم اپنے دوستوں کے ہمراہ مدہوشی کے عالم میں ہیں اے زاہد تو عیش کے لئے جنت میں چلے جاؤ۔ میں دیوانہ جب شراب ناب پی لیتا ہوں تو جنت کا شوق اور دوزخ کا خوف وعذاب مجھ سے چلا جاتا ہے۔ میں تو اپنے محبوب کے دیدار سے مسرور ہوں، روز اول سے دونوں جہانوں سے دور ہوں۔ شیر نر کی طرح شاہ باھو میرے ہادی ہیں جو مریدوں اور طالبوں سے آگاہ رہتے ہیں۔ پیر باھوؒ دستگیر ثانی ہیں انہیں کسی صاحب نظر کے بغیر کوئی نہیں پہچانتا۔ حضرت باھوؒ اور حضرت غوث پاکؓ کے نور یکساں ہیں، میں نے جب ان کو دیکھ لیا تو تمام شک دور ہو گیا۔

حکایت رسالہ روحی:

میں ایک ایسی کتاب کے بارے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر تو (معرفت کے ساتھ) اس پر یقین کرلے گا تو اپنے کو قطب کے مدارج والا سمجھ سکتے ہو۔ اگر تو ہمارے پیر کی کتابوں سے انکار کرے گا تو میرے نزدیک تو ایک نجس وناپاک (فکر والے) ہو گے۔ تیری زندگی کتابیں پڑھنے میں گزر گئی مگر تو نے علم وحدت سے کچھ بھی نہ پڑھا۔ میں تجھے ان کتابون سے مندرجات بتاتا ہون اگرچہ تمہارے دل پر بہت زیادہ ملال آئے گا۔ ان کتابوں میں سے ایک رسالہ روحی ہے جو بحر وحدت سے بھرا ہوا ایک جام ہے۔ اس ذات پاک جلشانہٗ کا جب یہ ارادہ ہوا کہ اپنی پہچان کے لئے اپنا جلوہ ظاہر کرے تو حجلہ تنہائی سے عالم کثرت کو آنے کا شوق فرمایا اور نقاب میم احمدی

کے ساتھ نزول کیا۔ اس کے بعد احمد علیہ ﷺ کی صورت میں احد حق تعالیٰ نے سات بار جنبش فرمائی۔ ذات حق کے سات بار جنبش سے سات ارواح انوار حق تعالیٰ سے وجود میں آ گئے۔ وہ ہفت ارواح چونکہ حق تعالیٰ سے جدا ہو کر وارد ہوئے اس لئے اے طالب میں ان کے اوصاف کیا بیان کروں۔ تو اگر پیالوں کو پانی سے پُر کر لے اور پھر تو ان پیالوں کے پانی کو خراب کر ڈالے تو اس سے دریا کو تو کوئی نقص نہ ہوگا اے بد روح تو بھلا کیوں خطرہ محسوس کرتا ہے تو اگر ہزاروں پیالے بھر لے تو طوفانِ نوح کی شوکت کو کسی طرح کم نہیں کر سکتے۔ (مگر) طوفان نوحؑ سے مثال دینا تو غلطی ہے اس ذات حق تعالیٰ کی ابتدا اور انتہا کی کوئی حد نہیں۔ وہاں کسی عقل کی رسائی نہیں، عاشق کامل کے بغیر وہاں کوئی رسائی نہیں پا سکتا۔ اس کی ذات بہت دور دراز ہے، پیر باھوؒ نے اے نوآز جو کچھ کہا ہے کہ دو۔ آدمؑ سے ستر ہزار سال پہلے وہ حریم ذات ذوالجلال میں رہے۔ قطرہ سمندر میں مل گیا تو قطرہ نہ رہا اور قطرہ میں سمندر اس کی قدرت سے آ گیا۔ قطرہ چونکہ اسی (بحر) سے ہی جدا ہوا اس لئے کوئی کافر نہ کہلائے گا قطرے کو اگر خدا سمجھے۔ پانی وہی ہے چاہے پیالے میں ہو یا کنویں میں ہو، کوئی مسافر پیالے کو کنواں تو شمار نہیں کر سکتا۔ دو پیالوں کا پانی اور دو کنوؤں کا پانی ایک ہی چیز ہے، مگر ان سب کا نام تو ایک ہی رہے گا اس میں کسی شبہ کی ضرورت نہیں۔ اگر تو پیالے کو پیالہ کہہ دے تو اس میں تیرے دماغ کا کوئی نقص نہیں کہہ سکتے۔ تو اگر کنویں کو کہہ دے کہ یہ کنواں ہے تو اس میں بھی کوئی غلط بات نہیں مناسب ہے۔ اے اندھے طالب پیالے کے پانی کو تو نہیں دیکھتا، ماں کے پیٹ میں تو بے بس ہو کر رہ گیا۔ اگر تو پانی کے پیالے کو آنکھ سے دیکھ لے تو میری بات پر تو ناراض نہ ہوگا۔ کنویں کا نام کنواں اور پیالے کا نام پیالہ ہے (دونوں میں) پانی ایک ہے اے ناقص گدھے ذرا سوچ میں نے دونوں پانی اپنی آنکھ سے دیکھ لئے وہ دونوں پانی ہی ہیں چاہے تو جس قدر اس پر (تحقیق وفکر کا) دکھ اٹھائے۔ ان ساتوں کا نور ایسا ہے جسے تو دل کے کان سے سن نہ کہ محض (زبانی) بات سے۔ میں دلی شوق سے عرض کرتا ہوں چونکہ پھول پانی اور خاک سے اگتے

Marfat.com

ہیں۔ موسیٰ چونکہ بات کرنے گئے اور اس عاشق (نبیؑ) نے ہمیشہ رب ارنی (۱) کہا۔ اس نے جواباً لن ترانی (۲) سُنا (مگر) اس دل جلے کا ورد رب ارنی تھا۔ اس نے ارنی کہنے سے اپنا چہرہ نہ موڑا روز و شب یہی کہا اور عشق کا کھیل کھیلا۔ ایک دن ابرِ رحمت جوش میں آیا، اے موسیٰؑ جلد آجا اور اپنے جسم کو ڈھانپ لے۔ لوہے کو جسم پر لپیٹا اور کوہ طور پر بیتاب عاشق پہنچ گیا۔ موسیٰؑ پر انوار کا ذرہ وارد ہوا، کوہ طور جل گیا اور موسیٰؑ بیہوش ہو گئے۔ موسیٰؑ کا گدھا بھی گر کر لنگڑا ہو گیا۔ عاشقان حق تعالیٰ سے اس طرح ایک جنگ (کا منظر) ہو گیا۔ موسیٰ کی طرح ستر ہزار نور ہر لمحہ میں ان (سات ارواح) پر وارد ہوتا اور وہ ھل من مزید کہتے۔ چونکہ سب تو وہ (خود) ہے اور یہ پیالے ہیں۔ اگر سمندر کو تو آگ میں لے جائے تو وہ آگ کو گلزار جانے یا بہار سمجھے۔ جب سمندر تیز آگ سے جدا ہو تو وہ کس طرح اس مست آگ سے گریز کرے یہ سات ارواح نور لے آئے تھے وہ کس طرح تیز نور سے جل جائیں۔ ان سات کے اسماء تمہیں پیش کردں کیونکہ تمہیں بتانا ہی میرا مقصد ہے۔ اسم پاک اوّل حضرت فاطمہؓ ہیں جن پر فقر کی انتہا ہے دوسرا اسم پیر حسن بصریؒ کا ہے جن کو حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کی زوجہ مبارکہ نے دودھ پلایا۔ تیسرا اسم محی الدین پیران پیر کا ہے جتنا جلدی ہو سکے اس کا دامن پکڑ لے۔ چوتھا اسم حضرت عبدالرزاق کا ہے جو حضرت غوث پاکؒ کا فرزند ہے۔ پانچواں اسم باھُوؒ کا جان لے اس کی با کو ہٹا دے اور اسے ھُو سمجھ لے۔ دو ارواح اور پیدا ہونگے جو انہی کی طرح پُرانوار ہونگے جب تک وہ دو نور پیدا نہیں ہوتے ہرگز قیامت کا ظہور نہ ہو۔

روحِ ششم:

یہ پاک (ہفت ارواح) جس پر بھی نظر ڈالتے ہیں اس کے ہر ذرہ کو منور کر دیتے ہیں وہ (سورۃ) اخلاص کی تسبیح کرتے ہیں نفس کو یکبارگی ذبح کر دیتے ہیں مزید بر آں دو ارواح کا حال (حضرت) باھُوؒ نے اس گمراہ کو دیا۔ سب اللہ کی تعریف ہے روحِ ششم آ گیا ہے یا اللہ ہی جاننے والا ہے۔ (اور) تو از گمراہ ہوا ہے۔ (حضرت) باھُوؒ کی نسل سے ساتویں پشت میں وہ (پیدا) ہوا

---

(۱) (الاعراف: ۱۴۳) اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا (۲) (الاعراف: ۱۴۳) تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا

Marfat.com

ہے۔نور محمد اس زوج کا اسم (گرامی) ہے۔حق تعالیٰ کے فضل سے اور پیر باھوؒ کی نظر سے یہ راز نواز کے ضمیر میں عطا ہوا۔باھوؒ نے فرمایا کہ سال چالیس (ہجری) کے درمیان اس محل میں آؤنگا۔ میں یہاں چالیس سال رہونگا اور پھر پہلے والے مقام کو واپس ہونگا اسی لئے شوق کے ساتھ میں نے نور محمد کے محل کے کام کو مجھ نواز نے پورے ذوق سے شروع کر دیا۔میرے ہاتھ میں اگرچہ کوئی درہم (روپیہ) نہیں ہے مگر وہ اپنے کرم سے خود ہی کام چلائے گا۔نور محمدؒ جب یہ توفیق رکھتا ہے تو کیوں نہ طالب حق (کی معرفت) میں غرق ہو جائے۔اہل ذات (خداوندی) کے لئے دنیا محض ایک ہڈی ہے،دنیا کی طلب بتوں کی طلب ہے نور محمدؒ نے تو اس راز کو پردے میں رکھا (البتہ) (حضرت) باھوؒ نے یہ راز نواز کو دیا۔نور محمد کو جب یہ فقر حاصل ہوا (تو) اس کا احوال مزار میں جانے کے بعد دیا۔

حکایت: میں نے کئی سال پیر زمان (شاہ) کی خدمت میں پورے خلوص سے گزارے اور وہ میرے پیر صحبت رہے سید زمان شاہ حافظ قرآن تھے۔وہ ایک قلندرانہ شان میں مست تارک و فارغ (درویش) تھے۔انہوں نے زندگی بھر نکاح نہ کیا اور ایک عاشق و صادق سید تھے۔زمان شاہ کو حضرت سلطان باھوؒ نے فیض یاب کیا سلطان باھوؒ کے آستانہ پر زمان شاہ کا روضہ ہے میں دن رات ان کی خدمت میں ہوتا تھا۔ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت سلطان باھوؒ کے مزار سے ایک شہنشاہ برآمد ہوئے اور مزار مبارک کے سامنے ایک سنہرے مزین تخت پر وہ شاہ سلطان العارفین بیٹھے ہیں وہ برقعہ پوش ہیں اور میرے سامنے ایک مکتوب رکھ دیا جس میں یہ راز لکھا ہوا تھا کہ ''اے نواز تو نماز میں پختہ رہ'' نور محمد کا نور تھا جس نے یہ مکتوب دیا جس میں تحریر تھا اور مجھے وہ ہاتھ یاد ہے۔وہ بادشاہ جو خاک پاک سے آیا،اے عشاق وہ نور محمد کا نور تھا۔سلطان باھوؒ سلطان العارفین کی قبر مبارک سے یقیناً نور محمد ظاہر ہوئے۔میں نہیں سمجھتا کہ یہ وہی نور تھا یا بھینگی آنکھ کی معذوری تھی۔بھینگے کو سرمہ دیا وہ دو تین بار دیکھنا مجھے فراموش ہو چکا ہے۔اس دو تین بار کے دیکھنے میں اس محبوب کو نہ دیکھا،میں نے خار و گلزار کو ایک ساتھ دیکھا۔باغ سے اس پھول اور کانٹے کو نہ

نکالا مجھے حسرت آتی تھی کہ پھول خار سے پرہیز کرلے۔ کسی موحد کے بغیر ان رموز کو کوئی نہیں جانتا زاہد خشک بھلا کبڑی پشت (والے عابد) کو کیا سمجھے۔ موحد جب اس ذات پاک میں گم ہوتا ہے تو اس کے تصور میں خاکی جسم ظاہر ہوتا ہے۔ ولی قبا(۱) (میں پوشیدہ ہوتا ہے) کے مصداق اسے غیر کی بھینگی آنکھ نہیں پہچان سکتی۔ (چاہے) نور محمدؐ ہو یا نور باھوؒ ہو (دراصل) ھُو کا نور ہی ہے، اس دارین میں کوئی نہیں سوائے اس ھُو (جلشانہٗ) کے۔ اے نواز تو نے جب نور محمدؐ کو دیکھا تو خدا ہی حمد کے لائق ہے۔ تو اہل راز میں سے ہو گیا ہے اے نواز تو جب اہل راز میں سے ہو گیا ہے تو شہبازوں کی طرف اپنی پرواز کر۔ تو مکھی کی طرح دنیا میں ہاتھ ملتا ہے اور اے پُر ہوس جھوٹ کے دعوے کرتا ہے۔

رتبہ عشاق: وہ آفتاب (معرفت) جب تم میں طلوع کرتا ہے تو مرغ و ماہی و تمام حشریات رجوع کرتے ہیں یہ معمولی سا رتبہ عشاق کے لئے (ہوتا ہے) تو اس پر مغرور نہ ہو جا اہل نفاق کی طرح۔ عاشقوں کا خزانہ درد، آہ اور سوز ہے، وہ تو شب بھر خون کے آنسو بہاتے ہیں وہ ذات رب تعالیٰ میں اس طرح محو ہو جاتے ہیں کہ مذہب، ملت، (نام و) نسب سے بیخبر ہو جاتے ہیں۔ جسم اور اسم جب (تمام) بھول جاتا ہے تو ہر چیز میں وہی خود ہے، ظاہر ہوتا ہے۔ تو قلب، روح، سرّ، خفی اور اخفا کے لطائف میں محنت کرتا کہ صفا حاصل کرلے۔ ذاتی لطائف سے حق کا حصول نہ ہوا (دراصل) کوئی بھی پیر مغان (کی رہنمائی) کے بغیر (دیدار) وصل نہیں پاتا۔

مناجات بہ حضور حضرت سلطان نور محمدؒ: اے نور حق، نور محمد! اس اپنے دربار کے سگ کو حق تعالیٰ میں منظوری عطا کر۔ لنگڑی چیونٹی کی طرح تیرے دربار پر پڑا ہوں تیرے آستانہ پر سر رکھے ہوئے ہوں۔ اس کم طاقت چیونٹی کو تو نے تخت عطا کیا ہے اب وہ چیونٹی اے بخت کے سلطان مغرور

---

(۱) حدیث: اولیائی تحت قبابی لایعر فھم غیری اولیاء میری صفات بشریت سے ہیں (نہ کہ میرے پردے میں) نور باطن کے بغیر ان کو کوئی نہیں پہچانتا (نفحات الانس، جامی ص ۴۴۴)۔ دیگر حضرت علیؓ کی شان میں: اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری (رسالہ غوث الاعظم ص ۴) (میرے اولیاء میری قباء کے نیچے ہیں ان کو بجز میرے کوئی نہیں پہچانتا)۔

Marfat.com

ہے۔ ہر ایک چیونٹی کو تو پاؤں سے مسل دیتا ہے بھلا چیونٹی کو کہاں لشکر کا خزانہ ملتا ہے۔ یا تو اس چیونٹی کو تخت سے دور کر دے یا اسے اے ذات نور رُھما کر دے تیرا دربار عاشقوں کے لئے کوہ طور ہو چکا ہے، میں موسیٰؑ کی طرح اس نور میں مست ہوں تو نے آخر وقت میں فرمایا تھا کہ اے نواز حضرت باھُوؒ کے مزار کی طرح میرا مزار بنانا۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ تو وہ (روح) ششم ہے (مگر) تو نے ہی خود فرمایا تھا کہ میری بخشش باھُوؒ کی طرح ہے۔ اے ساقی مجھے شراب وحدت عطا فرما کیونکہ اس گردش سے میں بہت خراب حال ہوا ہوں۔ اے ساقی مجھے فکر کو جلا دینے والی شراب عطا کر تا کہ یہ سیاہ دل روز روشن کی طرح ہو جائے۔ اے ساقی اس جام کو شراب (معرفت) سے پر کر دے، اھل وعیال (کا غم) بھی بھول جاؤں؟ اے ساقی تیرا میخانہ آباد رہے اس نوازؔ مسکین کو شراب (معرفت) سے مسرور کر دے۔ اے ساقی مئے (معرفت) عطا فرما دے کہ پیر مغان کی یہ شراب رندوں کے ساتھ عرصے کے بعد محفل آراء ہے آج اس شراب سے پیالہ بھر دے ہمیں ننگ و نام نہیں چاہیئے۔ شراب مذہب میں اگرچہ حرام ہے (مگر) بیمار ہوں اس کے بغیر سکون نہیں ملتا۔ شراب و معشوق سے ہر شخص مطمئن ہوتا ہے، نواز بھی مئے و معشوق کے بغیر رنجیدہ ہے۔ اے ساقی وہ تلخ مئے عطا کر جو زور آور ہے اور میں یک لحظہ دنیا کے شور وشر سے آرام پاؤں۔ منصور کی طرح میں بیہوش ہو جاؤں مجھے جوش منصور کا سا خمار مطلوب ہے۔ قیامت تک وہ لوگ کس طرح ہوش میں آسکتے ہیں جو اہل جوش کا شراب نوش کر لیں۔ تیرے دروازہ سے سینکڑوں لوگ قطب ہو جاتے ہیں مگر حیرت یہ ہے کہ میں بوجہل کی طرح (لاعلم) رہ گیا ہوں۔

شاہ برہان: شاہِ بُرہان محمد دین شاہ کئی سال شاہ (سلطان نور محمدؒ) کے خوشہ چین رہے انہوں نے آپ سے گنج (معرفت) حاصل کیا (اور اپنے) طالبوں کو بغیر محنت خزانہ دے رہے ہیں۔ وہ طالبوں کو ایک نظر سے مست بنا دیتے ہیں شاہِ بُرہان کچھ ایسے ہی مرد (مولیٰ) ہیں۔

فقیر حضرت جیؒ: شاہ محمد دین جو صاحب برکت ہے ان کا فرزند جناب شاہ حضرت (جیؒ) ہے میں نے دنیا میں ان جیسا نہیں دیکھا وہ آفتاب تھا جو بادل (کے پردہ میں) پوشیدہ تھا۔ کئی سال وہ

Marfat.com

میرا پیر صحبت رہا وہ صاحب حال اور مست وحدت تھا۔ وہ مست وحدت اور ہر بادہ (معرفت) میں سرشار (ہو کر) ایک ہی ہلے میں عرش سے بالا ہو جاتا۔ اس کا ورد ہمیشہ ہای ہای کرنا تھا اس لئے وہ حضرت صاحب ورد تھا۔ جس نے بھی اس کا رُخ (منور) دیکھا صاحب ورد ہو گیا میرا یہ حضرت کچھ ایسے ہی مرد (مولا) تھا میں نے کسی شخص میں ایسی توفیق نہ دیکھی میرا حضرت ہمیشہ غریق (رحمت) حق رہا۔

درفراق فقیر حضرت جیؒ:

وہ میخانہ (معرفت) کی محفل کہاں گئی وہ مئے (معرفت) کا مست و دیوانہ کہاں گیا

وہ شیریں سخن والا قصہ (گو) کہاں گیا وہ جو (راز) کُن پر گفتگو کرنے والا تھا کیا ہوا۔

وہ میخانہ (معرفت) کا ساقی کہاں گیا وہ شمع کیا ہوئی اور وہ پروانہ کہاں گیا

وہ (شراب) طہور سے مست ساقی کہاں گیا وہ مست معرفت جو حور پر نظر نہ ڈالے

اس شراب کا مست نیم شب اٹھتا ہے اس شراب کا مست ذات رب تعالیٰ کو دیکھتا ہے

اے میرے درد اور اے میرے درمان کہاں ہو اے میرے (تمام) سامان کے خزانے کہاں ہو

اے میرے حضرت برہان کہاں ہو اے میرے بادشاہوں کے چمن کہاں ہو

اے وہ لطف اور وہ مہربانیاں کہاں گئیں اے وہ صاف و شفاف شراب کیا ہوئی

اے شاہِ بُرہان جلدی آنا تو نے اپنے محبوں اور دوستوں سے حجاب کر لیا ہے

تو نے اپنا چہرہ دوستوں سے چھپا لیا ہے تو (جنت الفردوس کے) گلستان و بوستان میں خوش ہے

میرے حضرت شاہ برہان حضرت فقیرؒ نے ہیر کا (عشقیہ) گھنگور گھٹا (طوفان) رقم کر دیا ہے

میرے حضرت شاہ برہان حضرت فقیرؒ میرا نفس تو ہوا و ہوس کا اسیر ہو گیا ہے

اے شاہ برہان تو کہاں ہے تو کہاں ہے میں تو امید و بیم کے قید میں آ چکا ہوں

تیرا آفتاب جیسا چہرہ کیسے دیکھوں (جس سے) حجاب کے سبب اندھیرے پردے

دور ہو جائیں

Marfat.com

میں جدھر دیکھتا ہوں تیرا ہی چہرہ پاتا ہوں جہاں جاتا ہوں تیری گلی ہی پا لیتا ہوں
اے شاہ برہان تو کہاں گیا ہے وہ تو اپنے ہی مقام پر ہے (اور) میں حیران ہوں
اے دوستو اس طرح دوستی نہیں ہوتی (کہ) میں (قید) میں ہوں اور تو باغ میں رہے
روز و شب کمینی دنیا کے حرص میں خراب اے ساقی بہت جلد ہمیں شراب عطا کر
حال ہے

شراب سرخ رنگ: میں ایسی سرخ رنگ کی شراب چاہتا ہوں کہ جس سے پتھر جیسا دل لعل بدخشاں ہو جائے۔ میں ایسی مست کر دینے والی شراب چاہتا ہوں کہ جس سے میرا تخیل بلندی اور پستی (کی حدوں کو) پہنچے۔ تو نے اگر باھوؒ کے میخانہ سے شراب نوش کی ہے تو قسم ہے کہ تو زندہ ہے اگر چہ (ظاہرا) مر گیا ہے۔ باھوؒ کے میخانہ میں تیری رسائی ہے (اس لئے) دنیا میں تم سا کوئی مست میں نے نہیں دیکھا۔ یہ میخانہ قدیم اور نا تمام ہے اے ساقی شراب کے جام بھر بھر کے دیئے جا۔ تیرے ہاتھ سے میں نے بارہا شراب نوش کی ہے، شراب نوشی پر یہ میری گفتگو بھلا کیونکر ہے۔ ہم آپ کے اس تاثیر پر مشکور ہیں کہ آپ ہمارے تانبے (خاک) جیسے وجود کے لئے آب حیات (سونا) ہو گئے۔ اے شاہ مرد خدا حضرت جیؒ جام مئے اس سائل کو دے تا کہ اس سے غم جاتا رہے۔ مجھے شراب (ناب) دے جس سے میرا قلب مطمئن ہو اگر چہ مذہب اسلام میں شراب تو حرام ہے۔ مجھے ایسی تلخ شراب چاہیئے ہے جو قوی ہو (اور) اسکا خمار قبر تک جاری رہے۔ تو نے نگاہ سے ہزاروں کو مست (و فیضیاب) کر دیا (مگر) مجھ جیسے ملحد کی طرف کبھی گزر نہ کی۔ شاہ سلطان العارفین (باھوؒ) کے میخانہ سے اے (عقیدت و) ثنا خوانی کرنے والوں کے بادشاہ تو نے شراب نوش کی ہے۔ کبھی تو اپنے دوستوں کو اپنے بچے کھچے خوردہ سے دے میں بھی تو تیرے آستانہ پر مُردے کی طرح پڑا ہوا ہوں۔ عیسیٰؑ کی طرح مردوں کو زندہ کیجیے میں اگر چہ ایک (مُردہ) خاک ہوں اپنے لب سے انسان کر دے۔ عیسیٰؑ کی نگاہ سے دو دموں کی زندگی لوٹ آتی ہے (اور) تیرا زندہ کیا ہوا تو موت سے نجات پا جاتا ہے۔ تیرا زندہ کیا ہوا قبر میں محشر تک زندہ ہے، خوش

Marfat.com

نصیب وہی ہے جو تیرا غلام ہو جاتا ہے۔(اے) شاہ برہان تو میرا دین وایمان ہے، میں نہیں جانتا خدا کی قسم یہ میری جان بھی تو ہی ہے۔(اے) شاہ برہان تیرے نور کا نور عرش تک ہے تیرا طالب صادق اس کا ذوق رکھتا ہے۔شاہ برہان (حضرت جیؒ) کے طالب بیقرار (رہتے) ہیں، وہ بیمار کی طرح آہیں بھرتے رہتے ہیں۔(اے) شاہ برہان میں تیرا طالب صادق ہوں، میں اگرچہ بے ادب ہوں مگر تیرا شوق رکھنے والا (محبّ) ہوں۔(اے) شاہ برہان تو نے یہ کیا کر دیا ہے اپنے وجود میں اپنے کو آشکار کر دیا ہے۔

فقیر محمد مشتاق: ایک موحد و بیباک عارف کامل کی طرح، ونفخت روحی (۱) (کے مصداق) پاک (طینت) مشتاق کا مقام ہے۔وہ شراب، وہ جام اور وہ ساقی مست ہے، تو (اُسے) نہیں دیکھ سکتا کیونکہ تو خود پرستی (میں گم) ہے۔ہر چیز اپنے اصل کو لوٹ آتی ہے، یہ شاہ مشتاق بھی تو اسی نسل سے شاہ ہے۔(تو) دو نہ پڑھ، دو نہ جان اور دو (کی صورت میں) مت دیکھ تا کہ تو اس کا نور جسم خاکی میں دیکھے۔موجودہ وقت میں شاہ مشتاق جیسا کوئی نہیں ہے، اے طالب اسے نور مطلق (سے) سمجھ تو کوئی مضائقہ نہیں۔شاہ حضرت (جیؒ) (اور) شاہ مشتاق ایک ہی ہیں، (دراصل) گمراہ وہی ہوتا ہے جو شک کرے۔شیطانی وسوسہ کو اے نواز دور کر لے تاکہ (اس کے) منور چہرہ سے پردہ اٹھ جائے۔اے پیر مغان میری چشم (بصیرت) کھول دے تیرے دربار کے آستانہ پر میری ہمیشہ یہی فریاد ہے۔

سلطان نور محمد روح ششم: اہل یقین پر تمہیں اگر اعتماد نہیں ہے تو سلطان العارفین کے دربار پر جاؤ۔شاہ سلطان (باھوؒ) سے یہ حال دریافت کرلو، تا کہ تجھے اس بات پر بھروسہ ہو جائے۔یہ ششم روح نور محمدؒ (کا) ہے، تمام شاہوں کا بادشاہ نور محمدؒ ہے۔اگر تو بے یقین نور محمدؒ کو نہیں دیکھتا تو پھر تو آنکھوں سے اندھا ہے چشم بینا نہیں ہے۔نور محمد تو آفتاب کی طرح روشن ہے تو نابینا ہے تجھ پر سینکڑوں حجاب ہیں۔۱۲۸۰ھ کو باھوؒ (کے خانوادہ) سے نور محمدؒ پیدا ہوئے۔۱۳۴۳ھ کو وہ واصل حق

---

(۱) (الحجر: ۲۹)

Marfat.com

ہو کر اندھوں سے چلے گئے۔رسول اکرم ﷺ نے دنیا میں ترسٹھ سال گزارے، باھُوؒ کے نور محمد کو بھی یہی حاصل ہوا۔۱۰۳۸ھ کے بعد ۱۰۳۹ھ کو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی ولادت ہوئی، ۱۱۰۲ھ کو سلطان باھُوؒ کا وصال حق ہوا۔ بلاشبہ نور محمدؒ روح ششم ہیں، وحدت ھُو سے پر نور محمدؒ ہے۔نور محمدؒ کا مزار نور سے پُر ہے (وہ حقیقی) طالبوں کے ہمیشہ سامنے ہوتے ہیں، باھو اور نور محمد کا نور ایک ہی ہے، باھُوؒ کی توجہ سے میرا شک اور وہم دور ہو گیا۔(جس طرح) محمد کا نور اور باھو کا نور ایک جانو جو واللہ باللہ اللہ کے ہاں نور حق ہیں۔تو کور چشم ہے خود ہی حجاب میں ہو نور محمدؐ تو آفتاب کی طرح روشن ہے۔نور محمد سے یہ آفتاب روشن ہے۔نور محمد سے یہ خاک پھول اگتی ہے۔احد اور محمد ﷺ کا نور ایک ہوئے باھو کی نگاہ سے مجھ سے شک دور ہو گیا۔اول و آخر محمد ﷺ کا نور ہے، ظاہر و باطن بھی محمد ﷺ کا نور ہے نور احد اور نور محمد ﷺ ھُو کا نور ہیں سب کو ایک جانو۔باھُوؒ (بھی تو) ھُو (کے نور سے) ہے۔باھو ھو سے ہے یہ ایک حجاب میں آچکا ہے، پردہ اٹھاؤ تو وہ خود ہی ہے۔اگر نواز کی بات پر یقین نہیں آتا تو جاؤ ان کے مزار پر تا کہ اہل راز ہو جاؤ۔

پیر باھُوؒ: میرا پیر سلطان باھُوؒ بادشاہ ہے وہ طالبوں کو اللہ جلشانہٗ تک پہنچاتا ہے۔میرا پیر کہتا ہے کہ اے طالب حق آجا میں تجھے نور حق بخشوں۔تم یہ ریا (کاری) ترک کر دو۔تو اگر طالب صادق ہے تو دربار پر آجاؤ اگر تو بہت نالائق ہے تو اپنے گدھے جیسے بار کے ساتھ ہو تو چلے جاؤ۔سلطان العارفینؒ ناقصوں کا پیر ہے ایک ہی نظر سے چشم یقین عطا کرتا ہے۔کاملوں کے لئے پیر باھُوؒ بادشاہ انہیں فنا در فنا کے مقام پر لے جاتا ہے۔میرے شاہ سلطان (باھُوؒ) نے اس طرح کہا ہے کہ مکان سے لامکان تک اس کا بسیرا ہے۔اگر میرے سامنے تو طالب خدا آجائے تو اس کے حضور میں اے سائل میں پہنچا دوں، مجھے چونکہ حضرت احمد نبی ﷺ نے اپنا فرزند کہہ کر پکارا ہے یہ سب کچھ مجھ پر حق تعالیٰ کا فضل ہی ہے۔اگر کوئی کافر ہو یا متقی ہو وہ اگر دیدار (وصل) چاہے تو اسے پہنچا دوں۔میری نظر میں نیک اور بد ایک ہے۔اے طالب جلد آ، شک دور کر لے۔

حکایت خطاب رب العزت و سلطان باھو علیہ الرحمت۔معشوق الٰہی: وہ بادشاہ (سلطان

Marfat.com

باھوؒ) ایک حکایت بیان کرتا ہے، پورے گوش دل سے سنو تا کہ راہ کی معرفت پالو۔ اس خاک کی بات پر اعتبار نہیں کرتے ہو تو جلدی سے رسالہ روحی کو پڑھ لو۔ خدا تعالیٰ نے (حضرت) باھوؒ سے فرمایا، تو میرا عاشق ہے، شاید کلیم (اللہ) کی طرح۔ باھوؒ نے عرض کی اے نطق سے پاک ہستی میں تجھ پاک ہستی کا عاشق نہیں ہو سکتا۔ پھر ندا آئی ذات ذوالجلال سے کہ تو پورے مرتبت کے ساتھ ہمارا معشوق ہے۔ یہ آواز سن کر خاموش ہو گیا، بحر وحدت پورے جوش میں آ گئی۔ ذرہ کے مانند اس کے بحر میں غرق ہو گیا (اور) وہ ذرہ ایک گہرے سمندر کی طرح ہو گیا۔ پھر بحر وحدت سے یہ ندا آئی کہ بحر اور ذرہ سب کچھ میں ہو گیا ہوں، میں خدا ہوں۔ بحر ذرہ ہو گیا، ذرہ بحر ہو گیا، بھلا یہ بات (بیوقوف) گدھا کیا جانے۔ دریا نے کہا کہ ذرہ کا چشمہ میں ہی ہوں، ذرہ مجھ میں گم ہوا، ذرہ میں ہی ہوں۔

ہمہ اوست: یہ زمین، آسمان اور اس میں سب موجود، سب کچھ وہ خود ہے اسی کی ذات و دود سے ہے۔ جو کچھ دیکھتے ہو اس ذات پاک کی قدرت سے ہے، دونوں جہان ایک مشت خاک ہیں۔ تو کیا میں میں کرتا ہے، ایک قطرہ ہی تو ہو، چونکہ (اس) بحر (وحدت) میں جاؤ گے اس لئے ذرہ (یا قطرہ) نہیں ہو۔ اس کا نور آسمان اور زمین میں ہے، فرشتوں، جن، پری اور انسان میں ہے۔ اے بے بصیرت تو جب اس کا نور نہیں دیکھتا، پردہ کو ہٹا اور اس محبوب کو دیکھ۔ تجھے نفس اور خودی (ذاتی انا) نے ذلیل کیا ہوا ہے، اے دوست یہ پردہ جلدی سے توڑ دے۔ ہمارا محبوب تو ہرگز پردہ میں نہیں ہے وہ تو اپنا چہرہ آفتاب کی طرح ظاہر کئے ہوئے ہے۔ اندھی آنکھ خورشید کو کیسے دیکھے، تو اپنا اندھا پن دور کر کے قید سے نکل آ۔

کار عارفان: جسم میں چار پرندے ہیں انہیں ذبح کر غدود سے پاک ہو جا۔ اے نیک ساتھی ان چار کے نام لیتا ہوں، جب تو نے ان کے نام سن لئے ہیں تو اے شیطان جلدی سے انہیں ختم کر۔ کبوتر ہے، کوا ہے، مرغ ہے اور چوتھا مور ہے۔ کوا حرص (کا پرندہ) کبوتر خواہشات کا پرندہ ان ہوا و حرص سے باز آ جاؤ۔ نمود و نمائش مور سے اور شہوت (کا پرندہ) مرغ ہے، پورے خلوص سے

Marfat.com

ان کو ذبح کر ڈال۔ عارفین نے ان پرندوں کو مار دیا ہے، باغ میں اس زائد اگے ہوئے کو ختم کر دیا ہے۔ انہوں نے شراب وحدت کو چونکہ نوش کر لیا ہے اس لئے اس ذات پاک میں محو ہو جانا ان کی عادت ہے۔ پیر مغان شراب وحدت عطا کر رہا ہے، تو جا اور پیر مغان کے آستانہ پر فریاد کر۔

شیخ کامل: پیر مغان کے آستانہ پر جو بھی گیا تو وہ شیر جوان جلد ہی مراد پا گیا۔ اس سلطان (باھوؒ) کی خاک کو سُرمہ کر لے، مکان سے لامکان تک بسیرا کر۔ چناب (کے علاقہ) میں وہ پیر مغان ہے جو عارفوں اور عاشقوں کی سجدہ گاہ ہے۔ اسم باھو اور اسم یاھو ایک ہی ہے، شک کرنے والے اس پر کیسے اعتماد و ایمان لائیں۔ عارف کے بغیر راز کو نہیں پا سکتا۔ تو نواز کی بات پر کیسے اعتماد کرے گا۔

وجودِ شیخ: شیخ کا وجود جب تم میں سما جاتا ہے، تو اس ذات حق کو دیکھے گا۔ شیخ کا وجود اگر تیرے جسم میں (اثر پذیر) نہیں ہے تو ذات حق اور اس کا اسم تم میں کیسے آئے۔ شیخ کامل کو نور ذات جانو، اس نے فانی جسموں کو حیات بخشا ہے۔ جب تو اس کا نور اپنے چشمِ بصر میں نہ دیکھے گا تو اسی طرح کہتا رہے گا کہ وہ میری طرح ہی بشر ہے۔ ظاہری صورت میں جب تک وہ جسم ''میں'' اور ''تو'' کا رہے گا، تو اس عقل و گمان کے ساتھ وہ نور کیسے دیکھو گے۔ اس محبوب کا دیدار وہ دیکھے گا جس نے پہلے پہل دار کو قبول کر لیا۔ شاہ منصور کی طرح تو ہمیشہ اپنا دم لیا کر اور تو اے دوست ما و من سے دور ہو جا۔ یہ ما و من کا حجاب ہمارا ساتھی بنا ہوا ہے جبکہ اس محبوب کا تو ایسا کوئی حجاب نہیں ہے۔ یہ تمہاری خودی حجاب ہی حجاب ہے، جب تو نہ رہے گا تو تم میں وہ جناب خود موجود ہونگے۔ اس کا نور آسمان و زمین میں ہے، جا اور اپنے چشم دل کو صاف کر کے اس نور کو دیکھ۔

صفائے چشم و دل: دل اور نظر کو کس طرح پاک رکھ سکتے ہو، اس کے لئے باھوؒ کے آستانہ پر شفا کے لئے جاؤ۔ سلطان باھوؒ کے آستانہ پر خاک ہو جاؤ تا کہ اس کے سایہ (عاطفت) سے تم نو آسمانوں تک چلے جاؤ۔ تم اپنی پیرزادگی اور صاحبزادگی (تمام نسلی تفاخر) کو ترک کر دو اگر تمہیں دوست (کا وصل) چاہیئے، ان (جھوٹے افکار) سے آزاد ہو جاؤ۔ اس کے در (اقدس) پر ہزاروں عشاق ہیں جو تیری طرح گنہگار، خراب حال اور فاسق نہیں ہیں۔ اے گناہوں سے آلودہ، تیری

Marfat.com

طرح کوئی ایسا (گنہگار) نہیں ہے، تم سلطان (باھُوؒ) کے در اقدس پر چلے جاؤ تم رنجور ہو۔ ہزاروں لا علاج بیمار باھو کے دربار سے (روحانی مقاصد) پا کر ہر محتاجی سے نکل (کر مستغنی ہو) چکے ہیں۔ پیر باھُوؒ (بمنزلہ) یاھو ہے اس میں کوئی شک نہیں، تو آنکھ کھول اور دیکھ وہاں ذات حق تعالیٰ ہے جو کوئی بھی وہاں حق کی تلاش کرتا ہے اسے پا لیتا ہے، احمق گدھے بھلا اس (حق) کا نور کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ ہزاروں (سالک) اسی در (اقدس) سے منصور (کی طرح عاشق) ہو گئے، وہاں دربار کی خاک (عشاق کے لئے) کوہ طور ہو چکی ہے۔ وہ خانقاہ عشاق کے لئے سجدہ گاہ (تعظیمی) ہے، اس کا دیدار حق تعالیٰ کا دیدار ہے۔ اس فقیر (باھُوؒ) نے بحر وحدت میں غوطہ لگایا اور وہ سب کے لئے دستگیر (ورہنما) ہو گئے۔

ضرورت مرشد: اس راہ (سلوک) پر رہبر کے بغیر نہ چلو تو کسی کشتی ران کے بغیر دریا میں داخل نہ ہو۔ اے مرید تو اگر کوئی مرشد نہیں رکھتا تو پھر (جان لے کہ) تیرا رہبر ابلیس (لعین) کا ارادہ (ہی) ہے۔ مرشد وہ ہوتا ہے جو حق (کی راہ) دکھانے والا ہو، اے اندھے (ناسمجھ) تو مرشدوں کو کیسے ڈھونڈے گا۔ کور چشم وہ نور کیسے دیکھے، وہ دیکھ سکتا ہے جو کوہ طور کی طرح جل جائے۔ اے میرے دوست، تیرا سینہ کوہ طور (جب) ہو گیا تو موسیٰؑ کی طرح نعرہ لگا اور رب ارنی کہہ۔ اے میری جان وہ اگر لن ترانی فرما دے تو (پھر سے) رب ارنی کہہ: جا اور اپنے اس فن (شریف) والا (ہو)۔ وہ حبیب (یقیناً) تیرے ساتھ تعلق (محبت) رکھتا ہے، محبوبوں کی ضرب (مار) کو شیرین ہی کہا جاتا ہے۔ وہ دوست تو تیرے ساتھ تعلق رکھتا ہے اگر تو (بھی) آگاہ ہو جائے تو خاک و آب (کے فنا پذیر رنگ) سے باہر آ جاؤ گے۔ تو بھلا محبوبوں کے راز کو کیا جانے، یہ نعمت (حرام اوصاف والے) خنزیروں کو کہاں ملتی ہے۔

توحید، ملّت عاشق: تو گدھوں اور کتوں کی طرح (سرگردان) دیوانہ ہے اس لئے کہ تو حق تعالیٰ کی وحدت سے بیگانہ ہے۔ دین وحدت میں ہی ہے جو کوئی بھی توحید کی حالت میں مرا وہ شہید ہے۔ عاشق کی ملت (بھی) توحید ہے جو (ہر قسم) کے خطرات (وساوس) اور تقلید سے پاک

ہے۔ مست اونٹ ہی چونکہ بوجھ اٹھاتا ہے (اس لئے) خچر اور گدھے کیسے برداشت کریں۔ اے فقیر (سالک) تو جب تک اونٹ کی طرح مست نہ ہو جاؤ دل کا سمندر کیسے منور اور کامل چاند کی طرح ہو سکتا ہے۔ جب پیر مغان تمہیں اونٹ کی طرح مست کرتا ہے تو جاؤ اور باھوؒ کے آستانہ پر فریاد کرو۔ تو دن رات شراب وحدت کو نوش کرتا کہ غصہ اور شہوت سے پاک ہو جاؤ۔ تو باھوؒ کے دربار (مقدس) پر ادب کے ساتھ رہ تاکہ تو شہوت اور غصہ سے آزاد ہو جاؤ۔ وہ نظر فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔ وہاں خلوت اور چلہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

تاثیر نظر کامل: کامل کی نظر چلہ اور خلوت (کی ریاضتوں سے) بہتر ہے، عاشقوں کی ملت اللہ ہی اللہ (میں) ہے۔ تو عاشق کی صحبت حاصل کر (اور) عاشق ہو جائے گا، فاسق کی صحبت سے فاسق ہو جائے گا۔ پیر مغان کے آستانہ پر جو بھی پڑا رہا خدا کی قسم وہ مرد خدا مراد پا لیتا ہے۔ دونوں عالم سے وہ بلند تر ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ نور کی صحبت (روحانی) سے منور ہوتا ہے۔ مولا کا طالب جان قربان کرنے والا اور دونوں جہان سے آزاد ہوتا ہے۔

طالب دنیا و ولیٰ: جو کوئی دنیا اور ذات خدا کی طلب کرے وہ رکاوٹیں رکھنے والے دونوں کس طرح حاصل کریں۔ اے طالبان (راہ سلوک) دین اور دنیا دونوں بہنیں ہیں، دونوں بہنوں کو اے (سگ صفت) کتو (ایک نکاح میں لانا) جائز نہیں ہے۔ ان دو بہنوں میں سے ایک کو تو اختیار کر لے ورنہ تو قیامت کے دن پشیمان ہوگا۔ تو پانی اور آگ کو ایک پیالے میں ڈالتے ہو آگ بجھ جاتی ہے اور پانی بھی مشکوک ہو جاتا ہے۔ دین اور دنیا ایک جسم میں کس طرح یکجا ہو سکتے ہیں اے ناقص و بیہودہ (عقل والے) گدھے۔ اے دوست تو دنیا کو تین طلاق دے تاکہ دونوں جہان پر شاہ ہو جائے۔ سلطان العارفین (باھوؒ) نے اس طرح فرمایا ہے کہ طالب دنیا کتا ہے شیطان لعین ہے۔

ترک دنیا: اے بھائی تو پہلے دنیا کو ترک کر دے پھر سخی سلطان (باھوؒ) کے ہاں پیش ہو جاؤ۔ وہ ایک ہی لحظہ میں مراد کو پہنچا دیتا ہے، اسکے آستانہ پر جو بھی گیا مسرور ہوا۔ تو اپنے سے گدھوں کی

Marfat.com

خوراک پھینک دے، تو شہباز ہے اور اپنے پروں کو کھول۔ غصہ، حرص اور شہوت کے پر جلا ڈال پرواز کر اور منصور کا علم (عشق) پڑھ لے۔ باھو علم وحدت کا درس دیتا ہے جب تو اسے سیکھ لے گا تو تکلیف سے شفایاب ہو جائے گا۔ اہل دُنیا، حُب دنیا تیدق کی طرح ہیں، وہ خوش (وخرم) رہتے ہیں جو سچے عاشق ہوں۔ کسی میں وہ طاقت ہی نہیں کہ وہاں جا سکے، مکھی اور چڑیا کہاں اس قدر اڑ سکتے ہیں۔ مکھی کا کام ہاتھ ملنا (افسوس کرنا) ہے اسے تو غلاظت میں رہنا ایک سعادت ہے۔

باھوؒ مرشد شہباز: میرا پیر شہباز اس طرح اڑتا ہے کہ بچوں کو عرش سے بالا پہنچاتا ہے۔ ایک ہاتھ میں مرید کو اڑاتا ہے، حضرت بایزیدؒ (بسطامی) کی شان نظر آتی ہے۔ وہ پہلے دن ہی حضور میں پہنچا دیتا ہے بشرطیکہ وہ طالب مولیٰ ہو۔ ایسے پیر کا ہاتھ لے جیسے میرا پیر ہے، پیر باھوؒ کا اسم پاک روشن ہے۔ اس کا پاک نام عرب و پنجاب میں (مشہور) ہے۔ مزار اقدس چناب (دریائے چناب کی وادی) میں ہے۔ ضلع جھنگ میں شورکوٹ کا اسٹیشن خاص (مقام) ہے اگر پاؤں سے چل نہ سکو تو ریل پر سوار ہو کر جاؤ۔ اگر تو نہ جھنگ سے واقف ہو اور نہ شور (کوٹ) سے تو ملتان یا لاھور کو یاد رکھو۔ جب تم لاھور یا ملتان جاؤ تو وہاں سے شہر شورکوٹ کا پوچھ لو۔ باھوؒ کا نور تو عرش سے بالا چلا گیا ہے تو جو زمین پر ہے اسے کیسے دیکھے گا۔ اس کے نام کا ورد تو جن و پری سب کرتے ہیں، اے سگ (صفت) گدھے، فرشتے اور انسان (سب) اس کا نام لیتے ہیں۔ خمرے باھو باھو کا ورد کرتے ہیں وہ ہر وقت یہی صدا لگائے رہتے ہیں۔ ان پرندوں کو دیکھ کر لوگ حیران ہوتے ہیں پرندوں نے یہ ورد فرشتوں سے سنا ہے۔ اے دوست تو ملائک کی آواز نہیں سنتا تو پرندوں کی آواز پر تو اعتماد کر لے۔ میں اس عالی جناب (باھوؒ) کا کیا وصف بیان کروں اس (مرشد) شہباز نے لا مکان کا مکان پایا ہوا ہے۔ اے نواز تو جب شیخ باھوؒ (سے تعلق) رکھتا ہے تو پھر بھی گدھے کی طرح (اس سرّ روحانی سے) بے خبر ہے۔ اے نواز تو پیر مغان کا غلام ہو جا، ناز کو چھوڑ کر نیاز اختیار کر

Marfat.com

رسالہ عندلیبِ لاھوت

حضرت صاحبؒ کا یہ رسالہ بھی فارسی نظم مین ہے۔اس میں تصوف وسلوک کے بعض مسائل حکایات کی صورت میں سمجھائے ہیں اس میں ۱۶۷۵ اشعار ہیں جو مثنوی کی صورت میں مرقوم ہیں۔اس کے بعد حضرت صاحبؒ کا مرتبہ شجرہ قادریہ سلطانیہ ہے جو نہایت اختصار سے نظم ہے۔پھر قدرے تفصیل کے ساتھ دوسرا شجرہ قادریہ سلطانیہ بھی نظم فرمایا ہے۔آخر میں ایک نظم ہے جس میں مولوی نظام الدین ملتانی سے خطاب پُرعتاب ہوتا ہے۔اخذ ہوتا ہے کہ یہ رسالہ جب لکھ رہے تھے تو عمر شریف پچاس برس کی ہو چکی تھی۔اسی رسالہ میں پہلا درس عرفان لاھوت وناسوت سے تعلق کا بتاتے ہوئے اپنے شاگرد اور عزیز چچا زاد بھائی سلطان محمد عزیزؒ کو بڑے قرینے اور سلک سلوک سے اسم اللہ کی تلقین کرتے ہیں۔اور بتاتے ہیں کہ یہ دنیا اہل دنیا کے لئے ہے اہل اللہ تو اس میں صرف زندگی کرتے ہیں اور عرفان حق تعالیٰ میں جہد کرتے ہیں۔حکایت اول میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے بیان سے فقیر کے مراتب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اس میں بھی آپ کے مخاطب سلطان محمد عزیز ہوتے ہیں۔حکایت دوم میں صحبت کے اثرات بتائے ہیں۔ حکایت سوم میں اپنی عبادات وزہد پر اترانے والے زاہد کو جہنم اور بے عمل میخوار کو اس کے عجز ونیاز پر جنت کی نوید دی گئی۔تکبر وانانیت کا انجام خدا کے سامنے ذلت ہے اور گناہوں پر توبہ وتاسف خدا کی خوشنودی کا باعث ہوتا ہے۔حکایت چہارم میں بحر وحدت کے عارفانہ استغراق کو دیوانوں کے استغراق سے حضرت صاحبؒ ممیز کرتے ہوئے ایک خبطی کا حال سناتے ہیں تاکہ اہل سلوک باہوش رہیں۔حکایت پنجم میں مالک حقیقی کی فرمانبرداری وغلامی اختیار کرنے کا بیان ہے اور اس کی جزا جنت وحور کی بجائے عشق اور وصال محبوب سے ہے۔حکایت ششم میں مراتب فقر غوثی قطبی ابدالی کی نفی اور رضائے الٰہی کی خواہش کی ہے۔حکایت ہفتم میں ایک صاحب استدراج فقیر وحدت کا غیر شرعی نظریہ پیش کرتا ہے اور غوث بہاؤالحق اس کے افعال سے آگاہ ہوتے ہیں۔غوث کے سامنے اپنی استدراجی قوتیں دکھا کر بھاگ جاتا ہے۔حکایت ہشتم میں انسان کی پرورش ونشو و

Marfat.com

نما کے صانع مختلف بتائے گئے مگر صانع حقیقی تو خود وہ خالق ہے۔ انسان اپنے ہر استاد و مرشد سے لے کر اپنے خالق تک کا ممنون ہے۔ حکایت نہم سے ترک دنیا و ترکِ ترک کا سلوک سمجھایا گیا ہے۔ حکایت دہم میں خود شناسی سے شناخت حق کی تلقین اور قال کی بجائے حال میں مست رہنے پر زور دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے بلبل باغ لاہوتی اپنا حال سناؤ (ناسوتی) قفس میں تیری کیا غذا رہی ہے۔ اس سخت قید و بند میں رہ کر تو نے باغ و چمن (جنت ماویٰ) بُھلا دیئے ہیں۔ پھولوں پر ہاؤ وھُو (کے نغمہء توحید) الاپنے والے (لاہوت کے) بلبل (نجس مردار کھانے والے) کووں کے ملک میں آگئے۔ کوے صبح شام شور کیا کرتے ہیں کہ یہ بلبل ناحق ہمارے ملک میں تسلط کر رہے ہیں۔ ہمیں سچ کہ دیں اے نفیس (ولطیف فکر والے) بلبل یہ (دنیا کا) جنگل تو کمینہ صفت کووں کا ملک ہے۔ ہمیں سچ کہ دے کہ تو کووں کا ملک حاصل کر رہا ہے اور شاید اُس باغ (عدن) کو بھلا دیا ہے۔ بلبل نے کہا میں سچ کہتا ہوں اور باخدا جھوٹوں پر لعنت ہو۔ تو نے سچ سچ کہنے کا جو کہا ہے تو اے دوست قدیم میں سچ کہتا ہوں اور سنو۔ اے (محمد) عزیز مرحبا! تو نے (مجھے) بلبل کہ کر خطاب کیا، (دراصل) تو پیر بہادر (شاہ) سے کشمش و مُنقا (کے جنتی عرفان) کا میوہ لایا ہے۔ تو میرے ہاں گھر پر شام کے وقت آیا اور میرے عطا کردہ ایک دانہ (مغز) سے تو (غذا) لے چکا ہے۔ وہ یار (محمد) عزیز مرحبا بلبل کہ کر (بات کر رہا ہے) اے صاحب تمیز اب ہوش دل کے ساتھ سنو۔ بلبل مسکین کیوں نہ راز کی بات کہ دے۔ اے نواز جب میرے یار عزیز (محمد عزیز) نے بات چھیڑ دی۔ ہمارے جدِ امجد باغ جنت سے جدا ہو کر خدا تعالیٰ کے امر سے کووں کے جنگل میں قید ہو گیا۔ میں نے اپنے بزرگوں سے یہ سنا کہ وہ سب کووں سے جدا ہو کر رہے۔ یہ (دنیا کا) ویرانہ کووں کے مقدر میں رہے۔ بلبل تو اسی پیارے باغ کا متمنی ہے۔ میں بلبل و باغ (کے جہان) سے جب جدا ہوا تو کووں کے گروہ میں خدا تعالیٰ نے گرفتار کر رکھا ہے۔ اس جنگل میں ہزار ہا کووے ہیں (یہاں) بلبلوں کے بال و

Marfat.com

پر کٹے ہوئے ہیں۔ یہ جنگل کووں اور گِدھوں سے پُر ہے، تجھے یہ مسکین بلبل موتی کی طرح کمیاب ہی رہے گا۔کوے صبح شام ظلم ڈھاتے رہتے ہیں (انہیں یہ نفسیاتی فکر دامن گیر رہتی ہے) کہ یہ بلبل کہیں ان کا یہ ملک (دنیا) قابو میں نہ لے لے۔قسم ہے کہ میں (بلبل) ان کا ملک نہیں چاہتا اور نہ میں نے اسے خلق کیا ہے۔کوے کہتے ہیں کہ بلبل نے ہمیں فریب دے رکھا ہے وہ (جنتی) باغ اور میوے بھلا کہاں ہیں۔وہ تو دغا اور فریب سے ہمارے ملک (دنیا) پر تسلط کر رہا ہے وہ ہماری طرح ہی تو سوتا اور کھاتا پیتا ہے۔بلبل نے کہا کافر کمینے کوے میں نے تیرے اس جیسے کئی ملک چھوڑ رکھے ہیں۔میں اس ویرانے میں تقدیر کی سختی میں ہوں اور مجھے اپنے بادشاہ (مطلق) نے یہاں بند قفس میں لا رکھا ہے۔اس قید خانہ (دنیا) میں مجھے تھوڑی غذا ملتی ہے وہ خود ہی یہ راز جانتا ہے جس نے یہ غم عطا کیا ہوا ہے۔مجھے یہ معلوم ہے کہ اس شاہ (مطلق جلشانہٗ) نے اپنے (عرفان کے) لئے پابند کیا ہے جو اس کا فضل ہی ہے نا کہ قہر۔زلیخا نے جب یوسف کو قید کیا تو دراصل اپنے مقصد و مطلب کے لئے کیا تھا۔قفس (دنیا) میں میرے شاہ نے ہمیشہ میرا خیال رکھا ہوا ہے،اے کوے مجھ سے کینہ نہ رکھ ورنہ میرا بادشاہ تجھے تباہ کر دے گا۔ہزاروں کووں کو بادشاہ نے ایک بلبل ہی کی خاطر ذلیل کر دیا ہے۔اگر سیاہ کوا میرا ایک پر توڑتا ہے تو شاہ اس کوے پر داغ لگا کر خوار کر دیتا ہے۔اے کوے تھوڑا تھوڑا عقل کر تو نے نوحؑ اور موسیٰ سے متعلق بیان نہیں سنا۔بلبل کے جد شاہ نوحؑ کے لئے کووں کو تسبیح کے دانوں کی طرح توڑ کر رکھ دیا گیا۔وہ شاہ نوحؑ ہمارے لئے ہوا اس لئے کہ پہلے جسم اور پھر روح آیا۔ساقی پہلے جام چاہتے ہیں شراب اس وقت تک نہیں پیتے جب تک جام نہ آئے۔یہ حکمت کے لئے باتیں ہیں مگر کوے یہ نصیحت کہاں سنتے ہیں۔شاہ نے مجھے قید سخت میں رکھا ہے اور خود عید کے چاند کی طرح تماشا فرما رہا ہے۔مجھے جب سے (اپنے) شاہ کے اس شوق کا پتہ چلا تو مست و مدہوش ہو چلا ہوں اور صبر کا درس لئے ہوئے ہوں۔مجھ سے یہ زندان (دنیا) ما وُ من بھول گئے، یہ جسم بھی بحر (توحید) میں غرق ہے۔جب یہ احوال اس یار (محمد) عزیز سے ہوا تو اے کوو ہم سے ایسی ناشائستہ بات چیت

Marfat.com

(ہوگئی)۔ مجھے شاہ کبھی کبھی اپنے قریب کرتا ہے تو اس سے مست الست ہو جاتا ہوں۔ بلبل اور زندان کا خیال مجھ سے جاتا رہا جب اس فریادرس سے (تعلق) ہو گیا۔ گلستان، پھول اور بلبلوں کے بارے میں سب کچھ بھول گیا ہوں جیسے کچھ نہ تھا اور یہ زندان (جسم) بھی جیسے جل گیا ہو اور دھواں تک نہ ہو۔ اس (جسم کے) زندان پر آتشی شیشے کے عکس نے اسے جلا دیا اور خود آفتاب طلوع ہو گیا۔ اس بات پر کوئے کہاں یقین کریں، اے بلبلو تم تو شوق سے سنو۔ اس آفتاب بے نیاز کی شعاع سے یہ نواز ایک ذرہ کی مانند اس کے بحر میں غرق ہو گیا۔ اے بلبلو شوق سے سنو کوا کہاں اس کے سننے کے لائق ہو سکتا ہے۔ جب اس جسم کے آئینہ پر آفتاب آیا تو حجب وحجاب کا عالم ہو گیا۔ (کیونکہ) بلبل تو اس میں محو ہو گیا اور قفس (جسم) ٹوٹ پھوٹ گیا، شاہ جب خود آ گائے تو چوکیدار کی حاجت کیا رہی۔ جسم و اسم، نیک و بد (کے تمام خیال) چلے گئے، نہ کفر نہ اسلام نہ جسم نہ جان۔ جنت کا شوق اور دوزخ کا خوف اور (یہ حقیقت بھی کہ) مدہوشی کے عالم میں نماز کا قرب روا نہیں رہتا۔ جب حصول (وصل) ہو جائے تو عبادت کا ارادہ کیا معنی رکھتا ہے وہ تو سراسر اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ شرک کرنا ہی رہ جاتا ہے۔ جب رات گئی اور آفتاب آ گیا تو جگنو کی روشنی یا تابانی کہاں رہ جاتی ہے۔ جگنو کی روشنی تو رات کو (اندھیرے میں) ہوتی ہے۔ گویا وہ تو بحر وحدت (کا عالم) ہے نہ کہ محض پانی کا چلو۔ اس بحر میں سب کیڑے خار وخس غرق ہیں۔ ان نجس (اشیاء) سے بھلا بحر کہاں مردار ہوتا ہے۔ ہر چیز فنا پذیر ہے سوا اس کی اپنی ذات (جلشانہٗ) کے، خوف ورجا کو ترک کر کے ھائی وھو کو اختیار کر۔ یہ ھائی ھو کو سوائے ولی (اللہ) کے کوئی نہیں جانتا۔ یہی ھائی ھو ہی تو بلبل (لاھوتی) کی زبان ہے۔ تو اپنے اسم کو ھائی وھو کی زبان میں ڈھال اور اس ھائی ھو کی (کی حکمت کے لئے) کسی درویش سے رجوع کر۔ ایک روز ایک درویش (اھل اللہ) درمندوں کے (ذکر وفکر کے) باغ (محفل) میں آ نکلے۔ ایک بلبل (درویش) اُس اہل سوز کے پیچھے ہو لیا اور اسے کہا کہ اے شاہ شمس روشن بادشاہ میں ہای وھو (کی حکمت) کو نہیں سمجھتا اس نا کارہ کو اس کا مقصد سمجھایا جائے۔ اُس عارف نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا

عقل وخرد کے متوالے اسے کہاں سمجھ سکتے ہیں۔میں نے اس کی جستجو میں چالیس سال لگائے اور پھر کہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے (میدان سے) گیند آلیا (کامیاب ہوا)۔تو اگر میری خدمت میں مقیم ہو جائے تو اے سخت دل والے اس کے معنی سمجھ جاؤ گے۔زمین میں جب دانہ کاشت کیا جاتا ہے تو پھر چھ ماہ بعد فصل برداشت کی جاتی ہے۔اسی طرح ہر میوہ سیب اور انار جب لگایا جاتا ہے تو چار سال صبر کرنا ہوتا ہے۔جب کوئی عورت اپنے خاوند سے حاملہ ہوتی ہے تو نو دس ماہ میں اپنا حمل (کا پھل) دیکھ پاتے ہیں۔اس ھائی ھُو کے معنی جب رہنما ہو جاتے ہیں تو بلبل اپنے کو ھُما جان لیتا ہے۔ان الفاظ کے معنی لُوبان (کی خوشبو) میں بیان کرنے سے تمام بلبل (سرمست ہو کر) جیسے گمراہ ہو جاتے ہیں۔اے بلبلو جیسے سورج چمکتا ہے تو پانی لبالب دمکنے لگتا ہے۔اسی طرح تو شاہ شمس کا عکس لیتا ہے تو دنیا میں پناہ دینے والا (دستگیر) فقیر بن جاتا ہے۔پیروں (کی رفاقت) کے بغیر کوئی پیر نہیں ہو سکتا، میروں کی صحبت کے بغیر کوئی میر نہیں ہو سکتا، کتے کو سچے لوگوں کی رفاقت ملی اس کا حال سورۃ کہف میں ملاحظہ کرو۔پیغمبر (نوحؑ) کا بیٹا (غلط صحبت سے) سیاہ کار بنا اور وہ فضول گھاس پھوس جیسا ہو کر رہ گیا۔سیاہ دیگ سے تو سیاہ ہو جاتا ہے، ناجنس کی صحبت سے تو خراب ہو جاتا ہے۔عطر کے ساتھ ہو جاتا تو عطر کی خوشبو آتی رہے گی، فقر کے ساتھ رہ تو اسی کی عادت (فقیرانہ) اختیار کرو گے۔(محض) ورد اوراد سے کوئی کامل نہیں ہو جاتا جب تک کہ کوئی کامل کے ساتھ تعلق نہ کر لے۔ایک فقیر نے بلبل کو یہ آواز (راز) دے دیا، اے محمد عزیز تو نواز سے یہ تفہیم کر لے۔تو کہاں سے آیا ہے تو کیا ہے، اے یار (محمد) عزیز تو کس پر عاشق ہے۔تو اپنے کو اور معشوق کو پہچان لے، آدمی زادہ اپنے کو کیسے پہچانے۔تو پیر مغان سے (ایک بار) مدہوش ہو جاتا تو پھر دن رات فریاد وفغان کرے گا۔(مگر) اے عزیز فریاد تو خام لوگوں سے ظاہر ہوتی ہے، جلی ہوئی لکڑی سے دھواں کہاں رہتا ہے۔جب لکڑی جل جاتی ہے تو دھواں نہیں رہتا، جب ماؤ ومن کا امتیاز نہیں رہتا تو خود ودود (حق تعالیٰ) ہی ہوتا ہے۔عقل وروح کو تم عرش بریں کے پرندے سمجھ لو، انہیں اس زمین پر قید میں سمجھ لو۔عقل جبرائیل ہے روح کو نوحؑ جان لو،

Marfat.com

دونوں کو کنویں (کی گہرائی) میں قربان (کئے ہوئے) جانو۔ نفس شیطان نے ان دونوں کو اندھا کرلیا اور یہ کمزور کووں کے خوراک بن گئے۔ آدمؑ اسم اللہ کے غذا سے ملک ہوگیا اور اسم اللہ سے عیسیٰؑ آسمان پر چلا گیا۔ یہ ملائک کی غذا عاشقوں کی ہے اسے فاسق لوگ کہاں جانیں۔ ادریسؑ بھی اس اسم سے آسمان پر چڑھ گئے، احمد ﷺ اسی اسم سے لامکان پر پہنچے۔ احمد ﷺ لحہ میں عرش سے بالا پہنچے، تو اگر اس پر پختگی کرلے تو کیا غم رہے۔ فاذکرونی اذکرکم (۱) کو یاد کرلے، آہستہ آہستہ اپنی کوشش (ریاضت) کو بڑھا۔ جسم کو اسم کے اندر سمالے جیسے الف بسم میں مدغم ہو جاتا ہے۔ تمام درخت، برو بحر اور انسان اسم اللہ کا ذکر ہی کرتے ہیں اور تو اس سے بے خبر ہے۔ جب تو یہ حکم پالے تو ذاکروں میں ہو جائے گا ورنہ تو محض بلی والے مکر و فریب والا رہ جائے گا۔ بلی چوہے کے لئے جب بیٹھتی ہے تو اس کمینی کا پائے سر نہیں ہلتا ہے، جب تک وہ اس مکر سے چوہے کو پکڑ نہیں لیتی۔ تو بھی بلی کی طرح ایسی فکر میں ہے۔ تو (اصل میں) اپنی آنکھ، ناک اور منہ کو بند رکھ اور اسم اللہ کو اپنے جسم میں نقش کرلے۔ تیرا قلب اس وقت مراد پالے گا جب تو نفس کی لذت کے لئے اپنی مراد ختم کرلے گا۔ تو نامرادی کا شربت نوش کرلے اور اپنی آغوش میں دونوں عالم کے عدم ہو جانے کو لے لو۔ یار (حقیقی) نے تو کہہ دیا ہے کہ مولا جس کا ہے سب کچھ اسی کا ہے، قربان جاؤں اس دلدار نے کیا (عمدہ) موتی پرو دیا ہے۔

حکایت۔ ۱: اے محمد عزیز یہ مسکین نواز تمہیں ایک حکایت سناتا ہے ذرا غور سے سننا۔ اس لئے کہ تمہیں ان راز کی باتوں کا شوق ہے (کیوں نہ ہو) پرندہ پرندے کے ساتھ ہی پرواز کرتا ہے۔ ہر ایک اپنے ہم جنس کی صحبت میں رہتا ہے۔ یہ مثنوی تیرے شوق کی نظر میں طویل ہوگئی ہے، (باہمی رفاقت و محبت میں) نواز تو محمود (غزنوی) کی طرح اور اے (محمد) عزیز تو بمثل ایاز ہے۔ (حکایت اس طرح ہے) ایک روز میں بڑی تیزی سے میخانہ کو گیا جبہ پہنا ہوا تھا اور میرے ہاتھ میں کتاب تھی۔ میں جب میخانہ کے دروازہ پر پہنچا تو میں نے اندر ایک دیوانے کو دیکھا۔

(۱) (البقرہ: ۱۵۲)

Marfat.com

دیوانے کے ایک ہاتھ میں شراب کا جام تھا اور دوسرے ہاتھ میں تار بجانے والا رباب تھا۔ اس کی آنکھیں نر شیر کی آنکھ کی طرح سرخ اور مست تھیں، وہ رباب کے ساتھ پُر مغز غزل بھی کہہ رہا تھا۔ اس کے ساز و آواز کو سن کر یہ نواز اور تمام موجود اہل مجلس پر بھی مستی چھا گئی۔ میری کتاب، جبہ اور جسم سب خاک آلود ہو گئے، تین گھنٹوں کے بعد میں ہوش میں آیا۔ وہ مست دیوانہ اسی طرح بیٹھا ہوا تھا اور باقی لوگ نعرہ زن تھے۔ وہ مست کبھی باھُوؒ اور کبھی یاھُو کہتا تھا۔ وہ کبھی شاہ شمسؒ کی اور کبھی فریدؒ کی غزل پڑھتا تھا اور جو بھی سنتا تھا اسے عقیدت و ارادت میں شیدا ہو رہا تھا۔ ملنگ کی آواز میں (تاثیر) داؤدی تھی، لوگوں کو (مستی کے عالم میں) پگڑی اور چادر تک بھول گئے۔ لوگون کی سرمستی کسی شراب و برنج سے نہ تھی، نواز کو (حضرت) باھو نے یہ گنج عطا فرمایا۔ یا شاہ سلطان باھُوؒ ایسی تیز شراب (معرفت) ہو جو قیامت تک (یادِ حق) میں مست رکھے اور (دنیائے دنی کے شورو شر سے) بے خبر کر دے۔ میں لوگوں کے شور و شر سے ناراحت ہوں مجھے شاہ بہرام (۱) کی طرح خون آلود کر دیا جائے۔ میرے جسد کو شراب طہور سے آلودہ کر دیا جائے (اور) مرنے کے بعد میں قبر سے ظاہر ہونگا۔ جو شخص بھی میرے مزار پر ہاتھ رکھے میں اسے بہت جلد اس کے مراد کو پہنچا دوں۔ (اے باھو) تیرے مزار مبارک سے ہزاروں لوگ روشنی پا گئے اور ہزار ہا لوگ مقام صبر حاصل کر گئے۔ اے نواز تو کہاں (کو بات لے کر) چلا گیا، وہ دوست (محمد) عزیز (منتظر ہے) اور تو نے حکایت چھوڑ دی یہ کوئی تمیز (وقرینہ) نہیں ہے۔ تو نے محمد عزیز کو کہا کہ سنو، عزیز تو سننے لگا اب تو خود بھی تو ہوش میں رہو۔ عصر کے وقت (حضرت) باھُوؒ سے گذارش کی جائے، اس (سرود) قوالی کے وقت عزیز یار بھی ساتھ ہوا۔ (اے) سلطان عزیز مجھے اس کا معنی و مفہوم بتا اب جبکہ اہل مجلس اعتدال پر ہیں۔ اس ملنگ نے جب لوگوں کو عقل و ہوش میں دیکھا وہ اس مجلس عام (کی کیفیات) سے تنگ آ گیا۔ لوگ اپنے گھروں کو چل دیئے، بس وہ دیوانہ اور نواز پیچھے رہ گئے۔ اس مستانہ نے مجھے کہا کہ رباب سنو، یہ رباب کیا کہہ رہا ہے، جواب دو۔ میں نے عرض کیا کہ

(۱) اغلباً شاہ بہرام سے مراد شیخ بہرام کشمیری ہیں جو ۱۱۰۱ھ فوت ہوئے صائم الدھر رہے اور زندگی بھر ترک لذت کیا (خزینۃ الاصفیاء ۲: ۱۱۰)

Marfat.com

مجھے اس کی سمجھ نہیں البتہ میرا ساتھی محمد عزیز جانتا ہے۔ مستانے نے کہا کہ تم سے جواب پوچھتا ہوں کہ یہ سرود و رباب کیا کہ رہے ہیں۔ مستانہ نے کہا کہ یہ رباب کہ رہا ہے کہ افسوس میں نہیں جانتا کہ کیا ہوں بس ایک بلبلہ کی مانند ہوں۔ دریا کا نام الگ ہے جھاگ کا نام الگ ہے حالانکہ وہی تو خالق اور خلق خود ہیں، تو خوف نہ کر۔ تو اگر اس بات پر یقین نہیں لاتا تو اس خیر الرازقین نے وھو معکم (۱) (میں تمہارے ساتھ ہوں) فرمادیا ہے میرا لکڑی والا نام تو چلا گیا اب مجھے ستار کہتے ہیں۔ ہائے البتہ مجھے وہ نظر نہیں آتا جو مجھ ستار کو بجاتا ہے۔ میری لکڑی کو درخت سے لایا گیا ہے، کلہاڑے مارنے والے نے کاٹ کر مار لیا ہے۔ میرے کٹ کر مرنے کے بعد میری صنعتی (ہئیت) خشک ہوگئی پھر میرا پیٹ پھاڑا گیا اور میں (صبر و) قناعت میں رہا۔ مجھے اند باہر سے خوب صاف کیا گیا۔ اور پھر میرے صانع نے مجھے لپیٹ کر رکھ لیا۔ وہ پھر بڑے پہاڑ کو چلا گیا اور پھر سے وہ نکال لایا، میں تو پہاڑ (پتھر) تھا اور نام لوہار رکھ دیا گیا جب مجھے پہاڑ سے نکالا گیا۔ مجھے پھر لوہاروں کے حوالہ کیا گیا جو مجھے کوٹتے رہے۔ آگ میں جلایا گیا اور گرز سے مارتے رہے اس ضرب سے ساری مرض جاتی رہی۔ اس ضرب اور آتش سے جلانے کے ساتھ پانی بھی ساتھ دیتے گئے اس طرح لوہار نے مجھ سے رباب کا تار بنالیا، پھر وہ لکڑی جو لپیٹ کر رکھی گئی تھی اس کا پیٹ جب صاف کرلیا گیا تھا مجھے پھر اس لکڑی پر نصب کر دیا گیا بالکل اس طرح جیسے باغ میں کسی درخت کو پیوند کر دیا جائے۔ پھر میرا نام رباب سے موسوم کر دیا گیا، میری آواز پر مسرور ہو کر شراب نوشی کی جاتی ہے۔ (گویا) لکڑی کا نام گیا اور لوہے کا نام بھی گیا، تم ذرا اس داستان کو پورے ذہن کے ساتھ سوچ لو۔ (ہائے) وہ جنگل اور وہ درخت کیا ہوا، اور وہ جس نے کلہاڑے سے کاٹا۔ سلیمانؑ کی طرح جب اس کے تخت کو ہوا لے اڑی تو اس کی انگشتری گم ہوگئی اور ہوا میں (گر گئی)۔ ایسا پہاڑ اس کے تخت کا ساتھی اور اس کے بخت کا شفیق تھا۔ (خیر، آمدم بہ سرِ مطلب) میں نے اپنے (مرجع واعلیٰ) جنگل سے جدا ہونے پر بڑی تکلیف برداشت کی (پھر)

(۱) (الحدید:۴)

Marfat.com

جلنے اور کوٹے جانے سے مکھی کی طرح (ناپسندیدہ صورت میں) ہو گیا۔ دوست کی طرف سے صدمات تو میرے لئے شیرین ہو گئے ہیں، اے خوش نصیب عزیز تو نے خوب سلوک روا رکھا ہے۔ موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کا مقام حاصل ہو گیا جو فرمان نبوی ﷺ ہے۔ (اب) میری آواز سے آہ و بکا پیدا ہوتی ہے جیسے ہی میری طبع (وصورت ساختہ) پر کوئی انگلی رکھ کر چھیڑتا ہے۔ وہ جو مجھے حرکت بخشنے والا ہے اسے نہیں جانتا ہوں، اپنی آواز کی جنبش سے اسے نہیں جانتا ہوں۔ آواز تو جب ہی آتی ہے جب وہ موجود ہوتا ہے چاہے وہ وجود لکڑی اور لوہے سے بھی ہو جائے۔ وہ جب میرے درون (حال) پر انگلی رکھتا ہے تو مجھ سے میرا نالہ و فریاد ظاہر ہو جاتا ہے۔ اے دوست سلطان عزیز سمجھو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، میں کیا ہوں مجھ میں کیا ہے۔ تیرا یہ خیال ہے کہ یہ مثنوی (کے اشعار) نواز کہہ رہا ہے اصل میں میرے وجود کے پیکر میں سے وہ (کوئی) خود ہی آواز دے رہا ہے۔ آدم کی تخلیق ضرور خاک سے ہوئی ہے (تو ساتھ ہی) اے اہل ریا تو ونفخت فی روحی (میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی) کی حقیقت کو بھی تو سنو۔ قرآن حکیم کے فرمان پر یقین نہ لانے والے مادرزاد اندھے بھلا اس کو سمجھنے کے لئے کہاں لائق ہو سکتے ہیں۔ اے بیمار (عقل والے) مادرزاد اندھے کی آنکھ کوئی طبیب (روحانی) نہیں دیکھ پاتا۔ اندھی آنکھ والے کے لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے میں اسے درست کرانے کے لئے دانایان عقل سعی کرتے ہیں۔ اس آنکھ کے بنانے کے لئے دربدر پھرتے ہیں، آشوب چشم کے ماہر عزت پاتے ہیں۔ بیمار چشم کی اصلاح کے لئے کہاں کہاں تک دربدر اور شرمندگی جھیلی جاتی ہے۔ کور مادر زاد کا علاج کیسے ہو بھلا لوگوں پر حجاج کہاں مہربانی کر سکتا ہے۔ وہ اپنی آنکھ سے زندگی نہیں دیکھتا، لوگوں کے بتانے (بہکانے) پر غم و غصہ میں رہتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ کوئی ایسا ذلیل مجھے یاد نہیں پڑتا کہ جس کی چشم (بصیرت) سنواروں تو وہ (اصلاح پذیر ہو کر) حلیم و منکسر ہو جائے۔ جس نے بھی حق تعالیٰ سے آواز الست (کیا میں تیرا رب ہوں) کو سنا اس نے (تعلق کی) ڈوری (حبل اللہ) کو ہر فرشتے کے ساتھ جوڑ دی۔ وہ ڈوری نو آسمانوں تک لے جاتی ہے جس سے تمام

Marfat.com

فرشتے حیران ہیں۔ ماسوااللہ دور ہوگیا، نور ہی نور ہوگیا، موسیٰؑ کی طرح کوہ طور پر مست (معرفت و عرفان) ہوگیا۔ تو اپنے سینہ کو موسیٰؑ کی طرح کوہ طور کر لے، سینہ سے حرص و شہوت کا کینہ دور کر دے۔ جس کسی نے بھی اپنے سینہ پر لا (الہ الا اللہ) کا (صاف و پاک کر دینے والا) صیقل کر لیا اس نے اپنی بے بصیرت آنکھ پر روشنی کا شعلہ پالیا۔ پیر مغان کی خاک کا سُرمہ (چشم کو) منور کرنے والا ہے، اے فریادی اسے دن رات اپنی آنکھ میں ڈال۔ پیر مغان کے بغیر تو کسی سے (اندھے پن کا) علاج نہ کرانا (جبکہ) تو منصور حلاج کی طرح (حق) کا نعرہ لگاتا ہے۔ البتہ شرع شریف حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا خیال رکھنا، شرع شریف کے بغیر (عشق بحر وحدت میں) کئی غوطہ زن ڈوب گئے۔ تو شرع شریف سے ہرگز غافل نہ ہونا، اپنے آپ کو زہد و پرہیز گاری سے دور نہ کرنا۔ جس کسی نے راہ محمد ﷺ کی (پیروی سے) مخالفت روا رکھی وہ فقر کے دعویٰ میں جھوٹا اور فضول بکنے والا ہے۔ جو کوئی نبی اکرم ﷺ کے قدم مبارک پر نہیں چلتا وہ ڈاکو، شیطان یا محض نادان ہے۔ تو کبھی کبھی عالم محویت میں مقام سکر میں آجاتا ہے، اہل فقر تو شمس (تبریزیؒ) کی طرح سر پیش کرتے ہیں۔ تو اصحابہ رسول اکرم ﷺ کی طرح اپنا چہرہ اور لباس بنا، اے محمد نواز مسجد ہی میں نماز ادا کیا کر اے (محمد) نواز وركعوا مع الراكعين (۱) (تو رکوع میں جانے والوں کے ساتھ رکوع) کر کے (باجماعت ہونے والوں میں) ہو، بے نماز ہو کر مخلوق خدا کو گمراہ نہ کرنا۔ تیس سال تک اسی تسلسل کے ساتھ نماز (بفضل حق تعالیٰ) ادا ہوئی ہے، اب (تیری عمر کو) پچاس سال ہوگئے ہیں (مگر) نواز (سیر احدیت کے ضمن میں ابھی تک) الحاد میں ہے۔ تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں قادری ہوں، پیر بہادر (۲) (شاہ) کی طرح ہمت بھی دکھا۔ شرع شریف نبوی (ﷺ) کے بغیر مکر و فریب ہے، اور ان کے شرع شریف کے بغیر ان کا قرب بھلا کیسے ہو۔ مولانا سلطان العارفین (سلطان باھوؒ) نے فرمایا کہ "تو بے شریعت کو مردود اور بے نصیب سمجھ۔ میں نے شرع شریف سے ہی تمام فقر حاصل کیا، تو خلاف شرع کو اہل جہنم جان لے۔" اے نواز تو شرع شریف

(۱) (البقرۃ: ۴۳) (۲) پیر بہادر شاہ مشہدی کاظمی (ف ۱۹۳۴ء)

Marfat.com

کیخلاف نہ چل اپنے آباؤ اجداد پر (زبانی) فخر نہ کر (پدرم سلطان بود نہ کہ بلکہ خود عمل شریعت پر پختہ ہو)۔ شریعت کے بغیر طریقت کیسے آئے، طریقت ہی سے حقیقت حاصل ہوتی ہے اور حقیقت سے تجھے معرفت ملتی ہے، تو (وحدت میں) غوطہ زن ہوتا کہ صبح وشام معرفت کے موتی پائے۔ فقر تمام رسول اللہ ﷺ کے لباس شریعت سے آراستہ ہوتا ہے نواز تو کبھی کبھی فضولیات میں ہو جاتا ہے۔ نواز کبھی فضول (کام) اختیار کرتا ہے جبھی تو اس بے نیاز نے (انسان کو) جاھل بھی کہہ دیا تھا۔ کبھی آدم کو علم دیئے جانے والا کہا اور کبھی اسے جاھل کہا اے بھینگے دونوں لقب آدم کو ہی تو ملے۔ اے نواز تو نے فضول کا لفظ استعمال کیا، تیرا عقل بھلا کیسے اس بے نیاز تک رسائی کرے گا۔ اے نواز تو عاجز کی طرح عاجزی کر، یہ روزہ اور نماز عاجزی اختیار کرنے کے لئے ہی تو وارد ہیں۔ تو اے نواز منی کے قطرے سے پیدا ہوا پھر اس قدرت نے تمہیں کس قدر سرفراز بھی کیا۔ تیری ہستی تو مچھر کی طرح اے نواز (ناچیز) تھی۔ آج تو دعویٰ کرتا ہے کہ شہباز ہوں۔ سینکڑوں (رسمی) نمازوں سے اصل اطاعت رسول ﷺ بہتر ہے، اے نواز اپنی ہستی اور مستی کو (کچھ بھی) نہ جان۔ اپنی ذات کی (انانیت) سے ایک گھڑی دور ہو جانا اے نواز سو سال کے نماز و روزہ سے بہتر ہے۔ اے نواز جب تو اپنی ہستی (کی انانیت) سے دور ہو جائے گا تو پھر تو گویا عرش اعلیٰ پر نماز پڑھنے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اے نواز تو اپنی ہستی (کی انانیت) سے کیسے گزرے گا، انگور کے پانی کی مستی سے حیلہ سازی کرنے والے۔ اے نواز تو نے جب عارفوں کی کتاب ملاحظہ کی تو ان کی حکایات بار بار کہہ دے۔ تو محض قال بیان کرتا ہے نہ کہ حال کو، اہل جیفہ (مردار ہڈی کا طالب) اہل راز تک کیسے پہنچے اے نواز میں تیری حالت خوب جانتا ہوں، تو دنیا و زر کے حرص میں گھلا ہوا ہے۔ تیری زندگی گھومنے میں گزر گئی، تو گدھ کی طرح دور و دراز دوڑتا ہے۔ اے نواز تو دولت کے حرص سے کیسے توبہ کرے گا، تیری زندگی تو (احمق) گدھوں اور ہوسناک خنزیروں کی طرح گزر گئی۔ اے نواز تو اتامرون الناس (۱) (تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو) کا حکم سن، دن رات

---

(۱) البقرۃ: ۴۴

اپنے نفس کو تلقین (رُشد) دے۔ اے نوازؔ پہلے اپنے نفس کو مار دے، تو (پھر) ایک آواز سے مردہ کو زندہ کرے گا۔ اے نوازؔ مردے قبر سے اٹھتے ہیں کیونکہ اہل راز اسرافیلِ وقت ہوتے ہیں۔ اے نواز عقل و روح جب ھُو میں غرق ہوتے ہیں تو پھر ہر چیز تیرے سامنے نیاز مندانہ سجدہ کرتے ہیں۔ اے نواز آدمؑ کے لئے جب سجدہ کا حکم ہوا تو یہ حکم قیامت تک کے لئے صادر ہوا۔ جب کوئی نیا حاکم اے نواز تخت پر آتا ہے تو رعیت اس کے سامنے جھکتی ہے اور نیاز بجا لاتی ہے۔ حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بکری نے سجدہ کیا تھا تو شرع شریف احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ اور اس راز کو خفیہ رکھ۔ ابوہریرہؓ اور سلیمان فارسیؓ نے اے نوازؔ کہا کہ ہم اگر راز بتادیں تو قتل کر دیئے جائیں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے تمام دور تک اے نوازؔ ایک سے دوسرے تک یہ راز خفیہ ہو گیا۔ اے نوازؔ تو اپنے لبوں پر یہ راز نہ لا تو آفتاب کی طرح تمام مخلوق پر (روشنی کا) سایہ ڈال۔ اے نوازؔ آفتاب سے ہر کوئی تابانی حاصل کرتا ہے ایسا ہی (روشنی بخش) فقر اگر تو پالے تو پھر نیاز مندی ہی اختیار کر (جو اصل مطلوب ہے)

حکایت۔۲: تجھے نوازؔ ایک حکایت سناتا ہے اگر اس پر عمل کرو گے تو ایاز کی طرح (صادق) ہو جاؤ گے۔ اے نوازؔ ایک کتا دیوانہ ہو گیا، اُس کا منہ کھلا رہتا تھا اور اس کے کاٹے سے بہت لوگ دیوانے ہو گئے۔ اے نواز بہت سے لوگ دیوانے ہو گئے اور اس کتے کو ایک آم کے درخت کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ چند دنوں کے بعد وہ کتا مر گیا (اور اے اہل محبت سمجھ لو کہ) ایسا ہوا کہ وہ آم کا درخت بھی خشک ہو گیا۔ جب وہ درخت لوگوں نے دیکھا کہ خشک ہو گیا ہے تو انہوں نے (اسے کاٹ کر) ایک دیگ پکانے کے لئے (وہاں جلا دیا)۔ جس کسی کو بھی اس درخت کا دھواں پہنچا وہ کافی عرصہ تک دیوانہ ہو گیا۔ اے نواز جب لوگ ایک کتے سے دیوانہ ہو جاتے ہیں تو حق تعالیٰ کے دیوانہ سے وہ کیسے دیوانے نہیں ہو سکتے۔ فقراء کی صحبت سے یہ نواز دیوانہ ہے، وہ دیوانہ کیونکر نہ ہو حق تعالیٰ نے اسے یوں کر دیا ہے۔ فقیر کی قبر دیوانہ بنا دیتی ہے، اے نواز میں نے تو اپنی آنکھوں سے یہ حالت دیکھی ہے۔ بلاشبہ حق تعالیٰ کا دیوانہ ہی دیوانہ ساز ہوتا ہے، اگر تو ایسا نہیں ہو سکا تو

پھر اے نواز (ایسا آدمی) اپنی قسمت سے کہے۔اے نواز تو نے بہت سے فقراء کے ساتھ تعلق رکھا،تو خدا تعالیٰ کی حمد کرتا رہ،حمد سے ہی در(رحمت) کھلتا ہے۔اللہ تعالیٰ بے نیاز نے ''اِن شکرتم''(۱) فرمایا اس لئے تو ہر لحظہ شکر کرتا رہ اے نواز۔حق تعالیٰ کے شکر سے تجھے بے حساب نعمتیں حاصل ہوتی ہیں،اے نواز تو صبح وشام شکر ادا کر کے(حق ادا کر)۔اے نواز تو ہر شعر میں اپنا نام لیا کر کہیں کہیں حذف کر دیا کر۔

حکایت۔۳: محمد نواز ایک حکایت تجھے سناتا ہے اسے سمجھو اور حق تعالیٰ سے سچائی اختیار کرنے والا ہو۔اے نواز،موسیٰؑ کے زمانہ میں ایک زاھد تھا جس نے اپنی زندگی روزہ اور نماز کی ادائیگی میں گزاری۔اُس زاھد نے موسیٰؑ سے عرض کی کہ میری عرض اُس بے نیاز تک پہنچا دے۔تو جب کوہ طور پر جائے گا تو بڑے عجز و نیز مندی سے میرا حال کہہ دینا۔اور کہنا کہ میں نے دن رات عبادت میں رہ کر شہوت،حرص اور غصہ کو ختم کر دیا ہے۔میں نے تیرے غم میں اپنی جوانی برباد کر دی ہے،میری جوانی ختم ہوگئی ہے اور کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔جوانی میں فاقے برداشت کیے ہیں۔اب بڑھاپا آ گیا ہے چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے (نیک اعمال سے) بویا ہے اب اس سے حاصل کروں۔اب جلد ہی مجھے موت دے تاکہ جنت میں پہنچوں یا مجھے مال و دولت دے تاکہ آرام سے بسر کروں۔ان دو گزارشات میں سے رب تعالیٰ میری ایک منظور کر لے جو تمام اسباب کا خالق ہے۔موسیٰؑ نے کوہ طور کا رُخ کیا،راستے میں مقدر نے ایک (اور) ملا دیا۔بازار میں ایک ننگ دھڑنگ ملنگ کو دیکھا جس نے رفع حاجت کے مقام پر بس ایک گز کا لنگوٹ باندھا ہوا تھا۔اس نے سر پر مٹی ڈالی ہوئی تھی اور سخت نحیف ونزار حال میں تھا۔اس نے دور سے موسیٰؑ کو جب جاتے ہوئے دیکھا تو کہا اے موسیٰؑ جب کوہ طور پر جانا،حق تعالیٰ سے عرض کر دینا مجھ ملحد ملنگ کی طرف سے کہ وہ ننگ دھڑنگ تجھ سے افیون اور بھنگ کا مطالبہ کرتا ہے۔مجھے ایک گز کپڑا بھی نہیں چاہیئے اور نہ مجھے جنت کے لئے کوئی فرمان مطلوب ہے۔تمام جوانی میں نے (شراب) کے نشے

---

(۱)(النساء:۱۴۷)

میں گزار دی اور بڑھاپے میں افیون پر گزر رہی ہے۔اب مجھ میں طاقت نہیں کہ در بدر پھروں اور اپنے نشہ کے لئے پیسہ جمع کرتا پھروں۔ میں تو افیون کی خوراک پر وقت گزارتا ہوں، اے تو وہ ہستی ہے جو میرے گناہوں اور میری اطاعت سب سے بلند و پاک ہے۔ مجھے گھر میں کسی پلنگ (وآرام) کی خواہش نہیں، میرے لئے تو افیون تمباکو، چرس اور بھنگ چاہئے ہے۔ میں نے جو کچھ روپیہ مانگا ہے اگر (میرے حصہ میں) ختم ہے تو پھر میں مرنا پسند کرتا ہوں کیونکہ مرنا تو جائز ہے۔ میرے مرنے کے بعد تو جو چاہے کر میں یہ نہ کہوں گا کہ یہ کر یا وہ کر۔ میں نے تو عمر بھر خراب حالت میں گزار دیا۔شراب، رباب اور کباب میں (گزارا ہے)۔ میں نے زندگی میں کوئی اچھا کام نہیں کیا (حالانکہ) اچھا کھایا پیا اور پہنا ہے۔ اگر تو مجھے بخش دے تو غفور ورحیم ہے تُو، اگر مجھے گرفت میں لیتا ہے تو بھی میں نالائق اس کا سزاوار ہوں۔ موسیٰؑ نے فرمایا اے ملنگ مجھے اب جانے دے تیرا حال کافی ہو گیا اس سے میں آزردہ (خاطر) ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا موسیٰؑ آپ جایئے میں نے اپنی بات ختم کر دی، موسیٰؑ چرواہے کی مانند چل پڑے جب وہ صاحب توریت کوہ طور گئے تو دونوں کا حال مناجات کے انداز میں پیش کیا۔ عرض کیا کہ اے بیمثال ذات پاک ان دونوں نے اس طرح سوال پیش کئے ہیں۔ (یہ سن کر) وہ ذات پاک جلال میں آ گیا اور فرمایا اس زاھد کے لئے تو میں دوزخ مقرر کرتا ہوں کیونکہ ہمارے سامنے تکبر کسی صورت میں اطاعت نہیں ہو سکتی البتہ گنہگار کی توبہ سے خوش ہوں۔ (میرے سامنے) سو سال کی اطاعت ایک جَو کے برابر ہے اگر اس اطاعت میں تکبر کی تھوڑی سی بُو رہ جائے۔ میرے سامنے اطاعت اور زھد تو بس نیاز مندی میں ہے میں نے عاجزی کے لئے ہی تو نماز کا حکم جاری کیا ہے۔ زاھد نے جب اپنی انانیت ظاہر کی تو وہ عابد کفار کی طرح جہنمی ہو گیا ہے۔ اس بیوقوف نشہ باز ملنگ کو جنت عطا کرتا ہوں جسکا وہ ہزار بار مستحق ہے۔ میری ذات کبریا اور بے نیاز کے سامنے روزہ، نفل و نماز کی کیا حیثیت ہے۔ میری اطاعت کے لئے فرشتے بہت ہیں، جو ہمیشہ رکوع وسجود میں ہوشیار ہیں۔ اپنے لئے درد آہ وسوز اختیار کرنے پر میں نے ابن آدم کے لئے روز (روشن) کر دیا۔ میں نے مخلوق کو

Marfat.com

اپنی پہچان کے لئے بنایا، جس کے لئے میں نے ان کو فرشتوں پر فضیلت دی۔ میں نے فرشتہ پر آدم کو بلند کر دیا (اسی لئے) آدم کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ آدم نے کہا اے رب میں نے اپنے پر ظلم کیا ہے، آدم نے جب یہ پُر گوھر (عجز) کو ظاہر کیا تو میں نے اسے بخش دیا۔ عزازیل نے جب اپنی عبادات کو یاد کیا (میرے سامنے بیان کیا) اور اپنی ہستی کو آدمؑ سے بلند تر بتایا تو میں نے اسے قیامت تک ملعون کر دیا اور وہ اس پر کسی سے پشیمان نہ ہوا۔ ملنگ کو کہہ دو کہ اس کے لئے جنت ہوگئی ہے اور دوسرے (زاھد) کے لئے جہنم ہے اس لئے کہ ملنگ نے عاجزی کی اور زاھد نے میرے سامنے فخر کیا ہے۔ ملنگ نے گناہوں پر اپنی بے بسی کا اظہار کر کے توبہ کی اور زاھد نے فخر اختیار کر کے مکر کی راہ پائی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اے عرش برین کے خدا تعالیٰ میں کچھ نہیں جانتا تو ہی سب سے بہتر جاننے والا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ جاؤ اور ان دونوں سے اپنے جسم میں سے ایک ٹکڑا میرے لئے طلب کرو۔ اس طرح میں تمہیں ان کا شوق واضح کرا دوں کہ اس زاھد اور اس میخوار میں اصل کیا کیا ذوق ہے۔ موسیٰ پہلے اس نیک طبع (زاھد) کے پاس گئے اور کہا کہ رب تعالیٰ تمہارے سر سے ایک انگلی کے برابر حصہ طلب کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ اے موسیٰ تیرا عقل تو جاتا نہیں رہا یہ کیسا سودا ہے۔ مجھ سے بھلا میرے سر سے ایک ٹکڑا خدا مانگتا ہے اس ٹکڑے سے کیا خدا تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) کوئی جوتے بنانے ہیں۔ کیا وہ عرش پر جوتے سازی کرتا ہے، ایسی بات سے تو نے عرش سوزی کر دی ہے۔ موسیٰؑ تو عقل سے بیگانہ ہو گیا ہے، ایسی فضول بات نہ کر۔ اے موسیٰؑ میں سچ کہتا ہوں ایسی بات حق تعالیٰ نے نہیں کہی۔ میرا بے نیاز خدا میرے سر سے کیا کرے گا موسیٰؑ کے سر میں یہ سودا کہیں سمایا ہے۔ موسیٰؑ اس زاھد کی بات سن کر خاموش ہو گئے، اور اس (افیون) ٹکڑا کھانے والے شراب نوش کے ہاں چلے گئے۔ موسیٰؑ نے فرمایا حق تعالیٰ نے سلام کہے ہیں اور تم سے تمہارے سر کا ایک ٹکڑا (چھوٹا) طلب کیا ہے۔ دو انگلی کے برابر اپنے سر سے کاٹ دو اور میرے حوالہ کرو تا کہ خدا تعالیٰ کے حضور لے جاؤں۔ اس شرابی نے کہا کہ اے پیغمبرؑ تو میرا پورا سر کاٹ لے۔ میں ایک ٹکڑا اس کے حضور کیا پیش کروں مجھے اچھا نہیں لگتا مجھے ایسا

Marfat.com

نامناسب کام نہیں کرنا چاہیئے میری گردن سے پورا سر الگ کر دیں اور پھر میرے سر سے ٹکڑا کاٹ لیں میرے سر سے جو بھی ٹکڑا پسند ہو لے لیا جائے میں ہزاروں سر قربان کرتا ہوں اگر وہ لیتا ہے۔ اس نبیؑ نے جب اسکی یہ کیفیت حال سنی تو رب تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا اور عرض کی یہ موسیٰ تو اے خدا لاعلمنا (میں نہیں جانتا) ہی کہتا ہے۔ میرے دل میں جو شبہ آ گیا تھا اب دور ہو گیا ہے۔ میں نے تو یہ سوچا تھا کہ خدا تعالیٰ کو زاھد کے لئے ایسا مناسب نہیں چاہیئے تھا اور ایک متقی کے لئے ایسا فرمان (نہیں چاہیئے تھا)۔ پھر ایک شرابی کے لئے ایسا لطف و کرم، تاہم موسیٰؑ تیرے لطف و کرم پر تو خوش ہوا۔ نواز نے یہ (حکایت) پیر زمان شاہ سے سنی، اے اہل راز طالبو تم بھی سن لو۔ اے نواز اس داستان سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ انسان کو خودی (خودنمائی و انانیت) ترک کر کے عجز و نیاز کی راہ لینی چاہیئے۔ تو جب اپنی ذات میں (خودنمائی سے) ہو کر چلتا ہے تو تم میں عاجزی نہیں رہتی، تو پھر اے رافضی تو دنیا میں کہاں بسیرا کرتا ہے۔ علم زھد اور تقویٰ پر غرور نہ کر، یہ سب میرے عزیز حجاب ہیں دل سے دور کر لو۔ اپنی ہستی سے اے نواز تو ہمیشہ توبہ کر۔ اھل راز اسے سب سے بڑا بت قرار دیتے ہیں۔ یہ موہوم ہستی ایک بادل جیسا حجاب ہے، تو بادل کو ہٹا دے اور آفتاب (روشن) کو دیکھ لو۔

حکایت ۔۴: اے نوازؔ میں ایک حکایت بیان کرتا ہوں، اس حکایت سے تیرا عقل بیدار ہو جائے گا۔ اے نوازؔ ایک خبطی تھا اس نے اپنی گردن میں ایک بڑا سا زنار (ہندوؤں کا سا دھاگہ) باندھ رکھا تھا۔ کسی نے پوچھا اے دیوانے دوست تو نے ہندو کی طرح یہ زنار کیوں باندھ رکھا ہے۔ دیوانے نے کہا میں ہندو نہیں ہو گیا ہوں بلکہ یہ دھاگہ میں نے اس لئے باندھ رکھا ہے تاکہ گم نہ ہو جاؤں۔ اس لئے کہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں بے شمار ہیں میں نے یہ دھاگہ اس لئے باندھا ہے کہ سب سے الگ واضح رہوں۔ میرے دھاگے کا رنگ سرخ ہے تاکہ ان سب سے گم نہ ہو جاؤں۔ میں جب سرخ دھاگہ دیکھتا ہوں تو (یقین آتا ہے کہ) میں خود ہوں، اس طرح اے دوست میرا پختہ یقین ہو جاتا ہے۔ ایک رات وہ خبطی ٹاٹ میں سویا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے اس کے گلے سے وہ

Marfat.com

(دھاگہ) کھول لیا۔اس کی گردن سے کاٹ کر اپنی گردن میں باندھ لیا اور وہ دیوانہ مدہوش سویا رہا۔اس نے خبطی کی طرح زنار گلے میں لے کر اسکے قریب ہی سو گیا۔وہ خبطی جب نیند سے بیدار ہوا اور اس نشانی کو دوسرے کی گردن میں دیکھا تو اس نے کئی بار اپنی گردن پر نگاہ ڈالی لیکن وہ تو دوسرے کی گردن میں نقش جا چکا تھا۔لوگ اس کے رونے دھونے سے بیدار ہ گئے،اس کی گردن میں خبطی نے تختہ دار کی طرح ہاتھ ڈال رکھا تھا۔خبطی نے کہا میری نشانی دھاگہ تھا،میرا جسم تو اس یار کا ہو گیا۔ہائے میں نہیں جانتا کہ میں (کیسے) تو ہو گیا (اور) کیا کچھ رہ گیا جبکہ مجھ سے میں چلا گیا تو اب کیا پہچان رہے گی۔وہ سرخ دھاگہ میرا نشان تھا،ہائے بھلا کس طرح یہ تم پر یہ میرا حصہ چلا گیا۔ہائے تو میں ہو گیا اور میں کیا ہوں،وحدت کے سمندر میں ہماری پہچان چلی گئی۔عارف چونکہ وحدت میں استغراق پالیتا ہے بلکہ عرش سے اوپر نو آسمانوں سے بالا چلا جاتا ہے۔عاشق ایک ہی آہ سے عرش سے بالا چلا جاتا ہے اس لئے کہ عاشق کو شرابی کہا جاتا ہے۔شراب اپنی ہستی سے دور کر دیتی ہے کیونکہ وہ محبوب کے ہاتھوں سے شراب (معرفت) دلوا دیتی ہے۔اے عزیز تجھے پتہ ہے کہ شراب کیا چیز ہے،یہ جسم بھی وحدت میں گم ہو جاتا ہے۔اے نواز وہ محبوب بہت مہربان ہے جیسے کہ محمود وایاز مہربان ہوئے۔

حکایت۔۵:ایک حکایت تمہیں سناتا ہوں اور سنو،اس کے سننے سے مقصد حاصل کرو گے۔محمود (غزنوی) نے جب ہندوستان فتح کیا تو ایک برہمن کا لڑکا اس خوش بخت نے لے لیا جو یوسف ثانی تھا۔اسے محمود نے دیکھا تو برہمن سے لے لیا۔لڑکے کے والدین کو زرِ کثیر عطا کر دیا اور وہ شہنشاہ سے دولت پا کے فخر کرنے لگے۔چونکہ مفلس آدمی دولت حاصل کر کے بال بچوں کی محبت سے ہٹ کر زر اندوزی میں پڑ جاتا ہے۔بہر حال شاہ نے اس خوبصورت (بچے) کو ساتھ لیا اور اس کے دیکھے بغیر وہ اداس ہو جاتا۔اس حسین چہرے کے بغیر شاہ سے آرام جاتا رہا،شاہ نے اسکے بغیر ہر عیش کو ترک کر دیا۔وہ شاہ کی شرب نوشی میں ساقی گری کرنے لگا،شاہ اپنے (انعامات) رباب بجانے والے (سازندہ) یا اس کو عطا کرتا۔شراب رباب اور کباب پر مستزاد اس گل اندام و

Marfat.com

دل آرام کا ہونا تھا۔شاہ کو تمام سفر میں کوئی اندیشہ نہ تھا اس نے ملک بھی فتح کر لیا تھا اور ایک محبوب بھی پا لیا تھا۔شاہ کبیر جب غزنی آیا تو اس لڑکے کو ایک علاقہ کا امیر مقرر کر دیا۔محمود نے ایک دن خفیہ طور پر اس لڑکے کو دیکھا کہ وہ گھر کے ایک کمرہ کو مقفل کیئے ہوئے ہے۔شاہ نے گھر کے ایک سوراخ سے دیکھا کہ وہ (مقفل کمرہ میں) نوجوان بے تحاشا رو رہا ہے۔شاہ نے آواز دی کہ دروازہ کھولو، ناشکرے آہ وزاری کیوں کر رہے ہو۔میں نے تجھے ایک علاقہ کا امیر بنا دیا ہے لوگ تیری پابوسی (احترام) کرتے ہیں۔تو بھلا یہ زار وقطار کیوں روتا ہے تم اپنا حال دل مجھے واضح کرو۔اس لڑکے نے کہا میں آپ کے قربان جاؤں آپ کے احسانات سے میرا سر بلند ہے۔آپ نے جو پوچھا ہے تو حال دل بتاتا ہوں۔وہ درد بیان کرتا ہوں جو مجھے حاصل ہے۔میں جب پانچ سال کا تھا تو ماں مجھے کہا کرتی تھی اے بدخصلت مت رو، آواز نہ نکالو محمود پہنچ گیا ہے وہ تمہیں ہم سے لے جائے گا جیسے تیری آواز سنے گا۔تو میں چپ ہو جایا کرتا تھا کیونکہ حاکم بادشاہ غریب کو لے جاتا ہے۔میں محمود کے نام سے ڈرنے لگا تھا، ماں بھی محمود سے ڈری ہوئی تھی۔میں نے سوچا تھا کہ محمود کوئی بھیڑیا سا ہے کہ مجھے میری بزرگ ماں اس سے ڈراتی ہے۔آج میں اس بات پر روتا ہوں کہ میری ماں (کاش) آ جائے اور میں اپنی زبان سے نہ کہوں وہ خود دیکھ لے کہ تو کس لئے مجھے محمود سے ڈراتی تھی اور تو نے کیسے محمود کے ہاں مجھے پہنچا دیا ہے۔محمود تو مجھ پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے جب اپنی آنکھوں سے اس کی محبت کو میں نے دیکھ لیا۔اے ماں میرے پاس آ جا اور میرا یہ (رنگ) حال دیکھ محمود نے مجھے امیر مقرر کر رکھا ہے میرا یہ مقام دیکھ لے۔(پہلے) میرا تو خیال تھا کہ یہ معروف محمود تو شیر ببر کی طرح سَر کا مغز (نکال کر) کھا جائے گا۔یہ تو پتہ نہ تھا کہ محمود بادشاہ سے (واسطہ کے بعد محسوس ہوگا کہ) اب اسکے بغیر سب کچھ فضول رہ جائے گا۔

حصول ملکیت وہی (اچھی) ہے کہ شاہ کا ہاتھ مل جائے، وہی خوش نصیب ہے جو شاہ سے مست (حال) ہو کر مطمئن ہو۔اگر محمود کی مہربانی شامل نہ رہے تو (جان لینا چاہیئے کہ) ہمارا ہونا تو اسی کے دم سے ہے۔محمود نے جب اس لڑکے سے حال سنا تو اس کا ہاتھ پکڑا اور سینے سے لگا لیا۔محمود

Marfat.com

نے کہا کہ تو ہمارا اصل (جاننے والا) ہے اسی لئے ہی تو تجھ سے ملاپ ہوا۔تو نوجوان ہماری ہی بنیاد کا ہو گیا ہے تو کیسے فراموش ہو سکتے ہو یاد سے۔ میں آئینہ کی طرح تم میں اپنی شکل دیکھتا ہوں میں تو تمہیں اپنے آپ کو دیکھنے کے لئے لایا ہوں۔اگر تو نہ ہو تو اپنے کو نہ دیکھ پاؤں اور اپنے دیکھنے سے ہی آرام پاتا ہوں۔ میں اپنے کو اپنے میں بہت دیکھتا ہوں، میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں اور میرے آئینے بہت ہیں۔ ہزاروں ملک اور ہزاروں باغ ہزاروں بلبل اور ہزاروں کوے سینکڑوں جنگل سینکڑوں سمندر، سینکڑوں پھل اور سینکڑوں زہر، ہزاروں گھوڑے اور سینکڑوں ہاتھی ہزاروں پرندے اور ابابیل ہزاروں گدھے اور اونٹ ہزاروں موتی اور سینکڑوں خوشبوئیں۔ ہزاروں مور اور سنکڑوں سانپ، ہزاروں باغ اور سینکڑوں کانٹے ہزاروں بھیڑیئے اور سینکڑوں شیر ہزاروں شہر اور سینکڑوں سیاحتیں، ہزاروں گھر میں نے بنا لئے جو ایک موتی میں اور ایک دانے میں (سمائے)۔ایک گھر میں گھوڑے باندھتا ہوں اور ایک گھر میں گپ شپ لگانے والے ہوتے ہیں۔ایک گھر میں میرا امیر بیٹھتا ہے ایک گھر میں میرا منشی سوتا ہے ایک میں گدھے بندھے جاتے ہیں اور ایک میں دولت ڈالی جاتی ہے۔جس میں اونٹ ہوتے ہیں خچر ہوتے ہیں (اسی طرح) ایک گھر اپنے لئے رکھتا ہوں جو ایک موتی کے دانہ کی طرح صاف ستھرا ہے۔کوڑا کرکٹ سے گھر صاف رکھتا ہوں وہاں خود ہوتا ہوں وہاں آواز وغُل نہیں۔ جو چاہتا ہے آئے اسکے لئے جدید گھر رکھتا ہوں وہ آئے عید کے دن بادشاہ ہو کر رہے۔ گھر کو بُری بو سے بچا کر رکھے اگر ذرا سی بُری بو آئی تو مردود ہو جائے۔ میں رنگین گھر نہیں چاہتا، میں تو نوآز زنگ سے پاک گھر چاہتا ہوں۔ ہمارا گھر اگر بہت سے پہاڑوں سے پرے ہو تو بھی ہمارا عکس وہاں ہو گا تو فکر نہ کر مت رو۔تمام گھر اگر گھوڑوں اور گدھوں کے ہو گئے تو کیا ہوا سب کا ناظر تو اے سردار و میں ہی ہوں۔ سردار وزیر اور امراء اپنے بڑے ملک (سردار کبیر) پر مطمئن ہیں۔ ہر شخص شوکت وعظمت میں میری عطا کی گئی عزت پر خوش ہیں۔ ہر شخص جنت اور پھل پھول کے لئے بیواؤں کی طرح روزہ ونماز میں ہیں۔ایاز کی طرح کوئی بھی شاہ سے (حقیقی پہچان و) پسند والا نہیں، امیر و وزیر اس تک کہاں رسائی

Marfat.com

کر سکتے ہیں۔ایاز کی طرح کوئی نیاز مند نہیں اور نہ کوئی عاشق وصادق ہے۔اے نواز ذرا ایاز کے بارے میں بتا (کیونکہ) ہر کہیں محمود وایاز (کا چرچہ) ہے، ہر کوئی اپنے محمود کا حال دیتا ہے، تو اے نواز ایاز کا صدق اور شوق حاصل کر۔ایک دن محمود نے محفل برپا کی جس میں ایاز کو بلایا گیا۔حسن میمندی اور کئی دیگر وزراء کرسیوں پر براجمان ہوئے۔ہزاروں غلام دست بستہ کھڑے تھے فرمایا کہ سب قالین پر بیٹھیں۔تمام بڑے امیر اور وزیر عجز و نیاز سے بیٹھے تھے شاہ کے سامنے ایاز کھڑا تھا جسے تخت پر (ساتھ) بیٹھنے کا حکم ہوا۔ایاز اس وقت بیخودی کے عالم میں آگیا (اور) تخت پر بیٹھ گیا کیونکہ حکم کی فرمانبرداری کرنی تھی۔شاہ نے خطاب کیا کہ اے عاقلو ہماری طرح ایاز کو تم پسند کرو۔میں نے اپنا تاج و تخت ایاز کو دے دیا ہے، میرے ذین پر کون انکار کرسکتا ہے۔تمام اھل محفل اور سرداروں نے (فرمانبرداری پر) سر جھکایا، اے مخلوق کے خالق آپکا فرمان ہم پر لازم ہو گیا جس نے آپ کے فرمان سے سرتابی کی (شیطان کی طرح) ملعون ہو گیا اور بے عزت ہوا۔ہم نے دل و جان سے فرمان قبول کیا جو مردود ہے ملول ہو جاتا ہے۔شاہ نے جب ایاز پر نظر ڈالی وہ گریہ کررہا تھا اور آواز بند تھی۔وہ آہ و درد میں تھا، شاہ نے ایاز سے اسکی وجہ پوچھی۔حسن میمندی نے ایاز سے پوچھا یہ تیرا کیسا حال ہوا عجیب معاملہ ہے۔ایاز کچھ اپنا حال بتاؤ یہ ساز کی طرح نالہ و زاری کیوں ہے۔اس نے وزیروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ شاہ کے سامنے میں کس طرح بولوں میں اس کے سامنے مردہ کی مثل ہوں۔اس (عجز) میں ہی میں نے تمام خواص میں کامیابی پائی ہے۔تم شاہ کے سامنے جب گفتگو کرتے ہو تو اس وقت اس کے سامنے میں تو وجود کھو بیٹھتا ہوں۔ہمارا حال شاہ کے بغیر کہنا نا مناسب ہے میں اس پر راضی ہوں کہ شاہ کی رضا ہو۔شاہ نے فرمایا کہ میں تیرے حال سے بخوبی واقف ہوں یہ وزیر بھی تیرے قال کو سمجھ لیں۔اس نے کہا کہ اے بادشاہ کے خواص میں تو دونوں جہان میں (بس) بادشاہ کا (ہی چاہنے والا) عاشق ہوں۔مجھے شاہی تخت سے بادشاہ کا دیدار زیادہ پسند ہے مجھے تخت عطا کر کے بادشاہ نے میرا کلیجہ پھاڑ دیا ہے۔شاہ مجھے تخت دینے کا قصد کرتا ہے جس سے مجھے دیدار کی صحبت سے دور کرتا

Marfat.com

ہے۔میں بادشاہ سے دور رہ کر تخت نہیں چاہتا ہوں میرا تخت تو یہ ہوگا کہ اپنے شاہ کا غلام رہوں۔میرے لئے یہ تخت دوزخ کی طرح ہے(اور) شاہ کا دیدار میرے لئے تخت ہے اس میں کوئی مکر وفریب نہیں۔میں جنت وحور کا دیدار نہیں چاہتا ہوں،حور و جنت تو (ریاضت کرنے والے) مزدوروں کو عطا ہو۔میں تو دونوں جہان میں دیدار کا طالب ہوں،کووں کی طرح حرام کا طلبگار نہیں ہوں۔وزراء نے جب ایاز سے یہ سنا تو سب تنہائی میں چلے گئے تو پیچھے اے نوآز بادشاہ اور ایاز رہ گئے وہ سب نظر باز زردرو ہو گئے۔یہ ایسے نوجوان کی کیسی عقل اور کیسی گفتار ہے سب امیری اور وزیری تو محض ایک بیماری ہے۔اے نواز تو ایاز سے خدمت کا حق (ادا کرنا) سیکھ یہی چیز ہی تو تمام روزہ اور نماز کا مغز ہے۔تو محمود کی خدمت ایاز کی طرح کر تو اے نوآز اپنے شاہ (باھوؒ) سے سلطانی تخت والا نہ کہلا۔یہ سلطانی تخت (والا بول) تمام ختم کر دے اور اے نوآز اس وطن (حقیقی) کے مُلک کو (ہمیشہ) یاد رکھ۔

حکایت۔۶: یہ عاجز نواز تجھے ایک حکایت بیان کرتا ہے تو عشاق کی حقیقت سے آگاہ ہو۔ایک طالب مولیٰ درویش تھا اسے حق تعالیٰ سے ندا آئی کہ تو مجھ سے جو چاہے عطا کروں اگر نا چاہو تو کیونکر ناراض ہوں۔درویش نے کہا کسی سے پوچھوں کہ اس فریادرس سے کیا مانگوں۔وہ کسی کی خدمت میں گیا جو بڑا باعزت انسان تھا اسے کہا کہ مجھے حق تعالیٰ سے الہام آیا ہے کہ اس سے جو چاہوں عطا ہوگا۔وہ پوچھتا ہے کہ میں خدا سے کیا چاہوں میں تو خضر وقت ہوں اور گدا ہوں (اُس ذات کا)۔اس درویش نے کہا جاؤ بازار میں فلاں جگہ ایک عریاں اور نڈھال آدمی ہوگا اس جیسا میں نے ہزاروں میں نہیں پایا اپنا حال اُس سے بیان کر۔وہ آیا اور اس مرد آزاد کو دیکھا جو عریاں اور خاک آلودہ تھا۔وہ سائل ہو کر غلاموں کی طرح اسکی خدمت میں بیٹھا اور دست بستہ سلام عرض کیا۔اسے جرات نہ تھی کہ اپنا حال اس سے پوچھے البتہ قلب کے ذریعہ عرض گزار ہو گیا۔تو ولی اللہ کے پاس ادب سے جا اور ولیوں کے غضب پر اللہ سے پناہ مانگ اُس خاکستری لباس والے نے کہا تو جو پوچھتا ہے وہ تجھے ہوا کی طرح (شفاف) کہ دوں۔آج دن ہے اور اگلی رات کو تیرے

Marfat.com

مقصد کے لئے وقت دیتا ہوں۔ایک دن کے بعد صبح کے وقت درویش اس صاحب دل کے ہاں گیا۔وہ بازار میں گیا تو اسے دیکھ کر سرگردان ہو گیا اسے قفس عنصری سے آزاد پایا۔اس کا سرتن سے جدا تھا اور خون سے لتھڑا (جسم) تھا یہ سیدھی راہ چلنے والوں کے ساتھ کیا ہو گیا،اس نے لوگوں سے پوچھنا شروع کیا اس بااخلاق عاشق کے ساتھ کیا ہو گیا۔لوگوں نے کہا وہ ایک خراب حال رند تھا،زانی فاسق اور شرابی تھا۔اس لئے ایک دیندار نے اس کا سر قلم کر دیا وہ تو کوئی فریبی دجال تھا۔اس نے جب لوگوں سے اس کا یہ حال سنا تو (جسد مقتول) کے پاس گیا اور اس سے وعدہ کا پوچھا اس مقتول نے کہا میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگلے دن تجھے حال دونگا تو نے یہ حال دیکھ لیا کیا نہیں سمجھے ہو،تو نے عاشقوں کے عشق کا نام نہیں سنا کیا۔تو اگر عشق چاہتا ہے تو عاشقوں کا یہی حال ہوتا ہے جب وہ اپنے عشق میں صادق ہو جاتا ہے۔اس نے کہا میں نے عشق میں سر کٹوانے کی آرزو کی تھی اب دونوں جہان میں اپنے سر کو روشن کر لیا ہے۔میں نے دین و دنیا دونوں کو ترک کر دیا تھا اب دیکھ لو کہ یہ قتل میں نے کیسے برداشت کیا۔میں نے زندگی بھر کوئی اچھی چیز نہ کھائی اور نہ کسی حسین چہرہ سے التفات رکھا کہ اس کے ساتھ ہوس رانی سے عیش کروں،مجھ سے کبھی کوئی بے حیائی سرزد نہ ہوئی۔نہ میں غسل کرتا اور نہ لباس بدلتا نہ نماز و روزہ اور نہ کوئی اچھا برا نام۔نہ میں نے سردی میں کوئی لحاف رکھا نہ گرمی میں کوئی باریک اور صاف لباس رکھا۔میرا دوست تو وہ ذات ودود ہی رہا میرے جسم کا پیکر جل گیا آگ اور راکھ ہے۔میں نے گھر کو ویران اور بغیر بیوی کے رکھا نہ آب و دانہ کو اپنے لئے ہاتھ میں لیا۔اے نواز (اس کے) مرنے کے بعد یہ حال ہوا کہ نہ غسل نہ کفن نہ جنازہ۔دوسرے روز سے اسی حال میں جسد پڑا ہے منکر نکیر بھی نہیں آئے یہ حال تو دیکھ۔منکر نکیر نے کوئی سوال نہیں کیا اپنے بوریہ کے قریب کسی یاقوت کو نہ پایا۔نہ مجھ پر کوئی لعنت کا اور نہ رحمت کا الہام ہوا۔یہ بات بھلا عقل والے کیا جانے۔نہ کوئی مجھے لعنت دے اور نہ رحمت دے اے نواز تو اس کی صنعت و فن کو سمجھ۔اے فقیر تو اگر عشق چاہتا ہے تو وہ دوزخیوں کی طرح جلتے ہیں۔(البتہ) غوث ابدال اوتار اور قطب ہو جا تو مخلوق میں احترام پائے گا اسے طلب کر،اے

Marfat.com

مرید تو نبیوں کا وارث بنے گا تو لوگ کہیں گے کہ جنیدؒ ہے بایزیدؒ ہے۔ ہزاروں تیرے دروازہ پر کھانا کھائیں گے تیرا ہاتھ پاؤں چوم کر تجھ سے دعائیں لیں گے تو مخلوق میں بڑا نیک نام ہو گا۔ اب بات ختم کرتا ہوں اور سلام ہو۔ اس درویش نے کہا کہ میں کچھ بھی نہ چاہوں گا وہ دوست حقیقی خود جانتا ہے کہ وہ خود دے جو چاہے اے میرے عزیز ساتھی۔

تو مزدوروں کی طرح مزدوری طلب نہ کر اے نوآزدہ شاہ (باھوؒ) بندہ پرور خوب جانتا ہے۔

حکایت۔ ۷: اے سلطان محمد عزیز تمہیں ایک حکایت سناتا ہوں جیسے تو پستہ بادام اور کشمش کھا رہے ہو۔ ملتان شہر میں باقضائے الٰہی ایک آدمی کنویں کی گہرائی میں گر گیا۔ غوث بہاؤالحقؒ نے اپنی ایک نگاہ سے اسے کنویں کی گہرائی سے نکال لیا۔ اہل علم ان کی اس کرامت پر حیران ہوئے، بلاشبہ غوث اعلیٰ مقام کے حامل ہوتے ہیں۔ بازار میں ایک رند برہنہ حالت میں رہتا تھا اس نے کہا کہ اے صاحبزادے تو نے یہ کیا کام کیا ہے۔ یہ کوئی فقر کا نہیں بلکہ خام کام کیا ہے تو نے بچے کی طرح اپنی نمود و نام کے لئے یہ کام کیا ہے۔ تو ابھی بچہ ہے فقر سے کیا تعلق ہے فقرا سے صحبت رکھتے ہو، بے حد شرم کی بات ہے۔ تو فقر اور فقیروں سے بے خبر ہے تو نے اسے کنویں سے کیوں نکالا ہے، بے صبری کی ہے۔ ملتان میں ایسا کسی نے نہیں دیکھا مجھے تیرے جیسے لڑکوں پر حرمت کا احساس ہوتا ہے۔ اگر تو فقر کا حال پوچھتا ہے تو پھر اہل مکر کی طرح یہ کام کیوں کرتا ہے۔ فقر کا کفر اور ایمان سے کیا کام ہے فقر کا جسم اور جان سے کیا کام ہے۔ اے جان پدر جب تو فقر میں گم ہو جائے تو زنا اور شراب سے (نعوذ باللہ) کیسے خراب ہو سکتا ہے۔ حرام اور حلال کا اندیشہ نہیں ہے مکر وفریب فقیروں کا طریقہ نہیں ہے۔ جب آدمی فقر میں مکمل ہو جاتا ہے تو اس پر سارے حرام حلال ہو جاتے ہیں۔ غوث بہاؤالدینؒ نے (یہ سن کر) اس فقیر سے کہا آج رات تیری دعوت ہے۔ وہ مست رند غوث کی دعوت پر پہنچ گیا۔ غوثؒ نے کتا ذبح کرنے کا حکم دیا۔ غوثؒ کے حکم پر ایک کتے کا بچہ ذبح کیا گیا تا کہ اس (خبیث) کے فقر کے باطن کی آلودگی کو پرکھا جائے۔ چاول پکانے کا بھی حکم دیا گیا اور ساتھ ہی شراب بھی منگوائی گئی۔ اس فقیر کو الگ ایک جگہ دی گئی جہاں جانے والا مکمل

Marfat.com

تنہائی میں رہے۔غوثؒ کو بتایا گیا کہ شام ہو چکی ہے اس فقیر کو اب طعام (پختہ) دیا جائے۔ایک خوبرو فاخرانہ لباس میں کنیز کو غوثؒ نے حکم دیا کہ بیفکر ہو کر جاؤ یہ شراب کباب اور برنج اس فقیر کو دو اور رنج نہ کرنا۔وہ کنیز تیز رفتاری سے شراب کباب وطعام لے گئی۔(وہ فقیر) شیر کی طرح تنہا جیسے جنگل میں بیٹھا ہوا اس کنیز کو اس کے دیکھنے سے فکرمندی ہوگئی جب اس کی خدمت میں وہ دعوت رکھی تو اس نے شراب کی بوتل لی اور اسے کھول لیا اسے جلدی سے پیا کباب کھایہ چاول کھایا ور پھر اس نے کنیز کے ساتھ وہ حرکت کی جو شرعاً حدود میں آتا ہے وہ کنیز رہائشی محل کو آئی غسل کر کے اپنے کو پاک کیا اور شدید غصہ میں کہنے لگی اے میرے غوثؒ عجب زیادتی ہوگئی ہے یہ کیسی پیری اور کیسی غوثیت ہے میرا تو ایسے پیروں سے یقین اٹھ گیا ہے۔گناہ کرنے میں بھی کہتے ہیں ہم پیر ہیں ایسے فریبی تو بڑے شیطان ہیں۔بہاوالدینؒ نے اس عورت سے جو یہ حال سنا تو توبہ توبہ کرنے لگے اور ایک روزہ کی حالت میں آ گئے۔کہا کہ میں نے بُرا کیا مجھے اندازہ نہ تھا میں تو ایک مومن پر حدیث شریف کے مطابق نیک گمان کئے ہوئے تھا۔میرا گمان تو یہ تھا کہ وہ (فقیر) کوئی صاحب کمال ہوگا وہ جوش میں آ کر جمال دکھائے گا۔میں اپنے اس کئے پر سخت نادم ہوں میں اس (عورت) کے تمام لواحقین سے شرمسار ہوں۔میں اپنے کام سے توبہ کرتا ہوں ایک حق تعالیٰ کا درویش برے کام کیسے کرسکتا ہے۔یہ تو کوئی درویش نہیں رہزن ہے، ہم سے ایسا کام ہو گیا جو وہم و گمان میں نہ تھا۔وہ غوث نامدارؒ صبح کے وقت سیر و شکار کے لئے سوار ہوا سب خدمتگزار آگے پیچھے دوڑ رہے تھے پیر غوثؒ نے بھی گھوڑے کو دوڑایا۔اس (فاسق) رند نے بھی آواز دی کہ اسے بھی ساتھ لے جائیں کہ میں بھی اس سیر میں اے صاحب ہنر ساتھ ہوتا ہوں۔اور غوثؒ کے آگے گرد کرتے ہوئے نکل پڑا اسے بھی ایک گھوڑا دیا گیا راستے میں ایک دریا آیا غوثؒ کے گھوڑے نے اس میں فضلہ کیا۔رند (فاسق) نے نعرہ لگایا کہ اے غوث مغیثؒ تو نے دریا کو مردار کر دیا ہے جو خباثت ہے۔غوثؒ نے آواز دی کہ اے جاہل فقیر رواں پانی کس طرح خراب ہوسکتا ہے تجھے شریعت کا کچھ پتا نہیں اور فقیر بنا پھرتا ہے تو میری نظر میں بالکل گر چکا ہے۔اس (فاسق) رند نے

Marfat.com

آواز دی جلدی سے کہ حیرانی ہے تو نے کتاب شرع کو نہیں دیکھا۔اس فتح باب علیہ ﷺ نے قلب کو قلزم پکارا ہے فرج لحم وشراب کو مردار کہا گیا ہے۔اگر چہ کتے کا گوشت خمر اور فرج (بھی ہوں تو) قلب قلزم کو اس سے کیا مضائقہ۔شہروں کے ہزاروں بول و براز سے دریا کا پانی مردار نہیں ہوتا۔ زمین کے تمام پانی اور آسمانوں کے پانی قلب کے پانی کے سامنے کم ترجان۔تو نے وہ علم تو دیکھا یہ علم نہ پڑھا۔تو نبیوں کا وارث ہو گیا تیرے سر پر جھنڈا ہے۔جہاں وہ ہے ایمان کفر کیسے ہوسکتا ہے تو اپنی میں سے باہر نکل دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔خودی سے بڑھ کر اور کیا گناہ،اگر چہ کوئی زانی فاسق اور شرابی بھی ہو۔تو دن رات مخلوق کے ساتھ غداری کرتا ہے یہ بھی تو کتے کا گوشت ہوتا ہے کیا یہ مردار کام نہیں ہے۔مخلوق بڑے اوصاف والے تیرے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتے ہیں اور شراب سے تو گودڑی کو (آلودہ) کر رہا ہے۔ہزاروں لوگوں کو لنگر دیتے ہو اور فرعون کی طرح رزاقی کا دعویٰ کرتے ہو۔تیرا نفس کتے کی طرح دن رات چرب وشیرین نوالہ کھا رہا ہے۔علم ،تقویٰ،صوم وصلوۃ کے ہوتے ہوئے تو اپنے آپ سے آزاد نہیں ہوا۔اپنے سے باہر نہ نکلنے پر سفر طویل ہو جاتا ہے یہ کہ کروہ (فاسق) باز کی طرح پرواز کرتے ہوئے نکل گیا،اے نواز تو دربار باھُوؒ کے آستانہ کا سگ ہو کر رہ تا کہ تو صاحب ولایت اور اہل راز ہو جائے اے نوازؔ تو نے یہ حکایت مکمل بیان کر دی ہے اب دوسری حکایت عزیز کے لئے جلد تیار کر دے۔وہ سلطان (محمد) عزیز تیرے گھر پر شام کے وقت آیا ہے تمہیں خیال کرنا ہے۔اے نوازؔ سلطان (محمد) عزیز کے لئے تو ایک ظاہر میں قصہ بیان کر جو اہل راز کے لئے اس کا مغز ہے۔

حکایت۔۸: پہلے زمانے میں چار دوست تھے جو کسی علاقہ میں جا رہے تھے۔چاروں کو ایک جنگل میں رات آ گئی۔وہ جنگل خوفناک تھا اس لئے ایک نے بیدار رہنا تھا۔پہلے پہر رات کو جو پاسبان بنا وہ بیکار بیٹھنے پر قانع نہ ہوا اور صنعت گری شروع کر دی اے نواز وہ جنگل سے ایک لکڑی لے آیا اور آذر کی طرح اس سے بت تراشنے لگا۔اس اچھی سی لکڑی سے ایک عورت کا بت بنا ڈالا گویا چینیوں کی طرح ایک نادر محبوب (کا بت) تیار کیا۔مستانہ وآہو چشم (بت) کا عکس جب پتھر پر پڑتا

Marfat.com

تو وہ آفتاب کی طرح چمک اٹھتا۔ وہ سرو قامت بت گلاب کی طرح نازک جو بھی دیکھتا اسے خواب سمجھتا۔ اگر تجھے (ایسی صناعی پر) نواز کی بات پر یقین نہیں آتا تو چلو انگریزوں کے ملک میں ایسے کام دیکھ لو۔ جب رات کا پہلا پہر گزر گیا تو دوسرا بیدار ہوا جو درزی تھا اس نے لباس تیار کر دیا اس نے ایسی شلوار قمیض بنالی جس سے وہ بت اور زیادہ نازنین لگا۔ اس کے سر پر بھی ایک سنہرا جامہ رکھ دیا اور اگلے ساتھی کو بیدار کیا۔ وہ تیسرا جو بیدار ہوا زرگر تھا اس نے اس کے لائق زیور بناڈالا وہ زیور نازنین کو ایسا سجا جس کے دیکھنے سے دیکھنے والے کا مغز تازہ ہو جاتا۔ اس کے بعد چوتھے کو بیدار کیا تہجد کے وقت وہ نفل گزار ہوا وہ ایک درویش با خدا تھا جب وضو اور نفل سے فارغ ہوا تو اس نے اس عورت کو سویا ہوا دیکھا تو اسے دمِ عیسیٰ سے زندہ کر دیا۔ وہ تین جو صانع تھے وہ اپنی صنعت گری پر قانع نہ تھے۔ میں کس طرح قناعت کروں مجھے تو توفیق حاصل ہے جس سے مجھ پر ایک ایک رفیق (کا کارنامہ) ظاہر ہو گیا ہے۔ شمسؒ کی طرح اس نے قم باذنی کہا تو وہ بت (نازنین) اس طرح کھل اٹھی جیسے باغ میں کوئی پھل نکل آئے۔ روح کے بغیر بت کہاں عجیب (صورت میں) جلوہ گر ہو سکتا ہے۔ جب روح آیا تو وہ نرالی چیز سامنے آئی۔ وہ زہرہ کی طرح خوبصورت اور خوش آواز، تیتر کی چال والی ناز و انداز میں چلنے لگی۔ ہاتھ پاؤں ریشم میں سرخ پھول کی طرح جس کے دیکھنے پر وہ چاروں (صانع) عقل سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ان چاروں کا عقل کیسے رہتا جب وہ معشوق سی پری روح ایسی ہو گئی جیسے موسم بہار (اچانک) آجائے۔ وہ خوش آواز کے ساتھ کبھی کبھی رقص کرنے لگتی (جسے دیکھ کر) اے نواز بڑی اڑان والے پرندے مرنے لگے۔ کبھی کبھی جام شراب پُر کر کے دیا جاتا نُقل کے لئے کباب اور ساتھ رباب بجانے لگے۔ وہ چاروں حیوانی مستی میں نہ آئے بلکہ اس کے دیدار میں روز و شب محو ہونے لگے۔ جب وہ چاروں (عشق میں) زرد رو ہو گئے تو ہر ایک نے دعویٰ شروع کیا جس سے ان میں مقابلہ شروع ہو گیا۔ ہر ایک دوسرے سے کہتا کہ اس پر میرا حق بنتا ہے۔ وہ چاروں بادشاہ کے ہاں چلے گئے تا کہ بادشاہ ان کی حق رسی کرے۔ بادشاہ نے جب اس پری پیکر کو دیکھا تو خود عقل و فکر سے جاتا رہا۔ اس شاہ کے پاس سو

Marfat.com

کنیزیں اور ہزار عورتیں تھیں وہ ان سب سے بیزار ہو گیا وہ اس پری وش پر بغیر شراب کے مخمور ہو گیا۔ جس پر بے شمار زلفیں پڑی ہوئی تھیں ان زلفوں نے شاہ کو سانپ کی طرح ڈس لیا۔ شاہ نے جیسے زلفوں کے کمند دیکھے ان کی گرفت میں آ گیا۔ شاہ نے چیخ کر کہا یہ تو میری کنیز تھی یہ چاروں جھوٹ بکتے ہیں۔ گویا پانچوں اس نازنین کے دعویدار بن گئے۔ ان پانچوں کا دعویٰ قاضی کو پیش ہوا۔ قاضی نے جیسے دیکھا وہ بھی عقل سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ وہ مست مخمور اور مسرور ہو گیا۔ اب مسئلہ قرآن حدیث وفقہ سے نکل کر پانچوں کا ابلیس کے ہاتھ ہو گیا۔ عشق کے شیر نے قاضی کو زیر کر لیا اس نے کہا کہ یہ کنیز تو میری تھی جو بہت پہلے گم ہوئی تھی۔ وہ نہ شاہ سے نہ ان چاروں سے ڈرا گویا قاضی بھی چھٹا دعویدار بن گیا۔ اس مجلس میں ایک بڑا بوڑھا تھا اس نے کہا کہ ایک درخت ہے جو ہر شخص کے علم میں ہے فلاں جنگل میں وہ درخت ہے سچ کہو اے بھائی اس درخت سے پتہ چلے گا کہ کون سچا اور کون جھوٹا ہے ان چھ (دعویداروں) کو یہ بات خوب لگی اور اس پرانے تنے کے پاس چلے گئے۔ اس پری پیکر کو آگے آگے رکھا کیونکہ ایک دوسرے سے ڈر رہے تھے اس نازنین نے دور سے جب اس تنے کو دیکھا دیوانہ وار اس کی طرف دوڑی جب وہاں پہنچی تو تنے نے اپنا منہ کھول دیا اور وہ نازنین اس میں روپوش ہو گئی اس کا راز تمہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ چھ (دعویدار) زار و قطار رونے لگے کیوں نہ روتے وہ سارا بازار چوپٹ ہو گیا۔ رونے دھونے سے تو محمد حیات (۱) کو نہیں پا سکتا، اے نواز عقل کر وہ ذات تو اس ذات سے مل گئی ہے۔ اے نواز محمد حیات تو زندہ ہے: موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کی حالت کو کہاں موت آتی ہے۔ اس سلطانی شہباز (محمد حیات) نے پنجرہ توڑ لیا ہے اور باھوؒ کے ہاتھ پر جا بیٹھا ہے، اے نواز۔ تو عصر کے وقت سلطان محمد حیات کو یاد کر اس وقت عزیز کے سامنے میوہ پیش کر دے۔ اے سلطان محمد عزیز (سن لیا) وہ چھ دعویدار چل دیئے، وہ حسین پیکر بھی چلی گئی اور کوئی بھی بہرہ ور نہ ہو سکا۔ میرے جسم کے دعویدار بھی چھ ہیں، استاد، ماں، باپ، رہبر (مرشد) اور پانچویں پیغمبر رہبر خدا اور چھٹا دعویدار

---

(۱) برادر حقیقی جوان دنوں فوت ہو چکے تھے۔

Marfat.com

وہ بادشاہ خدائے قادر و مطلق ہے۔اب چونکہ اسی کی طرف ہی جانے کا دستور ہے تو پہلے پانچوں کا دعویٰ اسے سننے والا رہ جاتا ہے۔ چھٹا دعویدار وہ ذات حق ہے جو خود ذات مطلق ہے نا کہ محض صفات ذات۔ ہر شخص بغیر طلب کے اسی کی طرف رواں ہے جیسے کہ بہتے ہوئے سب پانی دریا میں چلے جاتے ہیں۔اس کا نور شمال اور جنوب میں، مشرق مغرب، اوپر نیچے اسی کا جمال ہے۔وہ اپنے میں اپنے کو تلاش کرتا ہے وہ اپنے کو کیسے دیکھے وہ خود ہی اپنے میں مسرور ہے۔تو اپنے کو بغیر آئینہ کے کیسے دیکھے اگر آئینہ بھی ہو تو نابینا کیسے دیکھے۔ ہر چیز اور سارا عالم (اس کا) آئینہ ہے، عاشق کے بغیر ہر ایک میں کینہ ہے۔تمام زمین و آسمان اس کے نور سے پُر ہیں۔ جوہری کے بغیر موتی کا بگل کون سنے (موتی کو کون شناخت کر سکے)۔تو نواز کی طرح کوئی مرشد یا پیر اختیار کر لے تا کہ تو راز کہن سے آگاہ ہو جائے۔میرا مرشد باھوؒ ہے اور پیر سید حسنؒ (۱) جلال آبادی ہے۔میرا مرشد باھوؒ ملک چناب (وادی چناب) میں ہے اس نے مشرق و مغرب میں اپنا خیمہ لگا رکھا ہے۔جس قدر ہو سکے ان کا دامن پکڑ اور اپنی آبیاری کے لئے (پیر) مغان سے آب (تجلی) حاصل کر۔اپنے گلشن (معرفت) کو چاروں طرف سے محفوظ کرتا کہ اے نواز اونٹ بکری اس (گلشن) کو نہ کھائے۔اس کے بعد محمد نواز آبیاری کرتا کہ وہ گلشن جلد سے جلد نشو نما حاصل کرے۔

حکایت۔۹: شہوانی پیر (۲) میں تمہیں ایک حکایت سناتا ہوں کہ ایک حاکم کس طرح فقیر ہو گیا۔ ایک بڑا امر کبیر تھا اسے حق (تعالیٰ کو رسائی) کا شوق ہو گیا۔اس درویش (امیر بیر) نے کسی رہبر کی خواہش کی جو اسے رب تعالیٰ سے ملا دے۔اس نے بہت سے فقراء سے ملاقات کی جو اس کے رفیق ہو گئے۔سب نے یہی کہا کہ کسی کو ایک دن میں حق تعالیٰ تک رسائی کی توفیق نہیں ہے۔ اطمینان کے ساتھ زہد ریاضت اور چلہ (کشی) سے مقاصد تک پہنچا جا سکتا ہے۔ایک عرصہ کے بعد ایک دیوانہ (حال) ملنگ مل گیا وہ (ظاہراً) نہ ہندو نہ مسلمان کی طرح تھا۔اس درویش اہل فقر

(۱) پیر سید حسن گیلانی جلال آبادی بھی حضرت صاحبؒ کے پیر صحبت ہوئے۔

(۲) خلیفہ محمد بخش غل شاہوانی المعروف شہوانی پیر۔

Marfat.com

(امیر کبیر) نے (اسے ایک عرصہ دراز سلوک میں رہنے کے بعد اس سے) کہا اے با عظمت انسان مجھے جو مطلوب ہے عطا ہو جائے۔ میں تم سے جو چاہتا ہوں عطا ہو (اور) مجھے اپنی نظر میں وسوسہ سے نجات ہو۔ اس راجہ (امیر کبیر، سالک) نے کہا اے فقیر بتاؤ میں بھی تمہیں جلدی سے (معاوضہ) دونگا میں کوئی حقیر شخص نہیں ہوں۔ اس فقیر (دیوانہ حال ملنگ) نے کہا پہلے تو (تمام) اراضی دے دو اور پھر تمہارا اس سے کوئی تعلق نہ رہے پھر اپنے تمام بیوی بچے مجھے دو اور پھر اپنے اوپر ان کو حرام کر دو تیسری بات یہ کہ اپنا سر بھی مجھے بخش دو تو پھر میں تمہیں ایک ساعت میں اس کا جلوہ دکھاؤں گا۔ اس راجہ (امیر کبیر سالک) نے کہا کہ تمہیں تینوں مطلوبہ بخشتا ہوں اور میں ان سب سے آزاد ہو گیا ہوں، اس درویش (دیوانہ حال ملنگ) نے جواب دیا کہ تو نے یہ ''میں'' کا لفظ کیا کہ دیا ہے جبکہ تیرا من تو اب میرا ہو چکا ہے تو یہ کیا گمان کر لیا۔ تو نے جب مجھے اپنا جسم و جان اور سب کچھ میرے حوالہ کر دیا ہے تو پھر تیری ذات تو (باقی) نہ رہی اب کیا چاہتے ہو۔ تو ایک سایہ تھا، جب آفتاب طوع ہو گیا تو وہ سایہ گم ہو گیا اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔ جب ریت کا ایک ذرہ (ریگستان کے) سمندر میں گم ہوا تو پھر اے بیٹے تو اس ذرے کو کیسے پاؤ گے۔ جب ایک کتا کوہ نمک میں غرق ہو جائے تو اس سے نمک کا پہاڑ کیسے مردار ہو سکتا ہے اس میں کوئی شک کیا ہو سکتا ہے۔ تو جب سلوک کی ان حکایات کو پڑھو گے تو اے طالب تمہارے تمام شکوک دور ہو جائیں گے۔ اے نواز تو اس یادہ گوئی سے خاموش ہو جا تو نے حق تعالیٰ کا وہ راز ظاہر کر دیا ہے۔

حکایت۔ ۱۰: نواز اُس سنبل نامی عورت کا حال سناؤ جس نے آٹے سے ایک ٹھاکر (دیوتا) بنایا۔ دن رات وہ اس ٹھاکر کے سامنے سر بسجود رہتی۔ ایک دن اس ٹھاکر کو کتا لے گیا۔ وہ عورت رونے پیٹنے لگی۔ میرا ٹھاکر برے صبر والا مُغانہ (اطوار والا) تھا۔ ٹھاکر نے کتے کے ساتھ مزاحمت نہ کی اس لئے کہ وہ وحدت حق میں غرق تھا اور نور میں چلا گیا۔ (دراصل) ہر کوئی اپنے اعتقاد پر خوش و مطمئن ہے ہر شخص اپنے مذہب سے لگاؤ رکھتا ہے۔ ایک دن ایک بت نے برہمن نے کہا کہ میں تو تیرا بندہ ہوں کیونکہ تو نے مجھے بنایا، تو نے ہمارا جسم اپنی طرح بنایا اور اے عالیمرتبت تو نے اپنے پر

غور نہیں کیا۔ اگر تجھ میں خود شناسی والی نگاہ ہوتی تو ہمیں زمین پر پٹخ ڈالتے۔ اے اندھے تو نے اپنے کو نہ دیکھا، جاؤ کسی درویش پیر مغان کو ڈھونڈو۔ تو اپنے کو غیر جانتا ہے تو کس طرح اس بدرِ منیر کا دیدار کر سکتے ہو۔ جب اپنے کو پہچانو گے تو غرق ہو کر برف کی طرح آفتاب (کی شعاع) سے پگھل جاؤ گے۔ جب فنا ہو کر حق پاؤ گے تو پھر بلاشبہ اس راہ کو تو نے پالیا۔ تو اپنے سے گزر کر حاجی بنو گے تو غلام حاجی ہو جاؤ گے اور اپنی انانیت کے ساتھ حج کرو گے تو نیک نام کہلاؤ گے۔ فقیر نواز نے (اگر تمہارے خیال میں) درست نہیں کہا تو کتاب منطق الطیر کو تو خود پڑھ لے۔ فریدالدین عطار کی کتاب پڑھنے سے تو خود کہے گا کہ نواز نے ٹھیک کہا ہے۔ اے نواز تو اپنی خودی (خود پرستی) سے ہمیشہ کے لئے نہیں نکالا تو تیری بات میں کیسے تاثیر ہو اپنی خودی (انانیت) سے نکل کر توبہ کر لے۔ اے نواز اور آفتاب کی طرح لمبے سایہ کو ختم کردے۔ اتامرون الناس (تم لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے ہو اور خود عمل نہیں کرتے ہو) کو پڑھو نواز اور پہلے یہ نصیحت اپنے پر عمل میں لاؤ۔ تو نے بزرگون سے بات سُنی اے بوڑھے بھیڑیئے تیرا تو یہ (کیفیت) حال نہیں ہے تو اگر باطن کے حال میں پر لطف ہو جاؤ تو اے بے سلیقہ نواز اپنی زبان بند رکھنا۔ چونکہ آخر وقت ہو گیا شاہ جنیدؒ نے گریہ کر کے کہا اس شکار کے وقت کہ تمام زندگی قیل و قال نہیں کیا اور میں نے لب نہین ہلائے کیونکہ حال سے میں باخبر ہو گیا۔ اگر اس حال سے میں باخبر رہتا تو واللہ باللہ زبان بند رہتی۔ شاہ منصور (حلاجؒ) نے بہت خلوت پائی کبھی شام اور کبھی روم کو دوڑ جاتا، مجاہدے اور چلے اس نے بہت کئے ان مجاھدوں کے بعد تختہ دار کو پہنچا۔ وہ نور جب اس کے جسم میں ظاہر ہوا تو انا الحق کہنے میں صبر کا دامن چھوڑ بیٹھا۔ کہا کہ منصور نہیں وہ یار (حقیقی) خود کہہ رہا ہے منصور نے نہیں بلکہ وہ یار خود ڈھونڈھ رہا ہے۔ شبلیؒ نے کہا اس راز کو خفیہ رکھ یہ قال تو آواز کو بڑھائے گا۔ لوگ جب اسے دار پر لے گئے تو اس پر دس مثقال کے وزن کا بچھو (جسم پر) دیکھا۔ اس کے قمیض کے اندر بچھو چمٹا ہوا تھا اس کے ہونے سے وہ یار آزاد تھا۔ بچھو کو جب لوگوں نے مار ڈالا تو شاہ منصور (حلاجؒ) نے سرد آہ بھری (اور کہا کہ) یہ بچھو بیس سال میرا ساتھی رہا اسے میں نے اپنے لباس کے اندر شفقت سے

رکھا۔ میرے یار غار کو تم لوگوں نے ہلاک کر دیا اسے حسرت نہ ہوگی کہ یہ جسم اب دار پر چڑھے گا۔ لیکن بچھو کے لئے اس نے افسوس کیا اس کی موت پر حسرت کی۔ جو کوئی خدا کی وحدت پر یقین کرتا ہے اس کے لئے دوست دشمن سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ تو سانپ کی طرح اس پوست کو دور کر تو اس خیالی جسم سے دوست کا دیدار نہیں کر سکتا۔ اے نواز دوست تیرا ہمنشین ہے سلطان باھوؒ نے فرمایا ہے کہ وہ پیاز کے پردہ کے مثل (تجھ سے حجاب میں) ہے۔ اے نواز تیرا جسم پہاڑ کی طرح حجاب بن گیا ہے۔ اپنا یہ وہم دور کر لے اور آنکھ کھول۔ اے نواز حق باھوؒ کی امداد کے بغیر تجھ پر یہ راز کیسے منکشف ہو۔ اپنے دل پر حضرت باھوؒ کا مزار اور وہ اسم پختہ کر لے تا کہ تیرا آلودہ جسم عرش کو اٹھ جائے۔ سلطان العارفین (باھوؒ) (عرفان میں) بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کی مملکت آسمانوں سے زمین تک (زیر تصرف) ہے۔

غزلیات سلطان محمد نوازؒ

غزلیات کا یہ حصہ دیوان محمد نوازؒ ہے جو فارسی اور سرائیکی کے کلام پر مشتمل ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نامکمل دیوان کا باقی حصہ حوادثات زمانہ کا شکار ہوا ہے۔ فارسی غزلیات کو محنت و توجہ سے تدوین کر دیا ہے۔ اس کلام میں وحدت الوجود کا مشاہدہ جلوہ گر ہے۔

غزل۔۱

قلب قبلہ شد منوّر جسم گشتہ از طواف　　نعرہ ہا آواز ہا ہم می رود تا کوہ قاف

ہر دمی ہر ساعتی ہا ھو بشد این روح را　　گشت نور این نفس ناری گر شوم من پُر زناف

نورِ ذاتِ آن عیان شد ہر دمی در ہر زمان　　تا بہ بینی نورِ دلبر خوش کنی تو قلب صاف

نورِ او در آسمان و در زمین ہرگز مبین　　ہست نورِ ذات در تو کی زنی سخنم زلاف

فی النفس گفتہ ست مولا نص قرآن را بہ بین　　کن یقین صادق بقرآن تا شود جرمت معاف

نحن اقرب آن بگوید چون نمی دانی قریب　　کارہا عشقی ندانی شو اخی چون صاف صاف

عشقبازی بازی سر ہست ای مردان حق　　شو تو طالب صادق حق دور کن از خود گزاف

Marfat.com

سگ درِ دربارِ باھُوؒ ہر کسی کہ شد نوازؔ عرش بالا میرود در عارفان گشتہ عرّاف

غزل۔۲

من آن رندم کہ رو در مسجد و دیری کنم کل شئی دلدار بینم کافرم غیری کنم

چون بہ شد فانی وجودم اندر آن ذاتِ ودود مرغ لاھوتیم من در لا مکان سیری کنم

چون مغان سلطان باھُوؒ کرد این قلبم قبول گرچہ من چون سگ شغالم دعوئی شیری کنم

پُر دھد ہر دم پیالہ از مئی سلطان پیر زود می نوشم شراب آن ذرہ نہ دیری کنم

گفت مارا شیخ باھُوؒ جملہ ھست آن غیر نیست چونکہ این گوید مغانم من چرا غیری کنم

ہیچ غیری نیست جملہ ماند آن یاری عزیز با خُصمہای قاتلان خود ہر دمی خیری کنم

چون سگ دربار باھُوؒ می شدم با جان و دل شیر گرگان راہزن ہر ساعتی زیری کنم

ہر کسی از جان و دل صحبت کند مسکین نوازؔ واللہ در وحدت خدا آنرا چو پرکاری کنم

غزل۔۳

زاہدانرا میکشم من سوئی شاہ سلطان مغان سجدہ چو پیر مغانرا کردہ ام ہر دم فغان

میدہد پیر مغان مارا شراب بیحساب زین سبب کردم مغانرا سجدہ دائم ہر زمان

وز شراب وحدتم پر کردہ ساقی این سبو تو ندیدی بادہ ام کہ نیست اندر جنّان

آبِ حیوان خوش نیاید تشنہ ام دیدار یار گر بہ تُربت دلبر آید می بر آیم بیگمان

گر بمیرم دلبرم بوسہ زند بر ہر دو لب تا ابد زندہ بمانم قالبم آید بہ جان

بردمت این دین و ایمان مال وجان ای جان من افتادہ ام من بر درت ہر دم فغان ہمچو سگان

سائلم اُمیدوارم باھُوؒ سلطان پیر دست من در دامنت شد از درت بندہ مران

کی شوم من سگ سگت بدترمنم از ہر وحوش صد ہزاران صد سگانرا کردی شاہم شہ برہان

باھُوؒ درھو ھو شدہ کرد است این بار اعتماد واللہ این احدست احمدؐ واللہ شاہم شہ جیلان

باھُوؒ درھو گم شدہ چون گم شود در شیر آب این چنین پیر مغانم زود گیرش دامن آن

ہر کہ بر درگاہ سلطانؒ می رود با اعتقاد   می رسد از عرش بالا از مکان تالا مکان
صد ہزاران گمرہان مانند مسکین نوآز   میدہد از راز وحدت درس مارا ہر زمان

غزل۔۴

نہ من منم نہ من منم نہ جسم من نہ تن منم
آسمان زمین منم عرش اکبرین منم   روح قدس طاہرین منم نہ من منم نہ من منم
الشمس والقمر منم زہرہ و مشتری منم   جن و ملک بشر منم نہ من منم نہ من منم
دوزخ و جنت منم لوح و قلم صنعت منم   خود عین قدرت منم نہ من منم نہ من منم
آتش و بادی منم حوّا و آدمی منم   خاکِ صفا آبی منم نہ من منم نہ من منم
شیثؑ لوطؑ داوٗدؑ منم زکریاؑ و ہودؑ منم   عیسیٰؑ و موسیٰؑ یہود منم نہ من منم نہ من منم
سلیمانؑ وخلیلؑ منم مذبوح اسماعیلؑ منم   احمد رسول جلیل منم نہ من منم نہ من منم
صدیقؓ عمرؓ عثمانؓ منم بوترابؓ نعمانؓ منم   حسنینؓ سر سبحان منم نہ من منم نہ من منم
جعفر صادقؒ منم شافعیؒ مالکؒ منم   حنبلیؒ سالک منم نہ من منم نہ من منم
شاہ جیلانیؒ شاہ منم خود باھوؒ شاھنشاہ منم   در نور محمدؐ فنا منم نہ من منم نہ من منم
شاہ زمین فلک منم خود عین ذات حق منم   غرق فی الوحدت منم نہ من منم نہ من منم
طائر بہائم منم این کوہ ہا قائم منم   آبِ روان دائم منم نہ من منم نہ من منم
فیل اسپ تازی منم مردِ جوان غازی منم   صوفی نمازی ہم منم نہ من منم نہ من منم
عالم قرآن حدیث منم ملحد بیدین خبیث منم   راندہ لعین ابلیس منم نہ من منم نہ من منم
فرعون ہامان منم شداد شاہِ جہان منم   نمرود قارون گمان منم نہ من منم نہ من منم
کافر گبر فرنگ منم گاہ صلح گاہ جنگ منم   شارب شراب بھنگ منم نہ من منم نہ من منم
عارف اہل کمال منم واقف لاہوت حال منم   خود عین اوست سفال منم نہ من منم نہ من منم
روبہ شغال شیر منم خنزیر گرگ دلیر منم   از شُربِ وحدت سیر منم نہ من منم نہ من منم

Marfat.com

بس بادہ ہا نوشیدہ ام خلعت عشق پوشیدہ ام — در ہر زمان جوشیدہ ام نہ من منم نہ من منم
رفتم ز کفر و از ایمان آنجا رسد نہ کس گمان — مکان لا مکان منم نہ من منم نہ من منم
ہر شکل را کہ دیدہ ام سوی آن دویدہ ام — ہر شکل اوست این ظنم نہ من منم نہ من منم
در ہر ذرہ موجود آن گہ سجدہ گاہ مسجود آن — گہ عابد و معبود منم نہ من منم نہ من منم
آمد بہ دریا قطرۂ کردی چرا تو خطرۂ — خود گوید آن نہ گفتم نہ من منم نہ من منم
غوطہ زن توحید ام از کفر ایمان بعید ام — شد کار دُرّ چو چیدنم نہ من منم نہ من منم
لا مکان مکان شد قائم توحید زبانم مائم — شاہد زحال و بیان منم نہ من منم نہ من منم
کعبہ مدینہ منم گنگا جمینہ منم — پُر گہر سینہ منم نہ من منم نہ من منم
رفتم بہ عرش کرسی ام دیدم نہ غیر چہ پرسی ام — اندر لاہوت پریدہ ام نہ من منم نہ من منم
ہفت آسمان زمین در پیش من شدہ عیان — فانی ز جسم جان منم نہ من منم نہ من منم
رفتہ خیالِ ماسوا دائم مرا حاصل لقا — در بحر وحدت رفتنم نہ من منم نہ من منم
عشقم بسوخت چون مکباب رگ رگ مرا گشتہ رباب — حاجت نہ تارتان تنم نہ من منم نہ من منم
آمد چو عشقِ مست فیل ترسد نہ آن از رودِ نیل — در بحر قال و قیل منم نہ من منم نہ من منم
آمد چون عشقِ اسپ تاز واقف شدم بر حال راز — بازی درین وحدت کنم نہ من منم نہ من منم
اسم ہادیم باھُوؒ مرا بر سینہ من آہوم — وحدت گیاہ چریدنم نہ من منم نہ من منم
پیر باھُوؒ کاملست ہر دم بہ من او شامل است — پیر جہان لطفِ منم نہ من منم نہ من منم
باھُوؒ کند نگاہ یک بیرون رود اشباہ و شک — گر ذرہ ام تابان منم نہ من منم نہ من منم
شُکر است باھُوؒ شیرِ بر ہر دم بگیرد من خبر — ھُو باھو بر زبان منم نہ من منم نہ من منم
باھُوؒ چو ورد کس شود واصل بحق یاھو شود — این قال و حال بیان منم نہ من منم نہ من منم
باھُوؒ را ھُو ھُو بدان ای یار داری صدق کار — کافر شوم گر شک کنم نہ من منم نہ من منم
باھُوؒ در ھُو گم شدہ باھو نماند ھُو شدہ — رازِ خفی عیان کنم نہ من منم نہ من منم

Marfat.com

باھُوؒ در ھو آب و شیر دامانِ باھُوؒ زود گیر — اینست چون سلطان منم نہ من منم نہ من منم
اندر جہان گردیدہ ام باھُوؒ نہ مثلش دیدہ ام — مشرک شوم بی آن کنم نہ من منم نہ من منم
مُرغان ھُو باھو کنند جن و ملک انسان کنند — اسم است آن در جان منم نہ من منم نہ من منم
کمتر زِ سگ باھُوؒ منم از فیض آن ھُو ھُو کنم — در وحدتِ مستان منم نہ من منم نہ من منم
باھُوؒ چو روشن آفتاب گرم است از نورش تراب — از عکس آن تابان منم نہ من منم نہ من منم
سخنم ھمہ از اوست شد وقتیکہ باھُوؒ دوست شد — آن دینِ من ایمان منم نہ من منم نہ من منم
از دین و دنیا دُور ام باذات آن مسرور ام — مرشد سخی سلطان کنم نہ من منم نہ من منم
ای یار گر خواھی خدا یکدم مشو از ھو جُدا — یک ھُو شدہ سامان منم نہ من منم نہ من منم
خاموش شو تو ای نواز محرم نہ کس این سرّ راز — لعل آمدہ پیش خودم نہ من منم نہ من منم

غزل۔۵ (سرائیکی)

ہر رنگ دے وچ بے رنگ ڈِسے — اوہ پارس ہر ہر سنگ ڈِسے
کتھے سفید تے کتھے زرد آیا — سیاہ سبز اتے لاجورد آیا
کتھے درمان کتھے درد آیا — کتھے صلح تے کتھے جنگ ڈِسے
کتھے شاہ تے کتھے گدا آیا — کتھے عاشق جان فدا آیا
کتھے اناالحق دا صدا آیا — کتھے شراب کتھے بھنگ ڈِسے
کتھے عابد نیک نمازی ہے — کتھے رند کرے سربازی ہے
وھو معکم خود لاحق ہے — کتھے عالم تے کتھے ملنگ ڈِسے
کتھے نصرانی کتھے گبر آیا — کتھے گمراہ کتھے رہبر آیا
کتھے ظالم تے کتھے جبر آیا — کتھے بحر تے کتھے جھنگ ڈِسے
کتھے صابر تے کتھے مظلومے — کتھے رل تے کتھے نجومے
کتھے سخی تے کتھے خود شومے — کتھے خوشدل کتھے دِلتنگ ڈِسے

کتھے آدمؑ ہے کتھے احمدؐ ہے کتھے احد ہے کتھے بیحد ڈسے
کتھے سجود ہے کتھے ساجد ہے کتھے شمع تے کتھے پتنگ ڈسے
کتھے غوث الاعظمؒ پیر آیا کتھے باھُوؒ بینظیر آیا
مرشد نور احمدؐ دل دھیر آیا بن مرشد نہ کوئی سنگ ڈسے
کتھے عرش تے کتھے فلک آیا کتھے آدمؑ حوّا تے ملک آیا
کتھے ہر شے خالق خلق آیا تیکوں قُرب کیویں فرسنگ ڈسے
کتھے شاہاں تے چڑھ بانہدا ہے کتھے بردا تے کتھے باندا ہے
کتھے شاد تے کتھے درماندا ہے کتھے صاف اتے کتھے زنگ ڈسے
ویسوں جڈاں اپنے ملک وطن رکھ خفیہ راز نوازؔ سجن
ویسی دور ای سارا غم محن ویسوں جلدی نہ کوئی درنگ ڈسے

غزل۔۶ (سرائیکی)

واہ واہ عجب محل باھو دا سانوں ڈسدا عرش مُعلّی ہے
قبلہ کعبہ اوہو میرا ہویا خوب تسلّا ہے
وہم خیال سب دور کریندا جد باھُوؒ منظور کریندا
وچ وحدت مسرور کریندا ڈسے دم دم نور تجلّا ہے
پیر کامل اسیڈا جیہا جتھوں فیض لکھاں نوں ڈھیا
نال مریداں ہر جا رہیا لکھاں عاشقاں در وچ ملّا ہے
غوث قطب سب غلام کہاون محل اگے وچ سیس نواون
اسم باھُوؒ دا ورد پکاون کرن ھو باھُوؒ ھو اللہ ہے
خُمرے باھُوؒ باھُوؒ پڑھدے کافر رافضی ہر دم سڑدے
عاشق سُن وحدت وچ وڑدے سانوں ملیا یارو اللہ ہے

محل تے برسے ذاتی نورے ڈھیاں بھلدے حُور قصورے
عاشق جہندا شاہ منصور ے سائیاں موُنہہ توں چایا پلّا ہے
محل تے جا کے طواف کریساں سارے گُنہ ونج معاف کریساں
سینہ اپنا صاف کریساں سگ ہو پیادہ چلّا ہے
نہ ویساں میں مکے گنگے ملاں بہنڑ کرن جنگے
نہ ویساں میں کہندے سنگے بھانویں مارے ہر کوئی کھلّا ہے
کافر یار پچھے کافر ہوئیاں ناں میں جیندی نہ میں موئیاں
یار مٹھل دی نانویں ہوئیاں ویری سارا شہر محلّا ہے
دھوتی بنہہ گل جنجوں پایم تلک لگا کے دوارے سدھایم
بُت کوں ونج کے سیس نوایم کیتا بُت اساں نال بھلّا ہے
کفر اسلاموں لنگھ پیوسے نال بجندے سنگ تھیوسے
نال ملّاں دے جنگ تھیوسے در گُرووَاندا اساں ملّا ہے
کفر اسلام ہے اورے اوریرے راہ فقر دا پرے پریرے
نہ اوتھے مُلّاں پاون پھیرے بھاویں کڈھن لکھ لکھ چلّا ہے
نہ اوتھے کفر تے نہ اسلامے پیر مغان جتھاں بھر ڈتا جامے
نہ اوتھے ڈینہہ تے نہ اوتھے شامے ہکو ڈسدا قل ھواللہ ہے
کفر اسلام کوں ساڈا سلامے نہ آکھاں رب تے نہ آکھاں رامے
دِن اسم باھُوؒ سب ویٹن حرامے اساں محکم پکڑا پلّا ہے
اگ دوزخ توں ناں ویساں ڈر کے کیا کریساں میں جنت وڑ کے
ڈیکھساں سارے تماشے کھڑ کے نال ہادی ویساں رلّا ہے
حور قصور دا شوق نہ مینوں اہل عیال دا ذوق نہ مینوں

Marfat.com

جانڑے عام اے لوک نہ مینوں لوک آکھے ایہہ کملا جھلاّ ہے
لوک آکھے سانوں کملا دیوانا وچ دریا وحدت ہاں دُرّ یگانا
یار اگے میں بہت سیانا ملیا میں عشق دا تھلاّ ہے
عشق بجندے کیتا بے ہوشے دریا وحدت دا کیتم نوشے
ومدم دے وچ وِدھدا جوشے کیتی ترک ماسواللہ ہے
ہر دم یار اساڈے کولے نال خوشیدے گانواں ڈھولے
نکھڑے یار ملائے مولا ساڈا ہویا بخت سولاّ ہے
جان اندر وچ جھاتی پاتم حق باھوؒ نوں ھُو کر جاتم
یار پرانڑا خوب سنجاتم مارم یار دے در تے پتھلاّ ہے
ھُو باھو وچ فرق نہ ذرہ کیا جانڑے توں احمق خرا
نال پلیتیاں وداہیں بھرا کیویں ڈسے تینوں نور اللہ ہے
مال عیالوں کرتوں ترکے جسم اسم وچ کرتوں غرقے
ھو باھو وچ ناں کر فرقے کُھلیا راہ وحدت دا سکھلاّ ہے
پیر دے جسم نوں کر توں قبولے ملے تینوں رب تے رسولے
بن مرشد ناں ایہہ راہ حصولے بن ہادی راہ نہ کُھلاّ ہے
ایہہ سگ نوازؔ غلام ہے تیرا ھسی ورد تاں صبح شام تیرا
ایانڑے یار انجام تیرا ہویا دکھاں سُولاں دا چلاّ ہے

غزل ۔ ۷ (سرائیکی)

الانسان سِرّی (ا) پڑھ حدیث سناواں رُٹھا یار تتی دا رو رو کے مناواں
بن یار بجندے ہک پل نہ آرامے کھاون پیون سمھن ہویا میں تے حرامے
بھلے ورد وظیفہ و سرا رحیم تے رامے ہکو اسم باھوؒ دا ودی دم دم پکاواں

Marfat.com

ماہی رُٹھا ویندا کائی قصور ڈساویں ویڑھا سُنج ڈسیوے ہکوار وساویں
میں تاں روندی کھلوتی توں بن کوٹھ ہساوے تیرے نام دے گانوݨ راتیں ڈیہاں میں گانواں
ماہی ڈس توں گاہل تیری رُسدی چال مینوں لئی ونج نال تیرا ناں لج پال
ایہہ یتیم نماݨاں بہوں غریب کنگال کرانصاف توں دِل وچ تو بن کیڈے جاواں
تیرا شہر چناں (۲) وچ وسداہیں توں دلاں وچ تیرے عشق دے شعلے لایا سینے دے وچ مچ
کڈی یاد نہ کیتوئی آدھی ہاں میں سب سچ مفتی عمر کھپاواں روندی عمر لنگھاواں
تیرے عشق دا زخمی اوں کوں خیر نہ تھیوے پیوے شراب وحدت دا ہرگز سیر نہ تھیوے
ہووے زخمی تیرا کیوں دلیر نہ تھیوے آویں یار ازل دا تاں میں مطلب پاواں
ڈتا عشق تیرے نے سارے جگ وچ ہوکا ہاں میں طالب تیرا سوہناں یار چروکا
وعدہ وِسر گیوئی کیتا ہادی پروکا تیری تانگ ہمیشہ بیٹھی کانگ اڈاواں
واہ واہ یار رکھیو سے رو رو چیڑے پسوسے زاریاں منتاں کتوسے نہ منظور تھیوسے
ڈٹھی منجی تے پیاں ہن بیمار تھیوسے آسی سانول جوگی مِٹھا من پکاواں
کرساں پیر دی خیرات ملے یار ہکراتِ ہووے میرے ساتھ کرے مٹھی باتِ
ڈیساں سجدہ سوغاتِ میرا عزالاتِ ہوساں کافر اوسدم تو بن سیس نواواں
چاہت تینوں میں چٹھیاں آیاں تیرے ہَٹ تے توں بن ہورنا کوئی ناں ونج ساکوں سٹ کے
ملماں رکھ توں سائیں میرے زخمی پھٹ تے تیکوں خیال نہ میرا ہر دم دھکے کھاواں
ماہی دِل توں نہ لہندا ویہڑا کھاون آندا گلیاں سنج ڈسیون لوک سمجھاون آندا
رووں ایویں جاری مینہ ہُن ساون دا لہندا ہک تصویر سجن دی بیٹھی دل نے پکاواں
آیا چیت بہارے دلبر میرا پارے کیتا ہادے قرارے ڈے جا یار دیدارے
تتی سخت لاچارے لگا جگری آزارے ہر ہر رات ڈھولن سیج پھُلاں دی وچھاواں
ایہہ نوآز نماݨا سگ ہے تیرا پراݨا تیرے نام توں وکاݨا فقط تیرا ہے ماݨا

Marfat.com

ہک میں تینوں جاݨا نہ کوئی مذہب پچھاݨا پاواں جا وچ دوزخ تیتھوں کنڈہ ولاواں

(۱۰) الانسان سری وانا سرالانسان (حدیث قدسی) آدمی میرا پوشیدہ بھید ہے اور میں انسان کا بھید ہوں (رسالہ غوث الاعظم ص ۳۱) (۲) چناں سے مراد دریائے چناب کا گردونواح

غزل ۔۸ (سرائیکی)

کیوں (ول) (۱) ڈوہ میں ڈیواں جیا نکوں بیٹھی روواں اپݨے نصیبانکوں
لگی جگری مینوں بیماری ہے کیا جاݨے جھوٹھا پیاری ہے
لنگھیں کوڑ وچ عمراں ساری ہے نہ ڈیکھاسوں نبض طبیبانکوں
ہک دیدار سجݨ دا کافی ہے ہر مرض کوں سانوں شافی ہے
ملدی قبلہ قلب کوں صافی ہے چاڈیو دیدار غریباں کوں
یا دیدار ڈیو یا دار چاڑھو ایثویں یار اجایا ناں ساڑو
ہکوار سینے کوں چاوے پھاڑو تھیسی معلم یار دے رقیبانکوں

(۱) اشاعت اوّل میں یہ زائد آگیا ہے۔ حذف کرنا مطلوب ہے۔

غزل ۔۹ (سرائیکی)

میں تاں اصل کمینی آئیاں گل پئی سلطان دے لج مینوں قوت حرام مرداراں دارکھیں دامن اپݨے دا کج
حاجی لوک حجاندو جاندے نی پینڈے کر کر حال ونجاندے نی
رو رو کے جان پہو نجاندے نی تیرے محل ڈٹھیاں ہوئے ساڈے حج
کئی گلشن باغ بہار رکھن کئی دلبر گل رخسار رکھن
سب آگاہی ہرکار رکھن تیڈے مکھ ڈٹھیاں پیا تھیوم رج
ہے سگ اپݨا ایہ نواز تیرا بہوں مدت لنگھے منگے راز تیرا
اس زار وی سݨیا آواز تیرا لاریب ہݨ ہوسم جھم اَج

غزل۔۱۰(سرائیکی)

ہکو ذات سجݨ دی محبوب جاݨیں کُل بود نوں خود نابود جاݨیں
ہکو نفی اثبات خیال کریں نہ توں پیارا اہل عیال کریں
دمدم وچ یار دا جمال کریں ہر ذرہ وچ معبود جاݨیں
کر جسم اسم وچ فانی ہے تھیسے بیشک لامکانی ہے
آیس نظری ہر جا جانی ہے وچ وحدت دے لکھ سود جاݨیں
پردا غفلت والا دور کریں استاد تاں شاہ منصور کریں
خود جسم نوں عین کوہ طور کریں خود فطرت ذات ودود جاݨیں
ھو باھُوؒ وچ نہ فرق کریں اپݨا مذہب دین نہ غرق کریں
کُل مذہب ملّت ترک کریں بن عشقدے سب کوں گدود جاݨیں
خود ذات سجندی ظاہر ہے خود اندر ہے خود باہر ہے
بن عارف نہ کوئی ماہر ہے گھن رہبر عشق ورود جاݨیں
واہ ہادی راہ بتایا ہے کُل شئیے وچ نظری آیا ہے
قلب قلزم وچ سمایا ہے خود ذات نوں عین معبود جاݨیں
ایہہ نوازؔ دی ویکھو نیاز سجن دیہو اس نوں اپݨا راز سجن
کیتس واہ وا راگ تے ساز سجن ایہہ سگ بیدین مردود جاݨیں

غزل۔۱۱(سرائیکی)

ونج یار کوں سجدہ ضرور کیتا کفر یار دا اساں منظور کیتا
دھوتی بنھہ کے گل زنار کیتا تلک لا کے سادھو یار کیتم
ظاہر خفیہ ایہہ اسرار کیتم اس عشق دے شعلے ظہور کیتا
نہ ویساں مسجد دوارے میں کیتا یار دے نال اقرارے میں

Marfat.com

جتھوں پایا سب اسرارے میں اٹھندی خاک میں سرمہ کوہ طور کیتا
ونڑ(۱) یار دے طوبیٰ وانگ ڈسن زلف عنبر مشکی ناگ ڈسن
میں نیڑے دلبر دے سانگ ڈسن ناں جنگی اپنا مشہور کیتا
بت یار بیت اللہ طواف کیتم قلب غیر کنوں سب صاف کیتم
ونج صحبت صاحب کیف کیتم پڑھاں ورد جو شاہ منصور کیتا
کدی گنگے ونجاں کدی مکے او ہنے ہر جا یار تھیا پکے او
گیا وہم خیال تے شکے او سوہنیں یارا ساکوں مسرور کیتا
ہادی باھوؒ رہبر دین میرا نال صدق دے آیا یقین میرا
کیتس جسم تے روح تلقین میرا خود باھوؒ میں ذاتی نور کیتا
ایہہ سگ نوازؔ دربار دا ای ہک طالب تیں دلدار دا ای
نت منگتا تیرے دیدار دا ای تیریاں بے پرواہیاں رنجور کیتا

(۱) سرائیکی وسندھی میں درخت کو ونڑ کہا جاتا ہے۔

غزل۔۱۲ (سرائیکی)

اساں شوہدے مست موالی ہوں کولھوں مذہب دینوں خالی ہوں
کڈی جار تے کڈی وت چور بنوں کڈی ظالم تے شہزور بنوں
کڈی خشک ملاں وانگوں کور بنوں اساں ہر ہر حال دے چالی ہوں
کڈی زاہد تسبیح دار بنوں کڈی سادھو تلک دار بنوں
کڈی پاک تے کڈی مردار بنوں ہتھ تسبیح گل جپالی ہوں
کڈی پیر بنوں کڈی بے پیر بنوں کڈی شاہ کڈی وزیر بنوں
کڈی عاصی پُر تقصیر بنوں اساں باغ وحدت دے مالی ہوں
کڈی مکے حج کوں جاندے ہوں کڈی گنگے ونج کے دھاندے ہوں

Marfat.com

کڈی مسجد مندر رہندے ہوں اساں دید سجن دے سوالی ہوں
کڈی عالم عامل قرآن بنوں کڈی پوتی خوان بھگوان بنوں
کڈی جوشی سنت کلاں بنوں کڈی واعظ کڈی قوالی ہوں
کڈی شیہاں تے چڑھ بہندا ہوں کڈی بردا تے کڈی باندا ہوں
کڈی ڈکھ قزیئے سہندا ہوں کڈی رتبہ دار وت عالی ہوں
کڈی غم تے کڈی وت شادی ہے کڈی سنج تے کڈی آبادی ہے
ڈتا سبق وحدت دا ہادی ہے دم دم دے وچ خوشحالی ہوں
ہوں محو وچ وحدت ذات اساں پئی نودی ہرات قلات اساں
کیتا ورد نفی اثبات اساں تاں عارف اہل کمالی ہوں
وچ عشق بجندے سمندر ہوں اساں والی ملک جلندر ہوں
کڈی مسجد ہوں کڈی مندر ہوں اساں طالب لا یزالی ہوں
ہادی باھُوؒ شہ سلطان میرا بیشک ہے دین ایمان میرا
منگے راز نوازؔ دھیان تیرا ہے فرمان تیرا اسان لجپالی ہوں

غزل۔۱۳۰ (سرائیکی)

جاݨ نہ جاݨ سائیاں سگ قدیمی تیریاں تیں جیہاں ناں ہوروے سائیاں میں جیہاں بلیریاں
قبلہ کعبہ تینوں جاتا ایہہ اساں یقین کیتا ملت مذہب چھوڑ کراہیں ہکنام باھُوؒ دا دین کیتا
پیر باھُوؒ دا نام لے کے پُل صراطوں لنگھدیاں
قبلہ کعبہ تینوں جاتا ایہہ اساں اقرار کیتا واسطےرب دے نظراں بھالو عشق تیرے لاچار کیتا
دِل دے اندر نقش محل دا وَل وَل کھاواں پھیریاں
لامکان مکان دا کیا بیان غلام کرے عرش عظیم و جن انسان سلام کرے
جو دربار تیرے تے آون اوہن بیشک چنگیریاں

Marfat.com

خمرے باھوؒ باھوؒ پڑھدے فرشتے بھی آسمان دے چوڈھاں طبقاں دُھاں پیاں شان باھو سلطان دے

ذات دے وچ ذات ہویوں واہ تیریاں دلیریاں

آدمؑ آہا وچ پانی مٹی ذات باھوؒ دی تدہائی ھُو باھو وچ فرق نہ کوئی خود ایہہ ذات صمد ہائی

نال نظر سلطان کنوں کٹیاں سب اندھریاں

شان سلطان دا اوہ جانڑے جینوں اوہ وکھانو دا ہک نظر سلطان بھالے وچ حضور پہچانو دا

وانگ بڈھی دے پار کرینڈا ہر مریدیاں بیڑیاں

غوثاں قطباں سر جھکائے شہ سلطان دے در وچ آئے میں وی کتڑی در تیرے دی جانڑ تساڈے گھر وچ آئی

خویش قبیلہ دشمن ہویا پیو تے ماء سہیڑیاں

تانگھ سلطان دی نت لگی ہور نا تانگھ رہی کسے دیئی بھاویں نت دھرکاویں مینوں نہ ای کتڑی نسدیئی

عمر کرلاندیاں گزر گئی ڈس قصوراں کہڑیاں

کتڑی پانول در تیرے دی رات دنے کرلاندیاں گل توں پاویں پڑا سائیاں نہ تاں میں رُل جاندیاں

بھاویں مُنہ مہکالیاں میں سُٹ توں عرضاں میریاں

سر گجراتی گل پشواتی پیریں گھنگرو پاندیاں حق باھوؒ دا ورد میرا اوندے گانون گاندیاں

جانڑ بھاویں نہ جانڑ سائیاں میں سڈیندی تیریاں

سگ نواز کوں راز ڈیہونت منگے تیتھوں راز سائیاں۔ میرا دین اسلام تے حج ہیں توں روزہ نماز سائیاں

نت عشق تیرے دا شعلہ بلدا بھڑکن بھائیں بکھیڑیاں

غزل ۔۱۴ (سرائیکی)

نہ توں اور تے نہ میں اور میاں کر وحدت دے وچ غور میاں

جب ہستی سے ہم گزر گئے سب دنیا عقبیٰ دے حضر گئے

بن یار نہ اور تے نظر پئے نہ میں جار تے نہ میں چور میاں

آپ عیشاں خوشیاں کردا ہے آپے شاہ تے آپے بردا ہے

آپے پیدا آپے مردا ہے خود عالم تے شہزور میاں

Marfat.com

خود معشوق اتے خود عاشق ہے خود نیک اتے خود فاسق ہے
وھومعکم(۱) خود لاحق ہے وچ قرآن لکھا سبھے ہوئے کور میاں
نت درد مینوں ہمہ اوست دا ہے نہ حال وت دشمن دوست دا ہے
کوئی واقف نہ اس پوست دا ہے ہویا جسم مصفیٰ بلور میاں
نہ کوئی باپ نہ مائی ہے آیا سیل نوں مرغ ہوائی ہے
چا گھتیس گل وچ پھائی ہے ہن آکھ کیویں چھٹے ڈور میاں
ہاں میں مرغ تاں باغ لاہوتی دا ہاں واقف راز جبروتی دا
ہاں میں طالب نہ اہل ناسوتی دا ویساں وطن اپنے فی الفور میاں
ہاں باغ وحدت دا بلبل میں ہر دم رکھاں گلاں تے غلغل میں
گئی ہاں یار مٹھل پیچھے رُلرُل میں جیویں عاشق چن تے چکور میاں
ہاں شہباز بلند پرواز میرا لوک آکھے اسم نواز میرا
نہ کوئی جانے دل دا راز میرا باغ وحدت دا ہاں بھور میاں

(۱)(الحدید:۴)

غزل۔۱۵(سرائیکی)

کل شئے نوں سجن دا ظہور سمجھ قلب قلزم اپنا کوہ طور سمجھ
کولہوں دنیا عقبیٰ دے ترک کریں جسم اسم وچ ہر دم غرق کریں
وچ ھُو باھُوؒ دے نا فرق کریں اوہندا ہر طالب منصور سمجھ
ہادی باھُوؒ شہ سلطان مینوں کیتس وحدت وچ مستان مینوں
کیتس خفیہ راز عیان مینوں خود باھُوؒ ذاتی نور سمجھ
ایہہ راز جے توں چاہندا ہیں اپنے سر توں طمع کیوں نہ لاہندا ہیں
بن سگ سلطان کیوں رہندا ہیں خود آپ نوں خر بیشعور سمجھ

Marfat.com

مشرق مغرب ترکستان ڈھم سندھ دھلی تے خراسان ڈھم
نہ کوئی ثانی شہ سلطان ڈٹھم ھو باھُوؒ کولھوں نہ دور سمجھ
لایسعنی (۱) ہے حدیثِ قدسی معنیٰ حدیث دا مُلا کیوں نہ ڈسی
وچ اکھراں دے توں پیا ہیں پھسی اہل اکھر نہ اہل حضور سمجھ
جیکو اکھراں دے وچ اڑدا ہے چاڑھی عشق دی مول نہ چڑھدا ہے
نال عاشقاں دے ہر دم لڑدا ہے ملاّ کور بیمار ناسور سمجھ
علم وحدت دا سانوں کافی ہے ڈیندا قلب کوں ہر دم صافی ہے
ہوئی عیب گناہ سب معافی ہے بھاویں ملحد پُرقصور سمجھ
ونج دلڑی یار دے نال پھاتی بن باھُوؒ نہ کوئی ہور ساتھی
اساں امید جیون سب لاتھی اسانوں عشق دا زخمی رنجور سمجھ
دنیا عقبیٰ توں ہاں عاری میں نہ ہاں جنتی تے نہ ناری میں
منگاں دلبر دی دلداری میں اسانوں طالب نہ حور قصور سمجھ
میرا مذہب دین سلطان سچا جیندے عشق ڈتا ہے شور مچا
بھنیس کچدا میرا جسم کچا بنیا وجود ساڈا تا کرور سمجھ
کل بود نوں نابود جاتم ھٰذات باھُوؒ نوں ودود جاتم
بن عاشق دے سب گدود جاتم اسانوں عشق دے وچ مسرور سمجھ
منگے راز نوآز نماٹا ہے ھکو اسم باھو دا ماٹا ہے
نہ میں کفر اسلام پچھاٹا ہے اسانوں باھُوؒ دا سگ تے سور سمجھ

(۱) حدیث قدسی: لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدالمومن (میری سمائی کے لئے زمین وآسمان کی وسعت کافی نہیں البتہ میرے مومن بندے کا دل میرے سمانے کے لئے کافی ہے)

Marfat.com

غزل۔۱۶(سرائیکی)

رولا وچ سفر دے یار مینوں نیسی ولدی ڈتس اقرار مینوں
بن دلبر ملک اندھار ڈسے اس عشق دا بھارا بھار ڈسے
سانوں سنج ایہہ باغ بہار ڈسے بن یار نہ بھاون گلزار مینوں
ہکے ملکاندے مالک ہاسے او اتھے قید وچ آکے پھاسے او
ڈیندے مار مُکاء دلاسے او جیندے عشق کیتا ہے لاچار مینوں
ہکے کل دے ہاسے وارث او اسے قید وچ ہوئے حارس او
میں تاں اصل ہاں پارس او سٹیا وچ ظلمت دے دلدار مینوں
ہکے کلدے اساں مختیار ہاسے لکھاں فوجاں دے نال قطار ہاسے
کجھ فرق نہ کولہوں ستار ہاسے ساڑیا وطن دے شوق دے تار مینوں
ہکے حاکم سارے جہاندا ہم مختیار زمین آسماندا ہم
خود بے نشان دے شان دا ہم کیتا قفس نفس دے خوار مینوں
ہے حمد قفس ہوئی پروانہ او تھیا یار دو جلد روانہ او
کھاوے طوطا نہ پانڑیں دانہ او آکھے وطن دو کرو تیار مینوں
روزہ نفل نماز دا حکم آیا مظلوم تھیوسے جو شکم آیا
اتھے کیوں آندوکے کم آیا کڈی ڈسیں توں سبّ نروار مینوں
ہک کیتو یار مسافر ہے بیا نہ ڈسے حکم وت وافر ہے
کراں عذر تھیندا کافر ہے بھاویں سٹ گھتو اُتے دار مینوں
ہاں میں حاکم کیوں محکوم تھیواں ہاں میں ظالم کیوں مظلوم تھیواں
ہاں میں سخی کیوں ہنڑ شوم تھیواں خود مختیار ہاں میں ڈسے کار مینوں
پیون کم شراب اساڈا ہے کھاون کم کباب اساڈا ہے

سُٹن کم رباب اساڈا ہے ملاّ کور آکھے مردار مینوں
رولیوئی یار تتی کوں تھل جنگل سٹیوئی یار سجن ڈس کہڑے گل
کڈی گِنھے یار مٹھل وت کل کیوں ڈتوئی یار وسار مینوں
نت بھجن تیرے میں گاندی ہاں گل جنجوں تلک لگاندی ہاں
میں تاں کُترّی تیرے سگاندی ہاں ڈسے کعبہ باھوؒ دا دربار مینوں
کدی گنگے ونجاں کڈی مکےّ میں سب بُت دوارے تکے میں
سارے ساد سواد وت چکھے میں خوش آئی باھوؒ دی مزار مینوں
کر صبر نوآز خاموشی کر پکڑ محکم پیر مغان دا در
اس در تے ونج توں جیندا مر جیں ڈسیا سب اسرار مینوں

غزل۔۱۷(سرائیکی+اردو)

کافر بیدین ہوں میں اسلام سے کیا کم ہے ہم ہیں عشق کے پُتلے پروانہ عیش غم ہے
رگ رگ ہوگئی ہے تار گل ڈالاں کیوں زنار عشق کی آگ ہے بلتی سینے میں دمبدم ہے
یہ عشق بازی ہے بھائی ہر ایک کا نہ کام ایسی نہ پائی لذت جمشید کا جام جم ہے
ایسے بیمار کو ہاتھ لاؤ نہ تم طبیبو ہم خستہ عشق کے ہیں دلبر کے ہاتھ مرہم ہے
باغ بہشت دنیا مجھ پر ہیں سارے حرام دیکھوں نہ دنیا عقبیٰ مجھ کو یارو قسم ہے
روز حشر کے ہر کوئی ہاتھ میں پھڑے گا نامہ میں بھی لاؤں گا ہاتھ میں تصویر جو صنم ہے
روز حشر کے ہر کوئی سجدہ کرے خدا کو سجدہ میرا سجن کو ہوے گا آنا بھی دم ہے
بس کر فقیر نوآز ظاہر نہ کر توں یہ راز باھوؒ مرشد ہے شہباز محشر کا نہ کوئی غم ہے

غزل ۱۸(سرائیکی)

ہر رنگ دے وچ اساں وسدے ہوں کتھے روندے تے کتھے ہسدے ہوں
کتھے ملاّں تے کتھے قاضی ہوں کتھے زاہد نیک نمازی ہوں

Marfat.com

کتھے راگ رگیندے سازی ہوں اساں طالب ہر ہر چسدے ہوں
کتھے مرسل کتھے پیر بنوں کتھے شاہ تے کتھے وزیر بنوں
کتھے عاصی پُر تقصیر بنوں ہر ہک نال اساں رَسدے ہوں
کتھے چور بنوں کتھے جار بنوں کتھے اہل شراب شرار بنوں
کتھے ہر ہک توں بیزار بنوں کتھے آندے ہوں کتھے نسدے ہوں
اپنے خواہشوں اتھے آئے ہوں اساں نہ کہندے جائے ہوں
وچ ارض سما نہ سمائے ہوں وچ ملک پرائے وسدے ہوں

غزل۔۱۹(سرائیکی)

وچ وچھوڑے یار دے کُٹھیاں واہ قسمت میں ڈاہڈھی مُٹھیاں
فجر ویلے روندے اُٹھیاں فریاد گئی میری ارض سما تے
وچ وچھوڑے یار میں موئی میں جیہا دکھیا ہووے نہ کوئی
سولاں غماں وچ مار مکوئی آوے سجن نہیں وساہ اس ساہ تے
گذر اسانوں نوآز تمامے یار دے پاسوں آیا پیغامے
وصل وصال کیتس انجامے رکھیں ملماں آپ ستا تے

غزل۔۲۰(سرائیکی)

ڈِتی عشق ماہی دے مستی ہے چھوڑیم ہستی والی وستی ہے
سُنیا میں آواز الست دا ہے اُس دن دا ماہی دل کھسدا ہے
پاسوں یار دے مول نہ بسدا ہے کی جاݨن ملّا کستی ہے
حضرت پیر باھُوؒ اعوان میرا جہیں لایا لامکان ڈیرا
اوندا نور خدا دے وانگ چہرا میرا کم جو پیر پرستی ہے
نحن اقرب (ا) رب فرمان کیتا نت عاشقاں نوں مستان کیتا

Marfat.com

بن درشن دے حیران کیتا پیتا میں شراب الستی ہے
قبر باھو دی ذکر کریندی ہے لکھ لکھ عاشق پئی مریندی ہے
وچ حضور رسول دے نیندی ہے کر کجھ یار میرا ہٹے جستی ہے
باھوؒ نور خدا وچ نور ہویا وچ دو جگ دے مشہور ہویا
اوںدا عاشق وانگ منصور ہویا؛ کیا جانڑن مشائخ چشتی ہے
جو وچ عشق باھوؒ دے گُٹھ ہے اُس نُور خدا دا ڈُٹھہ ہے
ڈاڈھا نام باھوؒ دا مٹھا ہے اس نام دے وچ ڈاڈھی مستی ہے
میں رواں تے اوہ پیا ہسے باھوؒ مستغنی جو الستی ہے
ہن طالب باھوؒ دے لکھ کروڑ رستہ نبوی ﷺ دے کرن ہر دم دوڑ
ڈتا ہٹڑ جگ جہان کو چھوڑ بن دلبر سب کجھ زشتی ہے
طالب باھوؒ دے غازی نی کئی مست کرن سربازی نی
اینھاں سبھناں تے او راضی نی کرسی باھوؒ سب کوں بہشتی ہے
کیئی طالب باھوؒ دے عتابی ہن کیئی ملّا تے کیئی خطابی ہن
کیئی وچ گناہ عذابی ہن کرسی پار او سب دی کشتی ہے

(۱)(ق:۱۶)

غزل۲۱(سرائیکی)

گئے دن خوشی دے ٹل وے یار پئی سُدھ ساڈون اجکل وے یار
ہٹڑ تیر تاں ہجر بھراوانڈے ہن درد تاں امڑی جایاںدے
ایہی درد تاں قبراں تائیں آندے چھڈ جگ فانی توں بھی چل وے یار
رل خوشیاں نال وت بہندے ہاسے کڈی رُسدے کڈی منیندے ہاسے
ڈُکھ درد ذرّہ نہ سہندے ہاسے آندے قبراں والے نہ ول وے یار

Marfat.com

ادھوری سی حرفیاں:

ط طلب تساڈڑی یار جوگی بین اللہ ھُو دی آن وجا
تیرا کم ہے بین وجاوݨ دا سُݨ دکھڑے شوق سنجاݨ وجا
تینوں واسطہ شاہ جیلان دا ہے ہاں میں بہوں اݨ جاݨ وجا
سگ نوازؔ تاں جاݨ دربار دا ہے ہس ناں ترے داماݨ وجا

ظ ظن گمان سب دور ہوسی جڈاں دیسیں دیدار توں یار جوگی
میرا قوت ہے بد بختیاں دا کرسیں بے شک بیڑا پار جوگی
جڈاں نال تساڈڑے نینہہ لایا بھلیا مینوں سب گھر بار جوگی
بھانویں جاݨ نہ جاݨ نوازؔ نوں توں ہے باھُوؒ دا سگ دربار جوگی

ع عرب عجم تے بلخ بخارا سارا میں ویکھیا جوگیا وے
سارے جگ دے وچ نہ کوئی نظر پیا سوہݨے شاہ سلطان جیہا جوگیا وے
ہکو باھُوؒ ھُو دا ہے عام جلوہ ذرا غیر نہ سمجھیا جوگیا وے
سگ نوازؔ نہ در توں دور کرو، در تیرا ہس ملیا جوگیا وے

ف فکر اساڈا کُھل گیا جداں گیوم وچ حضور جوگی
جوگی یار ڈٹھیاں میرا حج کعبہ مینوں ہویا حج مبرور جوگی
باھُوؒ پیر دتا دِن رات مینوں ہر دم شوق شراب سرور جوگی
سگ ہو نوازؔ سلطان دا توں اوہ باھُوؒ پیر مسرور جوگی

ک کرماں دی دتی تد جاݨاں جداں جوگی میں گھر آ ویسی
سانوں کوکدے پلدے عمر لنگھی تھیاں خوش جو مُکھ وِکھا ویسی
ہائے ہائے کراں لوک کھلدا ہے ویساں مر تاں دلبر آ ویسی
سگ نوازؔ تاں شاہ سلطان دا ہے رکھساں در تے سر بُلا ویسی

Marfat.com

ل لذت عشق دی ڈاڈھڑی ہے بن جوگیاں راز نہ لبھدا ہے
سر نہ دیوے ست پیر کہے اوہو جوگی باگل سب دا ہے
سردتیاں باجھ نہ یار لبھے ایہہ خاص فرماوݨ رب دا ہے
عرش کرسی نوازؔ نہ ہَن پیدا جوگی باھو پیدا تدا ہے

م مراد میری نہیں کائی ہور جوگی فقط طالب تیرے دیدار دیاں
ہاں گولڑی بھولڑی یار تیری مُل خرید ترے دربار دیاں
جانڑیں بھانویں نہ جانڑیں یار جوگی میں تاں بردی تیں دلدار دیاں
گنہگار بدکار نوازؔ آہے بھلا طالب باھوؒ سردار دیاں

ن نام تیرا جوگی بہت مٹھا ناں ماکھیاں شربت جھولدی میں
ہک وار چا دیدار دیویں تیرے ڈردیاں مول نہ بولدی میں
لیئو سار نہ دیئو وسار جوگی ہاں وسدی تیرے کولدی میں
سگ نوازؔ ہے در سلطان اتے بیٹھی غماں دے دفتر پھولدی میں

و واسطہ اپݨے شان داای جوگی یار نہ دیویں وسار میں نوں
ہے ذاتی نوری چہرہ ترا اوندا دیویں ہک وار لشکار میں نوں
پانول گُتی ہاں مُدھ قدیم دی میں پاسوٹھیاں پٹا نہ دھرکار میں نوں
سگ نوازؔ دا جوگی پیر باھوؒ تیں باجھ نہ کوئی سرکار میں نوں

ھ ہائے ہائے ہویا وِرد میرا جس دن دا جوگی یار گیا
پہلے ہس کے دل کوں کھس گیا ہݨ دے کے بھارے بھار گیا
میں نوں قسم ہے جوگی جوٹھے ہوندے ہݨ جوگیاں توں اعتبار گیا
جوگی پیر باھوؒ ہک سٹیا میں ہݨ نوازؔ بھج اس دے دربار گیا

ل لا دسیا سوہنے یار جوگی سارا جگ مینوں ممات ڈسے
بن جوگی دے نہ کوئی ہور ڈسے ہر جا جوگی دی ذات ڈسے
تحقیق ہوئی نہیں کوئی خوف مینوں ہر ویلے جوگی ساتھ ڈسے
سگ نوازؔ ہے جوگی باھوؒ دا جی جیڑھا ورد نفی اثبات ڈسے

ء آ جوگی نہ ترسا مینوں اساں سکدیاں کوں کیوں سکیندے ہو
اپنی دید دے نال شہید کرو تھیندی عید جداں مکھ ڈکھیندے ہو
تیرے مکھ دے نال سے سکھ مینوں کیوں دُکھ اسانوں پئے ڈیندے ہو
سگ نوازؔ نوں دے تو راز باھوؒ کیڑھا ویر ساتھوں پئے لیندے ہو

ی یاد نہ رب رسول مینوں ہکو جوگی دا پکا خیال مینوں
دین دنیا اتوں گئی روی ہاں میں بھاوے مول نہ اہل عیال مینوں
دن رات ایہو خفقان مینوں ہکا ملے ہا ہیر سیال مینوں
پڑھسی حمد نوازؔ وچ دم دم دے جداں کرسی سلطان سمبھال مینوں

نامکمل سی حرفی۔دوم

الف اللہ دا اسم میں گھتدی ہاں پکڑیں بانہہ میری سلطان سائیں
وچ بحر گناہ تے غم آوے بُڈ گئی ہاں آ کشتیبان سائیں
میرا قوت ہے بد بخلیاں دا ہوئویں ہر دم نگہبان سائیں
ایہہ سگ نوازؔ قدیم دا ہے بھاویں جانڑیں بھاویں نہ جانڑ سائیں

ب بس ہے کفر اسلام کنوں ہک اسم باھوؒ درکار سائیں
پاٹول کُتی ہاں مٹھ قدیم دی میں اپنے در توں ناں دھرکار سائیں
میریاں بدیاں ویکھ نہ نس سائیاں چھڈ جائیں نہ میں گنہگار سائیں
اس سگ نوازؔ لاچار نوں بس ہک نام تیرا درکار سائیں

Marfat.com

ج جلوہ ڈٹھم تیرا سوہنیاں وے دو جگ بھل گئے ہُن ضرور مینوں
غیر جسم دے وچ نہیں رہیا ذرا ساڑ سٹیو وانگ کوہ طور مینوں
وچ صفات دے ذات موجود جاناں جداں کیتا تیں منظور مینوں
نوازؔ غلام آکھے لکھاں غم ڈتو جانڑیں جویں شراب طہور مینوں

ح حکم تیرا کل جہان اُتے رکھیں ہر دم میں تے دھیان سائیاں
باجھوں نظر کرم تساڈڑی اے ہویا دشمن کل جہان سائیاں
وچ ھُو باھُو دے نہ فقر ڈسے مینوں قسم ہے ذات رحمان سائیاں
ایہہ سگ نوازؔ تیرا راز منگے اسدا قول تاں تیری زبان سائیاں

غ غیر والا نکتہ دور کیتا ہک یار دا جلوہ ظہور ڈٹھم
کُل پندھڑے تے تھل پنوں یار والا وانگ باغ عدن تے کوہ طور ڈٹھم
لال لب تاں پنوں یار والے آب کوثر شراب طہور ڈٹھم
ہے نوازؔ تاں در سلطان اُتے وانگ عارف شاہ منصور ڈٹھم

ف فکر کیتم سارے جہان اندر میرے پیر جیہاں نہ کوئی پیر آہے
لکھاں غوث قطب ابدال ڈٹھے سخی پیر باھُوؒ بینظیر آہے
بہت پیر فقیر تلاش کیتم خاک باھُوؒ دی خاص اکسیر آہے
ئے ئے حمد نوازؔ سبحان پڑھے شاہ باھُوؒ دامن گیر آہے

ق قرب خدا دا حاصل نہیں جے ناہیں خودی تے کبھر دا نام آہے
بحر وحدت وچ جڈاں عاشق ویندے کفر ناں اسلام آہے
صبح شام عارف غواص تھیندے نہ اوتھے ذکر اللہ نہ اوتھے رام آہے
ایں بے راز نوازؔ دا رازؔ باھُوؒ سانوں کفر اسلام کوں سلام آہے

ک کرماں دی دتی بینک جاناں ملیاں ہادی شاہ سلطان مینوں
ہر وقت باھُوؒ نگہبان میرا کے کرسی ہن شیطان مینوں
لُوں لُوں میری ھُو ھُو کرے ایہا بکشش کیتی اعلیٰ شاں مینوں
سگ نوازؔ تاں منڈھ قدیم دا ہے اسم باھُوؒ دا مان تران مینوں
ل لذت عشق دی تد آئی جداں جسم اسم وچ غرق ہویا
پتہ ذات صفات دا تد لگیا جداں جسم اسم وچ غرق ہویا
واقف راز لاہوت دا تد ہویم جڈاں عقبیٰ دنیاء ترک ہویا
سگ نوازؔ نوں راز سلطان دِتا وچ ھُو باھو نہ کوئی فرق ہویا

نامکمل سی حرفی ۔ سوم:

م میم دا گھونگھٹ کر کے احدوں احمد نام دھرایا ہے
وچ عرش کرسی تے زمین آسماناں دلبر نال سمایا ہے
کدے قادر خود عبدالقادر بݨ کے وچ شہر بغداد دے آیا ہے
ہُن نوازؔ اھو خود باھو بݨ کے اتھے کیڈا شور مچایا ہے
ن نام نشان سب گم کیجئے آندا دلبر دِل دے اندر آپ
کار کم تمام اتم کیجئے مسجد مندر وچ یار دی تھیسے سنجاپ
اہل عیال تے بال بن سب چھوڑیئے آپے تھیسے آپ اوہ باپ
نوازؔ پیا ہے در سلطان اتے نپ گیوس باھو سلطان دا تاپ
و واہیات آکھے لوک سارا کئی آکھن کافر مردود مینوں
سب سچ آکھن مینوں خبر نہیں نظر آندا جسم نابود مینوں
جیڑھا جسم دے وچ ارواح ڈسے اوتاں ڈسدا نور ودود مینوں
ایہہ نوازؔ تاں پُتلا خاک دا ہے کیتم پختہ عشق دے دود مینوں

Marfat.com

حضرت صاحبؒ نے اپنا سلسلۂ عالیہ قادریہ کا شجرہ طریقت منظوم مرتب فرمایا۔ ایک شجرہ مبارک حضور نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی سے شروع کر کے اپنے اسم تک پہنچاتے ہیں جبکہ دوسرے شجرہ میں اپنے اسم سے حضور رسالت مآب ﷺ کے سرچشمہ فیضان تک پہنچاتے ہیں ملاحظہ ہو:

نحمدہ' و نصلّی عَلیٰ رَسولِهِ الکَرِیم وَ علیٰ آلِه و صَحْبِه و بُنِهِ الْغَوثِ البَاهِرِ السُلطَانِ مُحی الدِّینِ الشَّیخ السَّیدِ عَبْدالقادرالجِیلَانی و عَلیٰ اَوْلِیاءِ اُمّتِه اَجْمَعِیْن ط

شجرہ شریف منظوم

سلسلہ سلطانیہ عالیہ قادریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی خالقا فریادِ مارس طفیل احمدؐ فریاد مارس
طفیل حیدرؓ حسن بصریؒ حبیب عجمیؒ فریاد مارس
طفیل داوٗدؒ کرخیؒ و سقطیؒ جنیدؒ شبلیؒ فریاد مارس
طفیل عبد واحدؒ و یوسفؒ بوالحسنؒ بوسعیدؒ فریاد مارس
طفیل پیر محی الدینؒ رزاقؒ جبارؒ و یحییٰؒ فریاد مارس
طفیل پیر نجم الدینؒ فتاحؒ ستارؒ بقاؒ جلیلؒ فریاد مارس
طفیل پیر رحمانؒ پیر باھوؒ ولی محمدؒ حسینؒ فریاد مارس
طفیل نور محمدؒ ولی محمدؒ غلام میرانؒ بشو فریاد مارس
طفیل غلام رسولؒ نور محمدؒ گرفتم دامنت فریاد مارس
سگِ دربار تو مسکین نواز است چرا در حرم تو ماندہ بی راز است
خداوندا طفیل عاشقان خود بکن در عشق خود مارا تو بیخود
بکن در عشق خود دیوانہ یار ز دنیا دون شوم من دست بردار
دنیا عقبیٰ شوند از من فراموش بدہ در وحدت مارا چنین جوش

Marfat.com

شراب از وحدت مارا بنوشان　　شمردہ می شوم در توبہ پوشان

خموشی کن بخوان الحمد نوازؒ　　کہ باشد رہبرت باھوؒ شہباز

دوسرا شجرہ طریقت اس طرح آپ نے قلمبند فرمایا ہے:

مختصر شجرہ مبارک قادریہ سلطانیہ

مرا محمد نوازؒ و نور محمدؒ بہ بوند عافی

غلام رسولؒ و غلام میرانؒ کنند ہر دم دلم صافی

ولیؒ(۱)،نورؒ(۲)ومحمدؒ(۳)،بہر مشکل بس - بوند کافی

ولیؒ(۴)،سلطان باھوؒ پیر رحمٰن(۵) بس بود شافی

جلیلؒ(۶)و ہم بقاؒ(۷)،ستارؒ(۸)،فتاح(۹)،نجم الدینؒ(۱۰) یحییٰؒ(۱۱)

دگر جبارؒ(۱۲) رزاقؒ(۱۳) ہم ہمیشہ شافی و وافی

شفیع غوث الاعظمؒ(۱۴) بوسعیدؒ(۱۵) و بوالحسنؒ(۱۶) کافی

ولی ابوالفرحؒ(۱۷)واحدؒ(۱۸) تمیمی شبلی(۱۹) مرا شافی

جنیدؒ(۲۰)سقطیؒ(۲۱)معروفؒ(۲۲)داوٗدؒ(۲۳)حبیب عجمیؒ(۲۴)

حسنؒ(۲۵) ہم حیدرؒ(۲۶) و احمد محمد ﷺ شافی و وافی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

(۱)سلطان ولی محمد قادری　(۲)سلطان نور محمد قادری　(۳)سلطان محمد حسین قادری

(۴)سلطان ولی محمد قادری(۵)پیر عبدالرحمٰن گیلانی قادری دھلوی　(۶)سیّد عبدالجلیل

(۷)سیّد عبدالقادر　(۸)سیّد عبدالستار　(۹)سیّد عبدالفتاح

(۱۰)سیّد نجم الدین برہانپوری(۱۱)شیخ محمد صادق یحییٰ　(۱۲)شیخ عبدالجبار

(۱۳)شیخ عبدالرزاق　(۱۴)شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی　(۱۵)شیخ ابوسعید المخزومی

(۱۶)شیخ ابوالحسن الھنکاری(۱۷)شیخ ابی الفرح الطرطوسی　(۱۸)شیخ عبدالواحد التمیمی

(۱۹)شیخ ابی بکر شبلی　(۲۰)شیخ ابی قاسم جنید البغدادی　(۲۱)شیخ سری سقطی　(۲۲)شیخ معروف کرخی

(۲۳)شیخ داوٗد طائی　(۲۴)شیخ حبیب عجمی　(۲۵)شیخ حسن بصری　(۲۶)امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہٗ

Marfat.com

کُل شیئے نوں بجندا ظہور سمجھ قلب قلزم اپنا کوہ طور سمجھ
وچ ھُو باھو دے نہ فرق کریں اوتھدا ہر طالب منصور سمجھ

*

باب سوم

تعلیقات

Marfat.com

تعلیقات

*۱) شیخ سلطان فتح محمد ابن شیخ یار محمد (ابن محمد حسین ابن حافظ سلطان محمود ابن سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ) کی ابتدائی زندگی تنگدستی وعسرت میں گزری۔ پھر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے اشارہ روحانی پر چاہ قاضیاں نزد کروڑ جو جلو والی مشہور تھا اور یہ علاقے وھوا کے ساتھ بھی لگتا تھا وہاں پہنچے۔ وہاں پر ایک اعوان خاندان میں شادی کر لی۔ اسکے بعد ڈیری اسماعیل خان سے پچیس کلومیٹر جنوب مغرب کو ایک گاؤں گرہ جمعہ میں جا پہنچے اور وہاں پر ہی قیام فرمالیا۔ یہ گرہ جمعہ ایک جمعہ نامی کھوکھر کے نام سے معروف تھا۔ جمعہ کھوکھر نے سلطان فتح محمدؒ سے بیعت کر لی اور وہاں پر اراضی اپنے مرشد کے نام ھبہ کر دی جہاں وہ اپنی زندگی بسر کرنے لگے۔ ان کی نسبت سے پھر یہی گرہ جمعہ، جمعہ شریف سے مشہور ہو گیا۔ یہاں پر ہی سلطان فتح محمد مدفون ہوئے اور ان کے مزار پر ایک گنبد تعمیر ہوا۔ ان کے مزار کے ساتھ ان کا بھائی سلطان محمد حسین مدفون ہے جن کے بارے میں یہ روایت ہے کہ وہ مجرد رہے۔ سلطان فتح محمد کی بھی نرینہ اولاد نہ تھی ایک فرزند نرینہ غلام باھو اوائل عمر میں ہی فوت ہوا۔ آپ کی البتہ آٹھ بیٹیاں ہوئیں۔ جن میں تین غیر منکوحہ فوت ہوئیں اور باقی پانچ کے نکاح حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے خانوادہ میں ان صاحبزادگان کے ساتھ ہوا۔

۱۔ سلطان غلام رسول ابن سلطان غلام میراں
۲۔ سلطان نور محمد ابن سلطان غلام رسول
۳۔ سلطان نور احمد ابن سلطان صالح محمد
۴۔ سلطان باھو بخش ابن سلطان برخوردار
۵۔ سلطان غلام باھو ابن سلطان قادر بخش ابن خدایار

سلطان فتح محمد ایک صاحب کرامت بزرگ بھی تھے ان کا روضہ بڑی زیارت گاہ ہے ان کی درگاہ پر پہلے سجادہ نشین سلطان غلام باھو ابن سلطان محمد نوازؒ تھے جو عملاً ایک فقیر طبع، سادہ بود و باش والے عبادت گزار اور پرہیزگار پیر طریقت تھے جو ہر خاص و عام میں فقیر غلام باھو مشہور ہوئے جن کا ۲۰۰۱ء کو انتقال ہوا۔

*۲ چاہ سمندری: یہ آبادی موضع حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے مزار مبارک کے مقام چاہ پیپل والا میں تدفین بار دوم کے شمال میں صرف ایک فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکی تفصیل بندوبست اراضی ۱۸۸۰ء کے تحت یوں ہے۔

موضع حضرت سلطان باہوؒ میں حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ کی اولاد میں سلطان حامد، سلطان باہو بخش، سلطان غلام قادر اور سلطان غلام میراں نمایاں شخصیات تھے اور ہر مسلئہ کے حتمی حل ہونے کے لئے ان چاروں کا متفق ہونا ضروری تھا جیسا کہ اس سیٹلمنٹ میں مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۷۸ء میں (سیٹلمنٹ افسر صاحب) مہتمم بندوبست مسٹر ای، بی، سٹیڈ مین صاحب جھنگ نے ان سب کی موجودگی اور رضامندی کو لازم سمجھا۔

۲۔ اس سیٹلمنٹ میں سلطان حامد نے بحیثیت نمبردار خانقاہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے بارے میں مکمل اپنے حقوق کا اندراج کرالیا اور کچھ عرصہ تک تو وہ سابقہ روایات کے مطابق خانقاہ شریف کی آمد چار حصوں میں تقسیم کرتے رہے اور حضرت سلطان غلام میراں، سلطان باھو بخش اور سلطان غلام قادر والوں کو دیتے رہے لیکن بعد ازاں انہوں نے یہ سلسلہ بند کر دیا۔

۳۔ زمانہ پسران محمد حسین و شریف محمد خانقاہ (حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ) کے ساتھ والی بستی دریا برد ہوئی۔ خانقاہ شریف کو بھی منتقل کر کے چاہ پیپل والا کے قریب لایا گیا جسے پرانا دربار کہا جاتا ہے اور وہیں صاحبزادگان نے بھی اپنی رہائشی بستی قائم کر لی۔ تیسری دفعہ صاحبزادگان کی بستی سلطان غلام باہو سجادہ نشین کے زمانہ میں بنی۔

۴۔ سلطان نور محمد پسر حضرت سلطان باہو (قدس سرہٗ) کی اولاد اور ملکیت تحصیل لیہ میں (جو ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع میں تھا) میں ہے۔ اس موضع (حضرت سلطان باہو) میں ان کی کوئی ملکیت نہیں

۵۔ ۱۶ شعبان ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۶ء) کو سلطان غلام میراں نے صالح محمد و سلطان حامد پسران غلام باہو کو تہائی حصہ چاہ سمندری بعوض-/۸۳ روپے بیع کر دیا۔ درحقیقت سلطان غلام میراں نے میگھانہ میں شادی کی اور مندرجہ دونوں حضرات نے مبارکبادی جا کر کہی جس پر انہوں نے اپنے

چاہ کا ۱/۳ حصہ انہیں بخش کر دیا لیکن سلطان صالح محمد اور سلطان حامد نے اسے بیع لکھوایا اور تحصیل میں حسب ضابطہ داخل خارج کیا۔ (مثل حقیقت بندوبست موضع حضرت سلطان باھو ۱۸۸۰ء)

* ۳ مدعیان روح ششم: حضرت سلطان العارفینؒ کے مزید دو ارواح سلطان الفقر ششم و ہفتم کی تا قیامت اس دنیائے فانی میں ورود کے امکان پر اس ایک صدی کے اندر درج ذیل افراد و بزرگان کے دعویٰ سامنے آئے ہیں۔ جن کا ترتیب وار ذکر درج ذیل ہے!

۱۔ سلطان نور محمد (ف ۱۹۲۴ء) پسر سلطان غلام رسولؒ (چاہ سمندری دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ) انہوں نے بھی خود اپنے اس مقام کا ذکر نہیں فرمایا۔ البتہ حضرت صاحبؒ جوان کے بڑے فرزند ہیں اور سلوک کے مراحل طے کرتے رہے ہیں اپنے تجربات میں روانی اشارات کے ملنے پر مدعی ہوئے اور اوپر اس بارے میں وضاحت آ چکی ہے۔

۲۔ فقیر حضرت جیؒ (ف ۱۹۳۳ء) پسر شاہ محمد دین برہانی (ضلع اٹک)۔ انہوں نے خود روح ششم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ان کے مریدوں نے مشہور کیا ہے۔ حضرت صاحبؒ کے استاد بھی تھے مگر انہوں نے کسی شائبہ کا ان کے بارے میں اظہار نہیں فرمایا۔

۳۔ مولانا ارشد پناھوی (پنا کے شریف نزد چنیوٹ) نے دعویٰ کیا کہ ان کے مرشد فقیر نور محمد کلاچوی (ف ۱۹۶۰ء) روح ششم ہیں اور وہ خود روح ہفتم ہیں (رہنمائے تصوف ج ۲)۔ جبکہ فقیر نور محمد کلاچویؒ کے فرزند فقیر عبدالحمید نے اپنے والد کے سلطان الفقر ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے (الہامات ۱۹۸۲ء)۔

۴۔ شیخ مبارک علی جن کے والد لاہور میں مال روڈ پر واقع ایک اسلحہ خانہ کے مالک رہے ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ سلطان الفقر ششم ہے۔ انگریزی میں ایک کتاب Muhammadan Revelations مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ان سے متعلق ہے جو انہوں نے اس بارے میں لکھی ہے بعد میں معلوم ہوا ان کی زیادہ بود و باش برطانیہ میں ہونے لگی۔ افغانستان میں جنگ و جدال کے امکانات پر ۱۹۸۰ء سے ان کے قائم کردہ حلقہ میں ارواح اولیاء سے باتیں ہونے لگیں جہاد، جہاد

Marfat.com

کے نعرے لگائے۔ مگر روس کے انخلاء کے بعد یہ پورا گروپ خاموش ہو گیا (پمفلٹ فتح مبین ۱۹۸۰ء)

۵۔ گوھر شاہی (ف ۲۰۰۴ء) بانی انجمن سرفروشان اسلام کوٹری (سندھ) نے سب سے پہلے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کیا اور خود پیر طریقت بن گئے۔ وہ حضرت قدس سرہٗ کی تعلیمات کی تفہیمات پیش کرنے لگے اس کے بعد خود ہی سلطان الفقر ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ پھر اس پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ چاند کے اندر اور حجر اسود میں اپنی تصویر کے انعکاس کا اظہار کرنے لگا۔ ان غیر شرعی اور غیر روحانی حرکات کی بنا پر جیل میں گئے اور فوت ہو گئے۔

۶۔ سلطان اصغر علیؒ (۱۹۴۷ء۔۲۰۰۳ء) جو حضرت سلطان محمد عزیزؒ کے فرزند تھے ان کے فرزندان نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کے والد سلطان الفقر ششم تھے اور اس سلسلہ میں ان کا رسالہ مراۃ العارفین انہیں مسلسل اسی درجہ پر فائق ظاہر کر رہا ہے۔

۷۔ حکیم محمد قاسم جو بھکر میں گڈولہ روڈ پر مطب قائم کیئے ہوئے ہیں اپنے کو سلطان الفقر ہفتم و قلندر اعظم ظاہر کیا ہے اور اپنے مرشد خواجہ عبدالرؤف سرگودھا والے کو سلطان الفقر ششم اور غوث ثانی قرار دینے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ دونوں مدعیان بقید حیات ہیں۔

۸۔ سلطان غلام باھو (۱۹۱۰ء۔۲۰۰۱ء) جو حضرت سلطان محمد نوازؒ کے بڑے فرزند تھے ان کے بعض فرزندان نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ سلطان الفقر تھے۔ البتہ یہ نہیں بتایا کہ وہ سلطان الفقر ششم تھے یا ہفتم (اشتہارات سالانہ جلسہ ہا سے موخوذ)۔

* ۴۔ بستی قاضی: یہ قصبہ ضلع لیہ میں خانقاہ سید راجن شاہؒ کے قریب واقع ہے جہاں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے بڑے فرزند سلطان نور محمدؒ کی اولاد مستقلاً آباد ہے۔ ان کے بارے میں تعلیقات ۲ میں جو بیان ہو چکا ہے ملاحظہ ہو۔

* ۵۔ سرہ بہمہ سریف: ڈیرہ اسماعیل خان سے درابن خورد کے قریب مغرب کو آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر یہ آبادی واقعہ ہے یہاں پر سلطان نور محمد نے ایک عرصہ قیام فرمایا اور پھر ان کے فرزند

Marfat.com

سلطان محمد نواز نے اپنے بڑے فرزند سلطان غلام باھو کو اس بے آب و گیاہ علاقہ میں ٹھہرالیا۔ جہاں گردونواح میں دس سے پندرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر سے پانی آب نوشی کے لئے منگوایا جاتا تھا۔ سلطان غلام باھوؒ جب ادھیڑ عمر کو پہنچے تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا جو شیریں اور کثرت آب سے کامیاب ثابت ہوا۔ بجلی کا کنکشن پہنچا تو مسئلہ مزید آسان ہوا اور پھر حکومت پاکستان نے چین کے تعاون سے چشمہ بیراج سے ایک نہر نکالی جو گرہ جمعہ شریف کے شرق سے گزری اور ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہو گیا۔ مزید حالات سلطان فتح محمد کے تعلیقات اسے ملاحظہ کریں۔

*۶۔ حافظ حاجی حکیم عبدالغفور خان (ف ۱۹۳۶ء) ملتان کے ایک باعزت مغل خانوادہ کے خداترس بزرگ تھے۔ سلطان نور محمد ابن سلطان غلام رسولؒ سے عقیدت مندی رہی اور پھر حضرت صاحبؒ سے باقاعدہ تعلق و صحبت رہی۔ ان کی ایک دختر مائی صاحبہ خدیجہ بی بی حضرت صاحبؒ کے نکاح میں آئیں۔ ان کی دوسری دختر سرور بی بی سید فیض الٰہی شاہ ہمدانی (کدنہ۔ ہمدانی والا) نزد محمود کوٹ مظفر گڑھ کے عقد میں آئیں۔ تیسری دختر مائی مریم کا بیاہ رحمت اللہ خان گنڈہ پور بستی سیالاں ملتان شہر میں ہوا اور چوتھی دختر مائی صاحبہ سکینہ بی بی سلطان محمود ابن حضرت قطب دین چاہ غلام قادر والا موضع حضرت سلطان باھوؒ کے نکاح میں آئیں۔ حاجی صاحب موصوف کا مزار شاہ سن پروانہ ملتان کے گورستان میں ہے۔ ان کے فرزندان غلام مصطفیٰ خان اور حافظ محمد حیات کی نرینہ اولاد نہ ہوئی۔ آپ علمِ طب میں حکیم تھے اور طبابت کرتے تھے۔ *۱۲

*۷۔ سلطان محی الدین افسانوی شخصیت یا رجال الغیب: یہ صاحبزادہ بمصداق گم قبر، گم حُبہ و گمنام ونشان ہے۔ خود فیملی کے افراد سے ان کے بارے میں کوئی تذکرہ سامنے نہیں آیا۔ ہمارے سامنے ان کے بارے میں صرف ایک شاہد مگر پختہ کار شخصیت خلیفہ محمد یوسف بدوزئی ہیں۔ پھر خلیفہ موصوف سے حالات سن کر قلمبند کرنے والے سلطان غلام دستگیر القادری ہیں جو ایک سنجیدہ اور باوقار پیر طریقت تھے۔ اسی بنا پر ذیل میں بطورِ یادگاری حاشیہ خلیفہ کی زبانی اور کاتب مواخر الذکر کے قلم کے مطابق آئندہ تحقیق و غور و خوض کے لئے پیش کرتا ہوں:

Marfat.com

ایک روز خلیفہ شہوانی پیر بوقت ظہر دوڑتا ہوا آیا اور مجھے (خلیفہ محمد یوسف بدوزئی) اطلاع دی کہ سلطان محی الدین صاحب تشریف لائے ہیں۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور مائی لالین کے قبرستان کے قریب اُن کی قدم بوسی حاصل کی۔ پھر حضرت بندہ کے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ آپ کی چشم سرخ اور ایسی جوشیلی تھی کہ کسی کو تابِ نظر نہ تھی۔ چہرہ مبارک گندم گون اور بارونق تھا۔ ریش مبارک سیاہ وشرعی، قد میانہ جسم بلکل لاغر اور ضعیف تھا۔ لباس سفید، سر مبارک پر دستار اور رُخ مبارک پر ہمیشہ پردہ رکھتے تھے۔ خواب وخور بلکل قلیل تھا۔ کبھی ایک آدھ نوالہ تناول فرمالیتے۔ گفتگو بہت کم کرتے اور ہمیشہ مراقبہ میں رہتے تھے۔ زبان فارسی استعمال کرتے تھے۔ ایک سیاہ کمبل اور ایک عصاء مبارک کے سوا اور کچھ آپ کے پاس نہ تھا۔ لوگوں کا اتنا ہجوم ہوا کہ بیسیوں لوگ ہر قبیلہ کے فرقہ فرقہ میں آتے اور شرفِ زیارت حاصل کرتے۔ بہت لوگ طریقہ مبارک میں داخل ہوئے۔ مگر آپ نے اپنے دست مبارک سے کسی کو بیعت نہ فرمایا بلکہ حکم دیا کہ خلیفہ شہوانی پیر جو کہ ہمارے بڑے بھائی صاحب (سلطان محمد نوازؒ) کا خلیفہ ہے کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ آپ پہلے پہل مستونگ، کھڈکوچہ میں خلیفہ محمد بخش المعروف پیر شہوانی کے پاس تنہا تشریف لائے۔ چونکہ یہاں کے لوگ بلکل جاہل تھے اس لئے کسی نے آپ کا خیال نہ کیا بلکہ خلیفہ پیر شہوانی کا مذاق اُڑایا۔ لیکن بعد ازاں حضرت کی توجہ اور نظر رحمت سے ان لوگوں میں خاص طور پر قوم غُل میں ایسی تاثیر ہوئی کہ تمام کے تمام حاضر خدمت ہوئے اور بیعت ہونے کی التجا کی۔ آپ نے خلیفہ شہوانی پیر (جو خود ہی غُل قبیلہ سے تھے) کے ہاتھ پر بیعت کروایا۔ جو کوئی آپ کے سامنے آتا اس کے دل میں دریائے توحید ایسا موجزن ہو جاتا کہ یکا یک کلمہ توحید ان کی زبان پر جاری ہو جاتا اور ذکر کرتے کرتے بے ہوش ہو جاتے تھے۔ دو چار روز کھڈکوچہ میں قیام فرما کر آپ براستہ تلخ کاوی اسپلنجی تشریف لائے۔ تلخ کاوی سے عبدالرحیم لانگو آپ کی خدمت میں ساتھ ہو گیا اور آپ اس کے اونٹ پر سوار ہو گئے۔ آپ نے خلیفہ شہوانی پیر کو فرمایا کہ میں سلطان نور محمدؒ صاحب کا فرزند اور سلطان محمد نوازؒ کا چھوٹا بھائی ہوں۔ چھوٹی ہی عمر میں دربار شریف سے راولپنڈی علاقہ میں حصول

Marfat.com

تعلیم کے لئے چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے جلد ہی بغداد شریف روضہ مبارک محبوب سبحانی قدس سرہ' پر گیا اور تیرہ سال وہاں رہا۔ اور غوث پاکؒ کی کلید مبارک میرے ہاتھ میں رہی۔ پھر وہاں سے مدینہ مبارک جا کر اٹھارہ سال حضور پُر نور نبوی ﷺ کے روضہ مبارک پر گزارے۔ اب بحکم سلطان العارفین وارد عجم ہوں مگر ابھی تک دربار شریف پر بصورت ظاہر نہیں گیا ہوں۔ اور نہ ہی اتنی مدت میں میرے بھائیوں یا کسی اور شخص کو میرے زندہ ہونے کا پتہ ہے۔ اب مجھے کوئی بھی نہیں پہچانتا۔ عالم باطن میں مجھے بلوچستان آنے کا حکم ہوا ہے اور خاص فرمان یہ ہے کہ تمام لوگوں کو تمہارے (یعنی خلیفہ محمد بخش المعروف شہوانی پیر جو حضرت سلطان محمد نوازؒ کے خلیفہ ہیں) ہاتھ پر دست بیعت کرا کر داخل طریقہ قادریہ کروں اور اسپلنجی میں محمد یوسف نامی ایک شخص میرے والد صاحب کا مرید خاص ہے اسے دستارِ خلافت عطا کروں۔ آپ نے دو دن اسپلنجی میں خلیفہ محمد یوسف (بدوزئی) کے پاس ہی قیام فرمایا۔ میر احمد خان، میر فتح خان، رسالدار عمر خان وغیرہ بنگلزئی حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض دعوت کی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم یہاں رہ کر اس مسکین بدوزئی کی دعوت ہمارے ساتھ کھاؤ تو ہم بھی آویں گے ورنہ نہیں یہ بات سردار خیلوں نے بھی اپنی مغروری میں قبول نہ کی اور آپ کی دعوت کی سعادت سے محروم رہے۔ ان دنوں وڈیرہ صاحب نور محمد خان بنگلزئی شکار کے لئے وہاں گئے ہوئے تھے دو روز کے بعد آپ بھی عازم جوہان ہوئے۔ تقریباً دس پندرہ درویش مست الست ہمراہ خدمت تھے تمام راستہ بغیر ذکر جہر اسم اللہ کوئی اور شغل نہ تھا۔ زیارت بی بی کپوت کے مقام پر ایک قافلہ آ رہا تھا اس میں ایک گائے کا شیر خوار بچھڑا جس کی ماں بھی ہمراہ تھی ایسا بیخود ہوا کہ اس کے اندر سے ذکر ھُو ھُو کی صدا بلند ہونے لگی۔ اہل قافلہ نے ہزار کوشش کی مگر وہ بچھڑا تو تین میل تک آپ کے ہمراہ دوڑتا گیا۔ آپ نے اپنی سوری کو ٹھہرا کر بچھڑے کو ٹھہرنے کا اشارہ فرمایا تو وہ رک کر واپس ہو گیا۔ مقام عاشقان پر پہنچ کر آپ نماز ظہر کے لئے اترے راستہ کے مشرق کی طرف حکم فرمایا کہ زمین صاف کر کے پتھر کی چھوٹی چھوٹی چار دیواری بنا کر مسجد بناؤ۔ فوراً تعمیل حکم کی گئی۔ بارش کے پانی سے وضو کر کے آپ نے نماز با جماعت

ادا کی اور پھر سیدھے جوہان میں محمد حسین جوہانی کے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے۔ محمد حسین کا والد مسمی گامن خان قدیمی مرید سلطانی تھا۔ یہاں آپ نے صرف ایک رات قیام فرمایا اور پھر سیدھا زمک تشریف لے گئے۔ وڈیرہ صاحب نور محمد خان بنگلزئی آپ کی خدمت میں (جوہان میں) حاضر ہوا اور کافی دیر تک زیارت وصحبت سے مشرف ہوا ارات کو رخصت ہوا۔ جوہان میں بہت لوگ خلیفہ محمد بخش کے ہاتھ سے داخل طریقہ عالیہ ہوئے جن میں در محمد، محمد حسین، محمد عمر، لطیف، جانو خان، رضا محمد وغیرہ ہمراہ خدمت میں روانہ ہوئے۔ زمک میں آپ پہلے سردار بہرام خان کے پاس کوٹ میں تشریف لے گئے پھر۔۔۔ میں جا کر خان براہم زئی نے دعوت کی پھر خلیفہ فقیر محمد لہڑی وغیرہ اور دیگر بہت لوگ ہمراہ خدمت روانہ ہوئے۔ ایک رات پھر جوہان میں محمد حسین کے پاس قیام فرمایا اور سیدھا اسپلنجی خلیفہ محمد یوسف (بدوزئی) کے پاس تشریف لائے اس بار تین روز اسپلنجی میں رہے اور پھر براستہ آبگل کھڈ کوچہ مستونگ آگئے۔ دشت میں کُردوں کے پاس تین رات قیام فرمایا۔ یہاں بھی بہت لوگ خاندان عالیہ میں بیعت ہوئے یہاں سے سیدھا کولپور آئے۔ یہاں پر انیس فقیر اپنے ہمراہ کئے اور باقی تمام لوگوں کو رخصت کیا جو کہ اسپلنجی اور زمک دشت کے رہنے والے تھے۔ اس سفر سارا وان میں آپ کو بہت نظر و نیاز ملتا تھا جو کہ خلیفہ شہوانی کے پاس ہوتا تھا مگر جہاں کہیں آپ کسی مسکین کو دیکھتے تو اسے کپڑے خرید کر دیتے یا نقد مبلغات تقسیم کر دیتے تھے۔ جب آپ کولپور پہنچے تو آپ کے پاس ایک پائی تک نہ تھی۔ جب ریل آئی تو ان انیس ملنگان کے ہمراہ بے ٹکٹ سوار ہوئے اور روہڑی جا اترے۔ یہاں پر ایک غالیچہ جو خلیفہ محمد یوسف کے ساتھ تھا فروخت کر کے طعام میوہ وغیرہ خرید کر گزر اوقات فرمایا اور پھر دوسرے دن ریل پر سوار ہوئے۔ جب اسٹیشن پر پہنچے تو آپ نے تمام درویشوں کو حالت بے خبری اور غفلت میں سویا ہوا پایا جبکہ کسی کے پاؤں اور کسی کی پیٹھ آپ کی طرف تھی اس فعل پر آپ نے غصہ ہو کر انہیں جگایا اور بد دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اتنی غفلت اور بے ادبی کی سزا میں خداوند تعالیٰ تمہیں جہل دے اور خوار و خراب کرے۔ اتنا فرمانا ہی تھا کہ تمام فقراء کا سینہ ذکر و فکر سے منور تھا اور

Marfat.com

قلب جاری تھا یکدم بند ہوگیا اور تمام فیض جاتا رہا۔ جب اسٹیشن خانپور پہنچے تو ٹی ٹی نے ٹکٹ طلب کرنے پر کسی کے پاس ٹکٹ نا پائی تو سلطان محی الدین صاحب کی چادر کو زور سے کھینچا جس پر برہم ہو کر ایک فقیر نے اسے ریل سے نیچے دے ٹپکا اتنے میں ایک پولیس کا سپاہی آیا اس نے کچھ روب دکھایا تو اسے محمد عمر جوہانی نے چند گھونسے رسید کیے۔ پولیس اور لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور خوب مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ ادھر اُدھر تاریں دی گئیں اور گارد منگوائی گئی اتنے میں گاڑی چل پڑی اور یہ بیس پیرو خلفاء پلیٹ فارم پر رہ گئے۔ افسر پولیس نے آ کر خلیفہ محمد بخش اور خلیفہ محمد یوسف کو جو کہ امیر الجیش تھے کو بلا کر تمام ماجرہ دریافت کیا تو انہوں نے صاف بتا دیا کہ یہ ہمارا مرشد ہے سلطان العارفین کی اولاد سے ہیں ہمارے ملک میں تشریف لائے ہم آپ کے ہمراہ ہوئے ہمارا خیال تھا کہ ہمیں اسٹیشن کو لپور رخصت دیویں گے اس لئے ہم نے کوئی سفر خرچ نہیں اٹھایا مگر آپ نے ہمیں ریل پر سوار ہونے کا حکم فرمایا لہٰذا ہم سوار ہو گئے ورنہ نہ ہم فراری ہیں نہ کسی قسم کے ڈاکو یا جاسوس ہیں۔ بعد ازاں پولیس نے انہیں دو دو کر کے جدا جدا بلایا اور ہتھکڑیاں لگا کر مقید کر لیا۔ اور ایک چھوٹی سی مسجد میں جو کہ اسٹیشن کے قریب واقع تھی بٹھایا۔ صرف سلطان محی الدین کو اور ان کے ایک خدمت گار خیر محمد گرانی کو پولیس نے کچھ نہ کہا اور محمد عمر جوہانی کو کوئی ہتھکڑی نہ لگی تقریباً آٹھ جوڑے ہتھکڑی لگائے گئے مگر وہ بند نہ ہو سکے اس لئے اسے بھی آزاد رکھا۔ لوگوں کا اتنا ہجوم ہو گیا جس کی کوئی حد نہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد سلطان محی الدین صاحب نے رُخ مبارک سے برقعہ ایک طرف کرتے ہوئے حق باھو کا نعرہ لگایا جس کی آواز سے تمام شہر گونج اٹھا اور لوگ سہم گئے۔ نعرہ کے سنتے ہی پھر تمام ملنگان جو کہ محبوس ہو چکے تھے کے دل زندہ ہو گئے اور ایک دم حالت وجد و ذکر ان پر طاری ہو گیا۔ ادھر الا اللہ اور حق باھو کے نعرے ادھر ہتھکڑیاں ہاتھوں میں زنجیروں کا چھنکار تھا نہ سر کی خبر اور نہ دستار کا پتہ تھا۔ یہ حال دیکھ کر افسران پولیس کو تحقیق ہو گئی کہ یہ واقعی اولیاء اللہ کا کام ہے۔ اور یہ لوگ کوئی ڈاکو اور مفرور نہیں ہیں۔ لہٰذا اسی دم ان کی ہتھکڑیاں آزاد کی گئیں۔ یہاں سے خیر محمد گرانی اور زرداد محمد شہی ساکنان مستونگ واپس ہو گئے اور خراسان پہنچ کر

Marfat.com

لوگوں میں پریشان کن خبریں پھیلائیں اور مشہور کر دیا کہ صاحبزادہ بمعہ ہمراہان قید ہو گیا ہے اور اس کی خلاصی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ لہٰذا فقیروں کے پسماندگان سے اس بہانہ پر مبلغات جمع کئے تاکہ ان کے لئے چارہ جوئی کریں گے مگر تمام پیسہ وغیرہ خود ہضم کر گیا تھوڑے عرصہ بعد ہی وہ اندھا ہو گیا۔ ادھر سلطان محی الدین وغیرہم نے رات وہیں بسر کی اور اگلے اسٹیشن فیروز آباد تک تمام فقراء پیدل گئے پھر وہاں سے ریل پر سوار ہو کر بہاول پور جا اترے اور تین روز قیام فرمایا۔ یہاں پر بھی اسی طرح لوگوں کا انبوہ ہوا، اور خاص طور پر نانبائیوں نے خدمت مہمان نوازی سر انجام دی۔ یہاں بہت لوگوں نے خلیفہ شہوانی کے ہاتھ پر بحکم سلطانی بیعت کی اور داخل طریقہ عالیہ ہوئے۔ تیسرے روز پھر بذریعہ ریل ملتان پہنچے اور پاک دروازہ میں دربار پیر صاحب مبارک موسیٰ پاک شہیدؒ پر رات گزاری صبح کو ایک افغان دعوت کر کے آپ کو چہل یک بیرون لوہاری دروازہ لے گیا اور ایک مسجد میں ڈیرہ لگایا۔ وہاں اس نے بہت خدمت کی۔ دیگر لوگ بھی اتنے جمع ہوئے کہ ایک دوسرے کو دعوت کی باری نہ دیتے تھے رات کو دعوت ایک کرتا تو دن کی دوسرا۔ بہت لوگ خاندان عالیہ میں شہوانی پیر کے ہاتھ سے داخل ہوئے۔ یہاں پر آپ کا یہ دستور تھا کہ جو نذر نیاز وغیرہ ملتا تو مساکین کو دے دیتے یا انہیں کپڑے خرید کر دے دیتے اور دیگر کھانڈ (چینی) مصری وغیرہ خرید کر مٹکوں کے مٹکے شربت بنا کر شارع پر رکھ دیتے اور تمام لوگ شربت ہی پیتے تھے۔ دن میں بیسیوں سیر کھانڈ خرچ ہوتی تھی۔ ایک ہفتہ یہیں قیام فرمایا۔ اتنا عرصہ راستہ میں گزارنے سے تمام فقیر تنگ ہو گئے تھے ان کا شوق تھا کہ جتنے جلد ہو سکے دربار مقدس پہنچیں مگر سلطان محی الدین صاحب ٹال کر فرما دیتے تھے کہ جب حکم سلطانی ہوا تو جاویں گے۔ چنانچہ ساتویں روز آپ نے خلیفہ محمد یوسف کو مخاطب ہو کر فرمایا اے خلیفہ صاحب اگرچہ میرے والد صاحب قبلہ وکعبہ ہیں اور بھائی صاحب سلطان محمد نواز صاحب بزرگوار ہیں مگر میرا شان ان سب سے بڑا بلند ہے۔ اور وہ میرے کسی کام میں مخل نہیں ہوتے بلکہ سلامی ہی دیتے ہیں۔ سجادہ نشین صاحب تک میرے تابع فرمان ہیں۔ چونکہ خلیفہ محمد بخش شہوانی پیر اپنے مرشد حضرت محمد نواز

Marfat.com

صاحب کا بہت محب تھا اور ان سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا تھا اور شوخ مزاج بھی تھا اس لئے اس نے یہ شطحات سن کر گوارا نہ کیا بلکہ صاف کہہ دیا کہ ہم اپنے مرشد سے زیادہ کسی کو نہیں جانتے۔ تمہاری عزت اور اطاعت بھی انہی کے طفیل کر رہے ہیں ورنہ ہمیں تمہاری احتیاج نہیں۔ آپ نے شہوانی پیر کو کہا کہ اچھا تمہیں اجازت ہے جدھر جاؤ جا سکتے ہو۔ تب شہوانی پیر نے تمام احباب کو مخاطب ہو کر کہا کہ جو کوئی میرے ساتھ دربار مقدس پر جانا چاہتے ہو کھڑے ہو جاؤ اور جو کوئی اسی حالت میں رہنا چاہتے ہو رہ جاؤ۔ چنانچہ صرف سات نفر خلیفہ محمد یوسف بدوزئی محمد حسین محمد جوہانی صالح محمد بدوزئی جانو خان لطیف جوہانی اور محمد رضا جوہانی آپ کے پاس رہ گئے اور باقی تمام شہوانی پیر کے ساتھ پیدل بطرف دربار شریف روانہ ہو گئے۔ شہوانی پیر کے ہمراہ شیرا بدوزئی پڑدل لہڑی محمد عمر جوہانی وغیرہ گئے۔ جس وقت یہ پارٹی جدا ہو گئی اس وقت سے لوگوں کی آمد و رفت بلکل بند ہو گئی کوئی بھی ان کی پرواہ نہیں رکھتا تھا نہ کوئی ملتا نہ کوئی ہاتھ دیتا نہ کوئی دعوت کرتا۔ چنانچہ دو روز فاقہ میں گزرے دوسرے روز خلیفہ محمد یوسف والی پارٹی بھی بے دم ہو گئی اور انہوں نے عرض کی کہ اگر آپ دربار شریف تشریف لا دیں تو بہتر ورنہ ہمیں اجازت، ہم آپ کے ساتھ ملک سے اس لئے نہیں نکلے تھے کہ ملتان میں فاقہ گزاریں اور اس گرمی میں جلیں۔ اگر آپ نے آنا ہے تو بہتر ورنہ ہمیں اجازت۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میرا اور دربار شریف کا کوئی فرق نہیں۔ تمہیں وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میری زیارت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی زیارت ہے مگر یوسف وغیرہ نہ مانے پھر آپ نے باخوشی انہیں رخصت کیا۔ اور فرمایا کہ جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ باامان پہنچ جاؤ گے اور ہم تم سے پہلے دربار شریف ہونگے۔ خلیفہ محمد یوسف والی پارٹی بھی براستہ خشکی دوران راستہ میں بسر کرتے دربار شریف پر پہنچے۔ خلیفہ شہوانی پیر وغیرہ پہلے پہنچ چکے تھے۔

*۸ شیخ سلطان سردار بخش شہیدؒ، آپ سلطان شاہنواز (ابن سلطان خیر محمد ابن سلطان نور محمد ابن شیخ محمد حسین ابن شیخ ولی محمد ابن حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ) کے فرزند تھے جن کی ولادت پرانی بستی نزد مزار حضرت سلطان باھو پر ہوئی۔ جب بڑے ہوئے تو وٹوؤں کے علاقہ خوشاب اور بھکر

Marfat.com

کے علاقہ تھل میں سفروسیاحت کے دورے شروع کئے اور وہاں طریقت کو فروغ دیا۔ آپ نے بھکر میں مستقل بودوباش کرلی اور وہ مقام انہی کے نام سے موسوم ہے۔ وہاں پر انہوں نے ایک حویلی کی بنیاد رکھ لی۔ ان کی والدہ محترمہ بھی ساتھ رہتی تھیں ان دنوں بھکر کا علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان میں شمار ہوتا تھا۔

اراضی داجل: بھکر میں بجڑے والا کے باشندوں نے آپ کو تین سو کنال اراضی بخش کردی۔ وہ اراضی داجل کے نام سے موسوم ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد وہاں کے زمینداروں نے اراضی پر دوباہ قبضہ کرلیا اس خیال سے کہ آپ کی اپنی تو نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپ کے مستحق ورثاء صاحبزادگان سمندری (نزد کہنہ دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہ') سلطان غلام نبی ابن سلطان غلام میراں اس وقت کے سجادہ نشین سلطان نور احمد ابن سلطان صالح محمد وہاں پر آئے اور بڑے زمیندار سے اپنی اراضی پر قبضہ واپس لینے کی بات کی مگر داجل کا زمیندار منحرف ہوگیا۔ اس وقت ان دونوں صاحبزدگان نے فرمایا کہ اگر تم ہماری اراضی واپس نہیں کرتے ہو تو پھر جب ہل چلاؤ گے تو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ ہمارے بزرگ کس طرح ان اراضی پر قبضہ کے حقوق رکھتے ہیں۔ یہ بات کہ کر دونوں صاحبزادگان واپس دربار شریف آگئے۔ دوسرے دن زمیندار اپنا مزارعین کے ہمراہ ہل جوتنے لگا اور ظہر تک وہاں ہل چلائے۔ اسی اثناء میں زمیندار کے ایک بیٹے کے پیٹ میں درد ہوا اور وہ اسی درد کے باعث فوت ہوگیا۔ اس واقعہ پر سب زمینداروں نے صاحبزادگان سے آکر معذرت کی اور زمین واپس کردی۔ اسی اراضی کو بعد میں سلطان غلام نبیؒ کی اولاد نے فروخت کردیا۔

واقعہ شہادت: ایک بار آپ وزیرستان کے پہاڑوں میں گئے۔ وہاں کے پٹھانوں کے ایک قبیلہ کو جب پتہ چلا کہ حضرت سلطان باھو قدس سرہ' کی اولاد میں سے ایک صاحب کرامت آئے ہوئے ہیں تو انہیں شوق ہوا کہ آپ کی کرامات دیکھیں وہ امتحان کے طور پر ایک بوڑھی عورت کو وہاں لائے کہ اس کی اولاد نہیں ہے اس کے لئے اولاد کی دعا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو

پیر سن ہے کس طرح اولاد ہو۔ مگران کے اسرار پر آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اس کے پانچ فرزند ہونگے اور فلاں فلاں سالوں کو فلاں تاریخوں کو ہونگے۔ مگر انہیں صبر نہ آیا اور فوری کرامت دیکھنے کے لئے ایک اور معذور بڑھیا کو لائے جو چلنے سے معذور تھی کہ اسے دعا کریں تا کہ چل پڑے آپ نے اس بڑھیا سے فرمایا اٹھ جاؤ وہ اٹھ گئی پھر فرمایا اعصاء پکڑ کر چلو وہ چل پڑی پھر فرمایا اب اعصاء کو چھوڑ کر چلو تو وہ اعصاء پھینک کر چلنے لگی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بوڑھی عورت بخوبی چلنے لگی۔ اس واقعہ کے بعد جب وہاں سے واپس ہونے لگے اور دوسرے گاؤں کو جانے لگے تو پہلے گاؤں کے پٹھانوں نے آپ کو شہید کرنے کے لئے گولیاں چلائیں (قدیم زمانہ میں وہاں رواج تھا کہ کوئی صاحب کرامات بزرگ ہاتھ لگتا تو اسے شہید کر کے اس کا مزار بنا لیتے اور اس طرح ان کے خیال میں دونوں جہان میں مرادیں حاصل کرتے رہیں گے) تا کہ آپ کو شہید کر کے وہاں مزار بنالیں مگر وہ گولیاں تو ان کے اپنے بازؤں میں لگیں اور آپ کو کچھ تکلیف نہ ہوئی۔ اس وقت وہاں کے پٹھانوں نے تہیہ کرلیا کہ یہ بزرگ ان کے علاقہ سے نہ جانے پائیں بلکہ اپنے ہی علاقہ میں ان کا مزار بنالیا جائے۔ انہوں نے جاہلانہ سازشیں شروع کر دیں کہ کسی طرح شہید کرلیں۔ بالآخر کانی گورم کے ایک سیّد نے جو آپ کی شہرت سن کر حسد میں مبتلا ہو چکا تھا اس نے لوگوں کو شربت میں زہر ملا دینے کو کہہ دیا اور زہر بھرا شربت آپ کو پیش کر دیا۔ آپ نے وہ شربت پینے سب قبل فرمایا مجھے معلوم ہے اس گلاس میں زہر ہے لیکن امر ربی ہو چکا ہے کہ میں اس سے شہادت پالوں یہ فرما کر جام نوش فرمالیا اور گھوڑے پر سوار ہو گئے پھر فرمایا کہ تم لوگ بھی اپنی آرزو نہ پاسکو گے اور میرا مدفن یہاں نہ ہوگا۔ دوسری جانب شہر کلاچی کے ایک ترکھان کو آپ نے خواب میں اشارہ فرمادیا کہ ان کے جسد مبارک کے لئے وہ صندوق تیار کر لے۔ جب آپ کا جسد مبارک شیخ اوتار نزد ٹانک سے کلاچی لایا گیا تو وہاں صندوق تیار تھا۔ غسل اور جنازہ کے بعد جسد مبارک کو آپ کی وصیت کے مطابق بھکر لایا گیا۔ وہاں بھکر میں آپکی حویلی کے جنوب میں ایک ٹیلہ پر آپکو دفن کیا گیا۔ مزار مبارک کے مغرب میں آپکی والدہ صاحبہ کا بھی مزار موجود ہے۔ وہ

Marfat.com

بوڑھی عورت جس کو آپ نے وزیرستان میں دعا کی تھی مقررہ تاریخوں اور سالوں میں اسے پانچ فرزند ہوئے۔اس کے فرزندوں میں سے ایک آدم خان نامی جو گول کے علاقہ میں رہائش پذیر ہوا آپ کے مزار پر آیا اور قریباً سال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۰ء کو مزار مبارک کے ساتھ اس نے پختہ مسجد تعمیر کرا دی آپ کی شہادت کا سال ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۶۸ء شمار ہوتا ہے۔

مجاور و متولیان خانقاہ: سلطان سردار بخش شہیدؒ لاولد فوت ہوئے تھے۔آپ کے مزار مبارک پر بھکر (جو پہلے ڈیرہ اسماعیل خان، پھر میانوالی اور اب خود ضلع بھکر میں ہے) پر مختلف خلفاء اور فقراء بطور مجاور رہے جو چاہ سمندری (نزد دربار کہنہ حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ) کے صاحبزادگان کی رضامندی پر وہاں خدمت کرتے رہے۔سلطان سردار بخش شہید کی درگاہ کے ساتھ حویلی ان کی اپنی ذاتی تھی اور بیس کنال اراضی ان کو ایک ذیلدار نے ھبہ میں دی تھی جو اس حویلی کے ساتھ ملحق ہے اس کے جنوب میں اس ذیلدار کے نوکروں نے جو بلوچ قوم سے تھے اُس اراضی پر قابض ہوئے اور اپنے گھر بنا لئے۔مگر اکثر اراضی کا حصہ اب بھی خانقاہ کے ساتھ ملحق و موجود ہے۔سلطان محمد نوازؒ اور سلطان محمد حیاتؒ (جو سلطان نور محمدؒ کے فرزند تھے) صاحبزادگان سمندری نے سلطان سردار بخش شہیدؒ کی حویلی میں اپنے گھر الگ الگ تعمیر کئے۔اور ان بنیادوں پر ہی سلطان محمد مشتاقؒ ابن سلطان محمد حیاتؒ کے دونوں حرم (مائی حیات بی بی دختر حضرت فیض سلطانؒ اور مائی افضل بی بی دختر حضرت سلطان محمد نوازؒ) نئے مکانات کی تعمیر کے بعد آباد ہوئے۔قریباً ۱۹۲۵ء کو ایک شخص کامل پور سے بطور مجاور وہاں زندگی بسر کرنے لگا تھا۔اسکے چند سال بعد خانزمان شہر قمر مشانی ضلع میانوالی سے مجاور بنا جو ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء کو فوت ہوا۔اس کے بعد صاحبزادگان سمندری جو سلطان سردار بخش شہیدؒ کے اصل وارث تھے ایک معاہدہ کے تحت سب نے سلطان غلام دستگیر ولد سلطان محمد نوازؒ پر اپنے والد بزرگوار کی دستار رکھ کر سجادہ نشین متعین کر دیا۔ان کی رضامندی سے ہی سلطان محمد شریف ابن سلطان فتح محمد اور پھر سلطان محمد مشتاق ابن سلطان محمد حیات یکے بعد دیگرے نائب سجادہ نشین رہے۔سلطان محمد مشتاقؒ کی نرینہ اولاد نہ ہوئی اور ان کی

Marfat.com

دونوں بیوہ گان کو نائب سجادہ نشین کا درجہ واختیار حاصل رہا۔اس لئے کہ وہ دونوں بیوہ گان اولاد صاحبزادگان سمندری سے ہیں اور نائب سجادہ نشین کے حرم میں ہیں۔ طے پایا کہ یہ دونوں بیوہ گان اپنی زندگی میں بطور نائب سجادہ نشین رہینگی۔ چنانچہ مائی صاحبان کی خدمت کے لئے ان کے بھتیجے سلطان خیر محمد اور ضیاء سلطان مامور ہوئے۔ سلطان سردار بخش شہیدؒ کا مزار نہایت بابرکت ہے۔عصر حاضر میں یہ خانقاہ زیارتگاہ عام ہے ہزاروں لوگ مرد وزن وہاں دعا و فاتحہ کو آتے ہیں اور فیضیاب ہوتے ہیں۔میانوالی وصوبہ سرحد کے لوگ دربار حضرت سلطان باھوقدس سرہ' کو جانے سے پہلے وہاں آکر زیارت کرتے ہیں۔

* ۹۔سلطان فیض احمد بن حضرت سلطان غلام سرور (پیر پوٹھوار): ولادت چاہ سمندری موضع حضرت سلطان باھوقدس سرہ' ۱۹۳۰ء کو ہوئی۔انہیں حضرت صاحبؒ کی یادیں ذہن میں ہیں۔اپنی ابتدائی آٹھ سال کی عمر میں ہوئے تو حضرت صاحبؒ کا انتقال ہوا جو ان کے عموئے بزرگوار تھے۔ان کی ملاقات ۱۹۵۰ء میں مری کے مقام پر مشہور ومعروف مجذوب پیر لعل شاہؒ سے ہوئی جنہوں نے آپ سے ملتے ہی کہا کہ تم سے تو مجھے صاحبزادہ محمد نوازؒ کی خوشبو آ رہی ہے اور پھر حضرت صاحبؒ کا ان کی رفاقت میں چار ماہ تک رہ کر معتکف بہ ذکر وفکر ہونے کا حال سنایا۔سلطان فیض احمد صاحب زمیندارہ کے ساتھ طریقت میں بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ راولپنڈی، چکوال اور لاھور میں معتقدین ومریدین کافی تعداد میں ہیں۔حضرت صاحبؒ کی دختر مراد بی بی ان کے ازدواج میں ہیں۔انہوں نے سلطان غلام دستگیر القادریؒ فخر کشمیرؒ کی رفاقت میں جنگ کشمیر کے سال اور پھر ان کی وفات تک نہایت استواری و یگانگت سے گزارے ہیں۔

* ۱۰۔عیسائی مشنری وعلماء: ذرخانیوں کی تگ ودو کے دور میں عیسائی مشنری نے بھی بلوچستان کے بلوچ براہوی علاقوں میں اپنی تبلیغات تیز تر کر دی تھیں۔بلوچستان گزیٹیئر (۱۹۰۵ء) کے مطابق یہاں کے لوگ نماز اور روزہ کے تو پابند تھے مگر معاشرتی امور میں اسلام کے اصولوں سے منافی چلتے تھے۔وہ بہرحال ایسے حالات اور بلوچوں کی ناخواندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا

Marfat.com

مشن جاری کئے ہوئے تھے جسکو کامیابی سے محمد فاضل درضل درخانی جو سلسلہ قادریہ سے فیضیافتہ پیر طریقت اور عالم دین تھے اس خطرہ سے آگاہ ہوئے اور عربی، فارسی کے علاوہ براہوی میں دینی کتب شائع کرنا شروع کر دیں پھران کے نواسے عبداللہ درخانی نے اصلاح وتبلیغ وابلاغ کا کام جاری رکھا انہیں ایام میں حضرت صاحبؒ نے سلسلۂ قادریہ کی ان علاقوں میں تبلیغ کی اور اصلاح رسومات وابلاغ دین کے لئے اپنے مخصوص انداز میں خدمات سرانجام دیں۔

(ماخوذ مقالہ۔سلطان الطاف علی)

*۱۱۔محمد امیر سلطان نے ایک منظم میزبان ہونے کی حیثیت سے گڑھ مہاراجہ میں ایک بنگلہ بنوایا جس میں انگریزی کتب کی لائبریری قائم کی تا کہ انگریز حکام وہاں قیام کرتے ہوئے اس سے استفادہ کریں اس میں اردو کی کتابیں بھی کافی تعداد میں تھیں کچھ عرصہ بعد لائبریری ختم کر دی گئی اور کتابیں فقیر نور محمد کلاچویؒ کو دے دی گئیں۔(حیات سروری ص ۱۶۱۔۱۶۲)

*۱۲ حاجی عبدالغفور خان کی اہلیہ اور حضرت صاحبؒ کی خوشدامن بی بی زہرا خاتون علم وادب کا گہرا ذوق رکھتی تھیں۔ایک بار سلطان غلام دستگیر القادری نے نانی صاحبہ (زہرا خاتون) سے علمی تبادلہ خیال میں اقبال کا شعر سنایا جس میں ابلیس حضرت آدمؑ سے گویا ہوتا ہے:

میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح　　تو فقط اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

یہ شعر سماعت فرما کر نانی صاحبہ نے بھرپور قہقہ لگایا اور فرمایا کہ واہ بھئی ابلیس کی بھی تو بڑی طاقت ہے۔نانی صاحبہ کی وفات دسمبر ۱۹۵۰ء کو ملتان میں ہوئی۔

Marfat.com

نقشہ مزارات خانقاہ حضرت سلطان نور محمدؒ و حضرت سلطان محمد نوازؒ
و قبرستان چاہ سمندری نزد پرانا دربار شریف حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ

مغرب

حاجی سلطان نور حسین ولد سلطان محمد نواز
۱۹۷۸ء

سلطان محمد شریف ولد سلطان فتح محمد ۱۹۶۹ء	سلطان حامد نواز ولد سلطان غلام دستگیر القادری ۲۰۰۸ء
سلطان شاہ نواز ولد شیخ خیر محمد ۱۸۶۳ء	سلطان محمد حیات ولد سلطان نور محمد ۱۹۳۶ء

شمال — جنوب

بانی خانقاہ
حضرت سلطان محمد نواز ولد حضرت سلطان نور محمد (۱۹۳۸ء)

حضرت سلطان نور محمد ولد حضرت سلطان غلام رسول (۱۹۲۴ء)

سلطان غلام میراں ولد سلطان ولی محمد ۱۸۷۳ء	سلطان غلام رسول ولد سلطان غلام میراں ۱۸۹۲ء
سلطان غلام نبی ولد سلطان ولی محمد ۱۹۰۹ء	سلطان فتح محمد ولد سلطان غلام رسول ۱۹۲۱ء

سلطان غلام دستگیر القادری ولد سلطان محمد نواز
۱۹۸۶ء

سلطان نور محمد ولد فیض سلطان
۱۹۹۴ء

مشرق

Marfat.com

خانقاہ اور مسجد کے درمیان گیلری میں مستورات و بچگان کے مزارات

مشرق سے مغرب کو ترتیب وار:

(۱) غلام فاطمہ (۲) دولت بی بی (۳) مہتاب بی بی (۴) جندوڈی (والدہ سلطان محمد مشتاق) (۵) نور سلطان ولد محمد سلطان (مستانہ پیر) (۶) امیر بی بی (۷) امان مائی (زوجہ سلطان فتح محمد) (۸) خدیجہ بی بی خواہر سلطان غلام باھو (۹) نور زمان ولد حضرت فیض سلطان (۱۰) خورشید بی بی بنت سلطان محمد عزیز (۱۱) رفاقت ولد سلطان محمد شریف (۱۲) پھل سلطان ولد فیض سلطان (۱۳) محمد عارف ولد سلطان محمد نواز (۱۴) سلطان حامد ولد سلطان محمد نواز (۱۵) غلام محی الدین ولد سلطان محمد نواز (۱۶) کلثوم دختر سلطان محمد نواز (۱۷) محمد اسحاق ولد سلطان غلام سرور

مسجد کے محراب سے تیسری لائن جانب جنوب

(۱۸) سکندر ولد فیض سلطان (۱۹) خیر محمد ولد فیض سلطان (۲۰) حنیف ولد فیض سلطان (۲۱) سردار بی بی دختر سلطان غلام نبی (۲۲) محبوب ولد محمد سلطان (۲۳) پسر مرید سلطان (۲۴) خالد ولد سلطان نور حُسین (۲۵) پسر سلطان محمد شریف (۲۶) دختر سلطان فیض احمد (۲۷) پسر صفدر علی

محراب مسجد سے جانب مغرب

(۲۸) تاج بی بی زوجہ سلطان غلام دستگیر (۲۹) امان بی بی دختر سلطان نور محمد (۳۰) بیگم بی والدہ محمودہ بیگم (۳۱) عزیز فاطمہ زوجہ مرید سلطان (۳۲) گوھر بی بی زوجہ دوم سلطان نور محمد ولد فیض سلطان (۳۳) عفت بی بی زوجہ سکندر سلطان (۳۴) حافظ محمد حیات ولد عبدالغفور مغل ملتانی

محراب مسجد کے عقب سے جانب غرب درمیانی لائن میں

(۳۵) محمودہ بیگم زوجہ حضرت سلطان محمد عزیز (۳۶) خدیجہ بی بی زوجہ حضرت سلطان محمد نواز (۳۷) فرخ دختر سلطان غلام دستگیر (۳۸) ناصرہ دختر سلطان غلام دستگیر (۳۹) بلقیس دختر سلطان محمد شریف (۴۰) سردار بی بی زوجہ سلطان نور حُسین (۴۱) پسر سلطان محمد شریف (۴۲) پسر سلطان محمد شریف (۴۳) پسر سلطان حامد نواز (۴۴) آفتاب احمد پسر سلطان نور حُسین (بابا پیر) (۴۵) فخر الدین ناصر پسر سلطان عمر دراز (۴۶) غیاث الدین شاھد پسر سلطان عمر دراز

جانب جنوب تیسری لائن کے سامنے

(۴۷) منظور بی بی دختر حضرت غلام سرور (۴۸) مائی کنیز فاطمہ (خدیجہ بی بی) زوجہ حضرت غلام سرور

مزارات درویشان در گورستان عقبی خانقاہ مذکورہ سمندری

شمال

مالی حنڈے خیل	غلام ربانی					
	بابا احمد	خلیفہ خان محمد مری	پسر نذیر خروٹی	صوفی غلام حسین	امیر عالم	
خلیفہ خانگل وڈیرہ	گل نواز پسر خانگل	جنت والدہ دلیر	اختر خٹک	فقیر	اللہ وسائی	بادی بخش پسر نبی شاہ
غلام سلطان پسر غلام ربانی	مولوی مہر اللہ خان خروٹی	غلام فاطمہ زوجہ مہر اللہ	محمد بخش خلیفہ شہوانی پیر	مچے جے خیل	خلیفہ صاحب محمد شورزئی	
جلم گل (لوٹی فقیر) ملک خیل	محمد امین بندرانی	جانی فقیرنی	والدہ مہر اللہ خان	سید محمد طور		

مشرق: خانقاہ سلطان نور محمد و سلطان محمد نواز

(مغرب): قبرستان صاحبزادگان سمندری کے لئے پختہ حجرے

قربان بی بی زوجہ حضرت فیض سلطان

لطیف سلطان پسر حضرت فیض سلطان

جنوب

صاحبزادگان چاہ سمندری کے لئے قبرستان پختہ اطاق ہا

شجرہ نسب حضرت سلطان محمد نوازؒ واسماء اولاد

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ

سلطان ولی محمد (سجادہ نشین)

سلطان محمد حسین (سجادہ نشین)

سلطان نور محمد — سلطان عظمت — سلطان حافظ محمد (سجادہ نشین)

سلطان ولی محمد (مزار جمال دین مخدوم والا روڈ تحصیل رحیم یار خان)

سلطان غلام میراں

سلطان غلام رسول

سلطان نور محمد — سلطان فتح محمد

سلطان محمد نواز (سجادہ نشین درگاہ سلطان نور محمدؒ)

سلطان غلام باھو — سلطان غلام دستگیر — سلطان عمر دراز — سلطان محمد اشرف — سلطان الطاف علی

خدیجہ بی بی — سلطان نور حسین — افضل بی بی — مراد بی بی

محمد عارف (معصوم) — سلطان حامد (معصوم) — غلام محی الدین (معصوم) — کلثوم بی بی (معصوم)

Marfat.com

ماخذ و کتابیات

قرآن حکیم

احادیث

خزینۃ الاصفیاء	غلام سرور لاهوری	کانپور	۱۹۰۲ء
بلوچستان گزیٹیر (بولان و کچھی)		کوئٹہ	۱۹۰۵_۷ء
گنج الاسرار (شرح محمد نظام الدین ملتانی)	حضرت سلطان باھوؒ	لاهور	۱۹۲۹ء
سوانح حاجی محمد دین	مولوی محمد یاسین	گجرات	۱۳۴۰ھ
رسالہ روحی (شرح محمد نظام الدین ملتانی)	حضرت سلطان باھو	لاهور	۱۹۳۰ء
مناقب سلطانی	سلطان حامد قادری	لاهور	۱۳۴۵ھ
عین الفقر (شرح محمد نظام الدین ملتانی)	حضرت سلطان باھوؒ	لاهور	۱۹۳۰ء
دیوان امیر	محمد امیر سلطان	لاهور	۱۳۵۰ھ
کشف الاسرار (شرح محمد نظام الدین ملتانی)	حضرت سلطان باھوؒ	لاهور	۱۹۳۲ء
نفحات الانس	عبدالرحمٰن جامیؒ	تهران	۱۳۷۰ھ ق
فیوضات حسنیہ (سوانح مولوی غلام حسن سواگ)	مولوی محمد حیات	ڈیرہ اسماعیل خان	۱۳۷۱ھ
دیوان منصور حلاج	حسین بن منصور حلاج	تهران	۱۳۶۹ھ ق
حیات سروری	فقیر عبدالحمید	لاهور	۱۹۶۱ء
مجموعہ کلام	سلطان محمد نوازؒ	لاهور	۱۹۶۲ء
انوارات صدیقیہ	محمد نصیرالدین	لاڑکانہ	۱۹۷۲ء
مهر منیر	فیض احمد فیض گولڑوی	لاهور	۱۹۷۳ء
تاریخ ملتان	مولانا نور احمد خان فریدی	ملتان	۱۹۷۳ء
تذکرہ صوفیائے بلوچستان	ڈاکٹر انعام الحق کوثر	لاهور	۱۹۷۶ء

Marfat.com

مثنوی مولوی معنوی (ج ۱۔۲۔۳)	سجاد حسین	لاھور	۱۹۷۶ء
رسالہ غوث الاعظم جواھر العشاق شرح	سید محمد حسین گیسو دراز	لاھور	۱۹۷۸ء
تذکرہ علمائے پنجاب (جلد دوم)	اختر راہی	لاھور	۱۹۸۱ء
پاکستان میں فارسی ادب (جلد پنجم)	ڈاکٹر ظہور الدین احمد	لاھور	۱۹۹۰ء
سندھی دی سوغات	رشید احمد لاشاری	کراچی	۱۹۹۲ء
سیرت پاک کی خوشبو	ڈاکٹر انعام الحق کوثر	کوئٹہ	۱۹۹۳ء
پیر آف وانا	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	لاھور	۱۹۹۳ء
بلوچستان میں تحریک تصوف	ڈاکٹر انعام الحق کوثر	کوئٹہ	۱۹۹۵ء
فرنگی راج اور غیر تمند مسلمان	ڈاکٹر محمد نواز خان	گورو یک وزیرستان	۲۰۰۰ء
کلام خواجہ غلام فریدؒ	پروفیسر حمید اللہ ہاشمی	لاھور	۲۰۰۱ء
قصائد الحجرۃ النبویہ الشریفۃ	الشیخ عبداللہ بن علوی الحضرمی	لاھور	۲۰۰۱ء
مولانا جلال الدین رومی	محمد اکرم چغتائی	لاھور	۲۰۰۴ء
تذکرہ اکابر اہلسنت	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری	لاھور	۲۰۰۵ء
جہان امام ربانی	صاحبزادہ ابوالسرور محمد سرور احمد	لاھور	۲۰۰۶ء
(اقلیم دہم)	جاوید اقبال مظہری، ڈاکٹر اقبال احمد اختر		
ارمغان امام ربانی	صوفی غلام سرور نقشبندی	لاھور	۲۰۰۷ء
مثل حقیقت بندوبست	موضع حضرت سلطان باھوؒ		۱۸۸۰ء

مکتوبات حضرت سلطان محمد نوازؒ

مکتوب اوّل تا مکتوب ہفتم بنام سلطان غلام باھو ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۸ء

(مملوکہ سلطان نور احمد۔ گرہ جمعہ شریف۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

مکتوب ہشتم بنام مولوی قاضی عبداللطیف اوستہ محمد تاریخ سال ندارد

Marfat.com

(مملوکہ قاضی عبدالحق امام وخطیب جامع مسجد تحصیل اوستہ محمد)

مکتوب نہم — بنام مولوی عبدالکریم (کاپاری) — ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۷ء

مکتوب دہم — بنام مولوی عبدالکریم (کاپاری) — ۱۱ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۶ء

(ماخذ مجموعہ کلام سلطان محمد نوازؒ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء)

مکتوب یازدہم تا مکتوب سی بنام سلطان غلام دستگیر (۱۲ خطوط) ۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۸ء

بنام محمد بخش شاہوانی پیر

بنام امیر خان

بنام حکیم عبدالغفور خان

بنام وڈیرہ عبدالمجید خان کھوسہ

بنام بجار خان ولکمیر

بنام سلطان عمر دراز وسلطان الطاف علی

(مملوکہ سلطان ارشد القادری۔ دربار شریف)

روزنامچہ سلطان محمد صفدر علی (بن سلطان محمد عزیزؒ) — ۱۹۷۹ء

یادداشت ہای خطی سلطان غلام دستگیر القادری — ۱۹۷۵ء، ۱۹۸۱ء

روزنامچہ ہا (ڈائریاں) سلطان غلام دستگیر القادری — ۱۹۵۱ء، ۱۹۵۳ء، ۱۹۸۶ء

روزنامچہ ہا (ڈائری) سلطان الطاف علی — ۱۹۹۶ء

اخلاف وخلفای مابعد حضرت قدس سرہ، خطی یادداشت ہا (فائل) — ڈاکٹر سلطان الطاف علی

عکسی وخطی دستاویزات دربارہ پیر صاحب آف وانا

(مرتبہ سلطان غلام دستگیر القادری وڈاکٹر سلطان الطاف علی)

مناقب حضرت سلطان محمد نوازؒ (۹ صفحات خطی) مکتوبہ سلطان غلام دستگیر القادری

(مملوکہ سلطان ارشد القادری)

Marfat.com

مصاحبہ (انٹرویو)	حضرت سلطان محمد عزیز	مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۷۹ء
مصاحبہ (انٹرویو)	حضرت سلطان غلام سرور	مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۷۹ء، ۱۲ جولائی ۱۹۸۰ء
مصاحبہ (انٹرویو)	حضرت سلطان احمد بخش	مورخہ ۱۱ جون ۱۹۸۰ء
مصاحبہ (انٹرویو)	عبدالرشید شاھد (پسر فقیر حمید اختر)	مورخہ ۲۰ فروری ۲۰۰۸ء
یادداشت خطی	از ملک دوست محمد مورخ تاریخ منکیرہ	موصولہ ۶ جون ۲۰۰۸ء

انگریزوں کے خلاف بلوچوں کی جدوجہد کی ولولہ آفرین یادیں۔ شوکت صدیقی

روزنامہ مشرق	کوئٹہ	۵ جون ۱۹۷۲ء
مجلّہ دستگیر	کوئٹہ	شمارہ ۱۹۹۹ء۔ ۲۰۰۱ء
مجلّہ دستگیر	کوئٹہ	شمارہ اپریل جون ۱۹۹۳ء

مجلّہ مراۃ العارفین (پیر بہادر شاہ مشہدی نمبر) فروری ۲۰۰۸ء

Marfat.com

ڈاکٹر سلطان الطاف علی کی تصانیف / تراجم / تحقیقات

۱۔	بیست و پنج قرن روابط فرہنگی پاکستان و ایران (فارسی)	۱۰۰ روپے
۲۔	ابیات باھو معہ ترجمہ و شرح (اردو)	۴۰۰ روپے
۳۔	تاریخ نامہ ہرات (سیف ھروی، اوائل قرن ہفتم) ترجمہ اردو	زیرِ طبع
۴۔	درسی کتب فارسی (برائے ششم تا دھم)	
۵۔	تحقیق در بارہ احوال و آثار فارسی حضرت سلطان باھوؒ و نظری در افکار وی (فارسی مقالہ ڈاکٹریٹ)	۶۵۰ روپے
۶۔	حق باھو کانفرنس (معلوماتی کتابچہ) اردو	۲۰ روپے
۷۔	پیر پوٹھوار (سوانح حضرت غلام سرور قادری) اردو۔	۲۵ روپے
۸۔	آشوب زاھد و واعظ (تحقیقی و اصلاحی) اردو	۲۰ روپے
۹۔	تصوف کیا ہے (اردو)	۲۰ روپے
۱۰۔	دیوان باھو فارسی معہ ترجمہ اردو	۱۲۰ روپے
۱۱۔	مختصر ترین تاریخ حضرت سلطان باھو (اردو)	۳۶ روپے
۱۲۔	رسالہ روحی فارسی معہ ترجمہ اردو	۱۶ روپے
۱۳۔	پیر آف وانا (مختصر سوانح غازی کشمیر، لفٹیننٹ کرنل پیر سید یوسف فیض اللہ گیلانی)	۲۵ روپے
۱۴۔	حسین بن منصور حلاج (اردو)	۷۵ روپے
۱۵۔	باھو نامہ (اردو)	۱۸۰ روپے
۱۶۔	حضرت سلطان باھو، ویژہ کارو ندرت افکار در تصوف و عرفان (فارسی)	۲۵ روپے

۱۷۔

۱۸۔

cTY
MPUS

۱۹۔ ... ۲۰روپے

Call No. ۲۹۷ ... ۹

۲۰۔ ابیات باھوؒ (متن پاکٹ سائز) ... ۲۰روپے

No ... ۱۲۷

۲۱۔ مرآت سلطانی (باھونامہ ... ۳۰۰روپے

...om the
...etained
...ing th

۲۲۔ تذکرہ حضرت سلطان محمد ... ۲۰۰روپے

۲۳۔ اورنگ شاہی معہ اردو ترجمہ (زیرطبع)

۲۴۔ شمس العارفین معہ اردو ترجمہ (زیرطبع)

۲۵۔ احوال و آثار فارسی حضرت سلطان باھو (فارسی) بمعہ اعلام وفہارس (زیرطبع)

۲۶۔ سُلطان الفقر۔ تاریخ و تحقیق (زیرطبع)

۲۷۔ امام اعظمؒ تالیف صاحبزادہ نور سلطان القادری (باحواشی) (زیرطبع)

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سلطان محمد نواز

حیات و تعلیمات

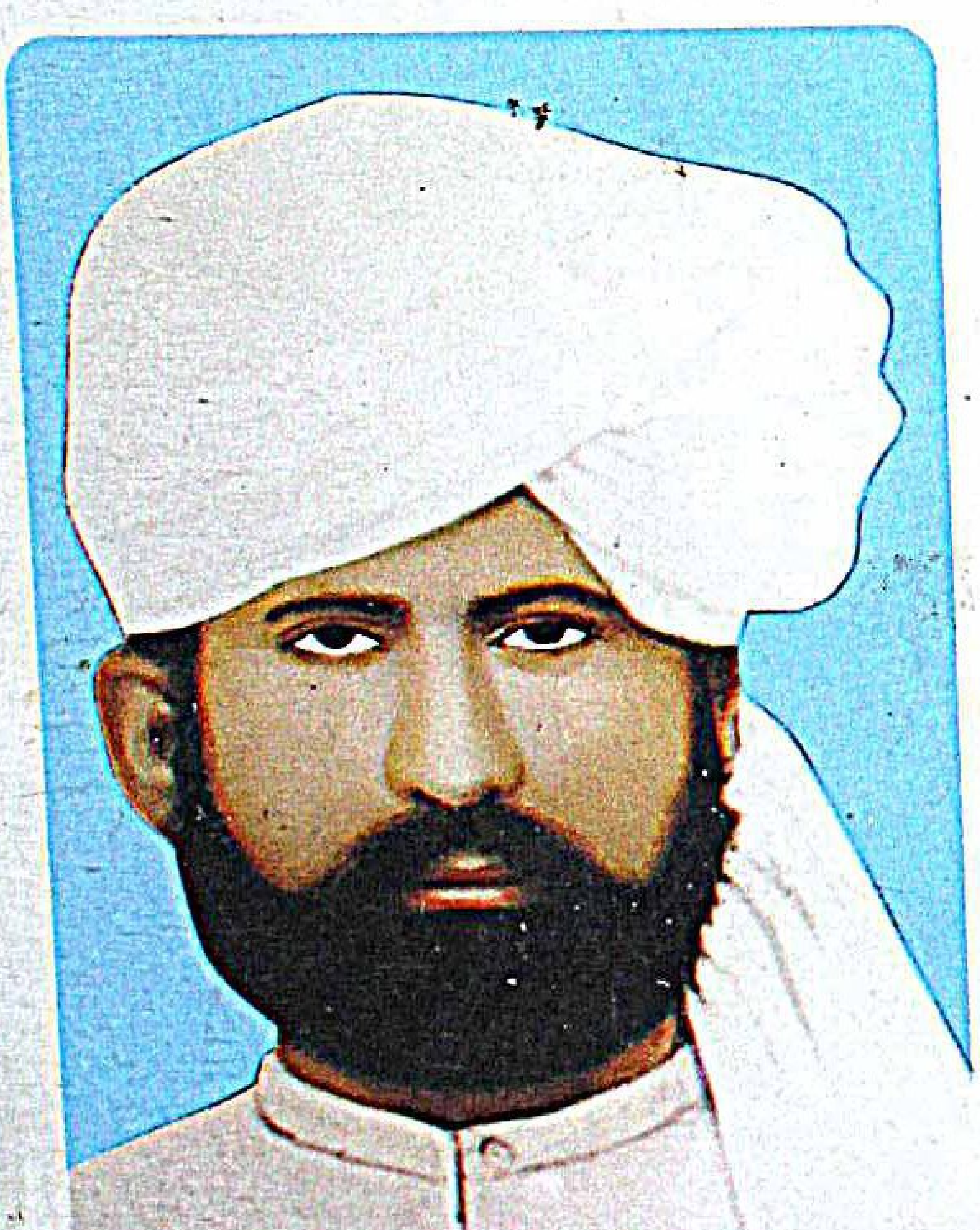

بتحقیق

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

Marfat.com